www.KitaboSunnat.com

اندلس میں علم حدیث کا ارتقاء

محمد احمد زبیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اندلس میں علم حدیث کا ارتقاء

محمد احمد زبیری

دار النوادر

الحمد مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور فون: ۸۸۹۸۶۳۹ ۰۳۰۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیاد
پروفیسر عبدالجبار شاکر
۱۹۴۷-۲۰۰۹

جملہ حقوق محفوظ

۱۴۳۲ ہجری ۲۰۱۱ء

نام کتاب	:	اندلس میں علم حدیث کا ارتقاء
تصنیف	:	محمد احمد زبیری
اہتمام	:	دارالنوادر
مطبع	:	میٹرو پرنٹرز، لاہور

ڈسٹری بیوٹرز

فضلی بک
فضلی بک سپر مارکیٹ
اُردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔
فون: 32212991-32629724

کتاب سرائے
پبلشرز، ڈسٹری بیوٹرز، مشیران کتب خانہ جات
فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اُردو بازار، لاہور فون: 37320318 فیکس: 37239884
ای میل: Kitabsaray@hotmail.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

☐	اظہار تشکر و امتنان	۷
☐	مقدمہ	۱۰
باب نمبر 1	اندلس کا تعارف (جغرافیہ، تاریخ اور معاشرت)	
پہلی فصل	مسلمانوں کی آمد کے وقت اندلس کی مذہبی اور سیاسی صورتحال	
⊙	اندلس کا جغرافیہ	۱۷
⊙	وجہ تسمیہ	۱۷
⊙	وسعت ملک کے لحاظ سے اندلس کا مفہوم	۱۹
⊙	مسلمانوں کی اندلس آمد کے وقت مذہبی اور سیاسی صورتحال	۲۳
دوسری فصل	اندلس پر مسلمانوں کا حملہ اور اشاعت اسلام	۲۶
⊙	اندلس پر پہلا اسلامی حملہ	۳۱
⊙	دوسرا حملہ	۳۲
⊙	تیسرے حملے کا قصد اور التواء	۳۲
⊙	مسلمانوں کی اندلس آمد اور مقامی آبادی کا قبول اسلام	۳۵
⊙	تابعین کی اندلس آمد	۳۷
تیسری فصل	اندلس کی تہذیب وتمدن اور معاشرت	۴۴
⊙	یہودیوں کی تاریخ کا سنہری دور	۵۶
⊙	خواتین کی سماجی حیثیت اور علمی سرگرمیاں	۶۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⊙	عیسائی: رواداری اور مذہبی آزادی	۶۵
چوتھی فصل	اندلس میں فقہی مذاہب کا تعارف اور ارتقاء	۷۱
⊙	ابن حزم کے فقہی اصول	۸۰
باب نمبر 2	اندلس میں حدیث کا تعارف اور اشاعت کے اہم مراحل	
پہلی فصل	اندلس میں حدیث کی اشاعت اور اولین محدث	۸۵
⊙	معاویہ بن صالح	۸۹
⊙	غازی بن قیس	۹۷
دوسری فصل	مؤطا کے اولین راوی	۹۹
⊙	زیاد بن عبدالرحمٰن شبطون	۱۰۰
⊙	عبدالملک بن حبیب السلمی	۱۰۴
⊙	یحییٰ بن یحییٰ اللیثی: مؤطا کے راوی	۱۱۱
باب نمبر 3	اندلس میں حدیث کی اشاعت کا دوسرا مرحلہ	
پہلی فصل	بقی بن مخلد کے حالات زندگی اور تالیفات	۱۲۰
⊙	بقی بن مخلد کی تالیفات	۱۳۳
⊙	مسند احمد اور مسند بقی ایک نظر میں	۱۴۴
⊙	قاسم بن محمد قاسم القرطبی البیانی	۱۵۷
⊙	محمد بن وضاح	۱۵۱
⊙	احمد بن خالد بن یزید قرطبی	۱۶۵
⊙	قاسم ابن اصبغ	۱۶۷
⊙	خالد بن سعد القرطبی	۱۶۹
☐	ابن مفرج	۱۷۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

□ خلف بن قاسم ۱۷۴

باب نمبر 4 پانچویں صدی ہجری کے محدثین

پہلی فصل خلف بن قاسم: حیات و آثار ۱۷۸

⊙ ابن المکوی ۱۷۹

⊙ ابن فطیس ۱۸۰

⊙ ابن الفرضی ۱۸۲

⊙ الطلمنکی ۱۸۹

⊙ ابوعمر والدانی ۱۹۲

دوسری فصل ابن عبدالبر، حافظ المغرب کا تذکرہ ۱۹۶

⊙ ابن عبدالبر کی تالیفات ۱۹۷

⊙ ابوالولید الباجی ۲۱۶

⊙ ابی نصر حمیدی ۲۲۱

⊙ حسین بن محمد غسانی ۲۲۷

⊙ نتائج تحقیق ۲۳۵

□ فہرست آیات قرآنی ۲۴۱

□ فہرست احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۲۴۲

⊙ فہرست اعلام ۲۴۳

⊙ فہرست الاماکن والبلدان ۲۴۹

⊙ فہرست مصطلحات الحدیث ۲۵۱

⊙ فہرست مصادر و مراجع ۲۵۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہار تشکر وامتنان

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس کے فضل وکرم سے بندہ ناچیز اس قابل ہوا کہ وہ تعلیمی سفر کے اس مرحلے تک پہنچا۔ وہ تمام تر حمد وثنا کا مستحق ہے۔ ہر خوبی، کمال اور تعریف اس کی ذات مقدس کی طرف پلٹتی ہے۔ کوئی بھی کام اس کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ ایم فل کے داخلے سے مقالے کی تکمیل تک بے شمار نشیب وفراز آئے۔ بعض اوقات ایسے مراحل آئے کہ امید کا دامن ہاتھ سے چھٹتا نظر آیا لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ ساری مشکلات رفتہ رفتہ دور ہوگئیں اور مقالہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ والدین کی خصوصی شفقت اور دعائیں میرے شامل حال رہیں، انہوں نے مجھے تحصیل علم اور خدمت دین کے لیے وقف کیا اور ہمیشہ زندگی کے ہر گام اور ہر موڑ پر ان کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی میرے لیے زادِراہ ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ، اِن کی قربانی کو قبول فرمائے، اور ان کے درجات بلند فرمائے، اور ان کی لغزشوں اور خطاؤں سے درگزر فرمائے۔

اس تعلیمی سفر میں موضوع کے انتخاب سے مقالے کی تکمیل تک ڈاکٹر علی اصغر چشتی صاحب کی راہنمائی اور سرپرستی مجھے حاصل رہی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر خصوصی فضل و کرم ہے کہ فن حدیث کے ماہر اور مشفق استاد کی راہنمائی میں مجھے ایم فل کرنے کا موقع ملا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔

ایم فل کے پروگرام کو منظم اور باقاعدہ بنانے میں ڈاکٹر ضیاء الحق نے جو کوششیں کیں وہ قابل ستائش ہیں۔ ایم فل کے تمام طلبہ ان کی مساعی کا اعتراف کرتے ہیں۔ ورکشاپ کے دوران تحقیق کے اصول وضوابط اور مقالہ نویسی کی ابجد سے انہوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ہمیں روشناس کروایا۔ میری یہ سعادت اور خوش قسمتی ہے کہ اسلام آباد میں رہنے کی وجہ سے ان سے دیگر رفقاء کی نسبت زیادہ استفادے کا موقع ملا۔ مقالے کی تسوید کے بعد انہوں نے ایک دفعہ پھر اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکالا اور مقالے کی نوک پلک سنوارنے میں راہنمائی سے نوازا۔

اوپن یونیورسٹی کے کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ کے تمام اساتذہ انتہائی ہمدرد، مشفق اور علم دوست ہیں۔ ان تمام اساتذہ کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حافظ محمد سجاد صاحب نے مجھے اندلس میں صحیح بخاری کے حوالے سے ایک مقالہ فراہم کیا۔ اس کے علاوہ وہ وقتاً فوقتاً مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔ عبدالحمید عباسی صاحب کی صاف گوئی اور اپنے تجربات پر مبنی راہنمائی بھی میرے شامل حال رہی۔

اس موقع پر پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی تحریک اور مسلسل باز پرس سے یہ کام تکمیل کو پہنچا۔ ان کی اس قدر دلچسپی اور حوصلہ افزائی یقیناً میرے لیے مہمیز ثابت ہوئی۔ پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے اوپن یونیورسٹی سے ایم فل / پی ایچ ڈی کرنے کی اجازت دی۔ ان کی رواداری اور تسامح کی خصلت یقیناً میرے دیگر رفقاء کار کے لیے بھی ہمیشہ مدومعاون ثابت ہوئی ہے۔

ایم فل کی ورکشاپ میں جن اساتذہ نے ہمیں لیکچر دیے اور ہماری راہنمائی کی، میں ان تمام اساتذہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن میں پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازی، پروفیسر ڈاکٹر محمد الغزالی، پروفیسر ڈاکٹر سفیر اختر، ڈاکٹر سہیل حسن، ڈاکٹر عصمت اللہ، ڈاکٹر طاہر منصوری، پروفیسر ڈاکٹر یوسف فاروقی، پروفیسر ڈاکٹر خلیل الرحمٰن شامل ہیں۔ ان کے علم وفضل اور راہنمائی سے طلبہ نے بہت استفادہ کیا۔

ادارہ تحقیقات اسلامی کے میرے دوست قیصر شہزاد کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے جرمن رسالے Der Islam کا ایک مقالہ فراہم کیا جو میرے لیے بہت مفید ثابت ہوا۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کی لائبریری کے عملے کا ممنون ہوں جنہوں نے مجھے مصادر ومراجع تک رسائی کا موقع دیا، بالخصوص عرفان صاحب اور مجیب صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے ہاتھوں بہت ساری کتابیں مجھ تک پہنچیں۔ اسلامی یونیورسٹی کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکزی لائبریری سے متعلقہ موضوع پر مواد فوٹو کاپی کروانے میں عبدالرزاق ساجد نے میرے ساتھ تعاون کیا، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس ادارے نے بھی ایم فل کرنے میں میری معاونت کی۔

دعوۃ اکیڈمی کے میرے تمام رفقاء شکریے کے مستحق ہیں جن سے میں نے دوران ملازمت بہت کچھ سیکھا۔ ان میں ڈاکٹر عبدالجبار، ڈاکٹر امتیاز ظفر، شاہد رفیع، محمد اکرم افضل، مولانا مصباح الرحمٰن یوسفی، مولانا رضا احمد، ظہیر الدین بہرام شامل ہیں۔ محمد اکرم بالخصوص شکریے کے مستحق ہیں کیونکہ ہر مرحلے پر ان کی مخلصانہ مشاورت مجھے میسر رہی۔ اس موقع پر رئیس مغل کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہر مرحلے پر میری راہنمائی کی اور مقالے کا خاکہ تیار کرنے میں میری مدد کی۔ فرید بروہی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے ساتھ میں نے اس علمی سفر کا آغاز کیا اور بارہا ان کی موٹر سائیکل اوپن یونیورسٹی جانے کا وسیلہ ثابت ہوئی۔ اس مقالے کی خوبصورت کمپوزنگ شیخ حبیب الرحمٰن کی مرہون منت ہے۔ کمپوزنگ کرنے میں انہوں نے جس مستعدی اور تعاون کا مظاہرہ کیا وہ لائق تحسین ہے میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

واخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

محمد احمد زبیری

۲۵ محرم الحرام، ۱۴۲۶ ہجری

۷ مارچ ۲۰۰۵ء بروز پیر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

دنیا کے ہر خطہ کے مسلمانوں نے ہر زمانے میں حدیث کی خدمت کی ہے کیونکہ حدیث وہ ذریعہ اور وسیلہ ہے جو سنت تک رسائی کا سبب بنتی ہے۔ عالم اسلام کے مختلف خطوں میں ہر زمانے میں علماء نے حدیث کی خدمت سرانجام دینے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ عالم اسلام کے جن خطوں نے حدیث اور دیگر اسلامی علوم وفنون کی خدمت کی اور اس میدان میں بے انتہا پیش رفت کی ان میں اسلامی اندلس نمایاں مقام رکھتا ہے۔ یہاں علوم قرآن، علوم حدیث وفقہ، فلسفہ وکلام، تصوف واحسان، تاریخ وسیرت نگاری، طبعیات وکیمیا، طب وجراحت، طبقات الارض وفلاحت غرضیکہ ہر میدان میں بیش قیمت کارنامے سرانجام دیے گئے ہیں اور زندگی کے تقریباً سارے ہی شعبوں میں بھرپور ترقی ہوئی اس طرح ہر علم وفن میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جن کو علمی میدان میں ایک عظیم مقام حاصل ہوا۔ ان میں سرفہرست شاطبی، قرطبی، ابن عربی، ابن حزم، ابن جبیر، ابن بیطار، ابن طفیل، یحییٰ بن یحییٰ، بقی بن مخلد اور ابن عبدالبر ہیں۔

اندلس میں حدیث نبوی کا ورود مسعود تدوین حدیث کے آغاز ہی میں ہو گیا تھا اور اکثر کتابیں ان کے مؤلفین کی زندگیوں ہی میں یہاں پہنچ گئی تھیں۔ اندلس کی زرخیز زمین میں، علم وفضل کی سرپرستی نے اسے جوبن پر پہنچا دیا حدیث کے میدان میں اندلس کے محدثین نے جو خدمات سرانجام دیں انہیں کما حقہ اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ اندلس کے سیکڑوں محدثین نے اپنی عمریں خدمت حدیث میں کھپا دیں۔ اس مقالے میں ان کی خدمات کو یکجا کرنے اور اس علمی ورثے کا مربوط جائزہ لینے کی طالب علمانہ کوشش کی گئی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق کا بنیادی سوال:

ملت اسلامیہ کے متحرک جزو کی حیثیت سے علم حدیث کی ترقی اور فروغ میں اندلس کا کیا حصہ ہے؟

فرضیہ:

۱. سلطنت اسلامیہ کے ایک متحرک جزو کی حیثیت سے اندلس نے علم حدیث کی ترقی وترویج میں اہم کارنامہ سرانجام دیا۔
۲. اندلسی محدثین کے علمی آثار میں ایسے تفردات موجود ہیں جو علم حدیث کے ارتقاء میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔
۳. اندلس کے ذخیرہ حدیث نے عالم اسلام کے مختلف حصوں پر مثبت اثرات مرتب کیے۔

اسلوب تحقیق:

زیرنظر مقالے میں فتح اندلس سے پانچویں صدی ہجری کے محدثین کے تذکرے اور حدیث کے میدان میں ان کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ پہلا باب تمہیدی ہے، جس میں فتح اندلس سے پہلے اندلس کی مختصر تاریخ، اندلس کا جغرافیہ اور اس کی فتح کے اسباب ذکر کیے گیے ہیں۔ اس کے بعد اندلسی معاشرے کے نمایاں خدوخال، اقلیتوں کی حیثیت ،مسلمانوں کی رواداری، عیسائیوں، یہودیوں اور عورتوں کی معاشرتی حیثیت کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف علوم کے تعارف، فروغ اور ارتقاء کا مختصر احوال بھی شامل ہے۔ اندلس کے اندر اولین محدثین کے تذکرے سے مقالے کا آغاز ہوتا ہے اس کے بعد مربوط انداز میں ہر محدث یا شیخ کے نمایاں ترین تلامذہ کا ذکر زمانی ترتیب کے مطابق کیا گیا ہے۔ اس طرح روایت حدیث کی تمام کڑیاں آغاز سے اختتام تک ملتی جاتی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر محدث کے تذکرہ میں اس کی ولادت، نام ونسب، ابتدائی حالات زندگی، اساتذہ اور مشائخ کا ذکر اور اس کی اہم تالیفات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ علماء کے اقوال، جن سے اس محدث کے مقام و مرتبے کا اندازہ ہوتا ہے وہ بھی ہر محدث کے تذکرے میں شامل ہے۔ اس مقالے کی ترتیب وتدوین میں زیادہ تر اندلسی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اعلام کی تخریج میں علامہ ذہبی کی ''سیر اعلام النبلاء'' جغرافیے اور اماکن کی تخریج میں محمد عنایت اللہ کی ''اندلس کا تاریخی جغرافیہ''، اور حدیث کی اصطلاحات کے لیے ڈاکٹر سہیل حسن کی معجم اصطلاحات حدیث سے استفادہ کیا گیا ہے۔ حوالہ دینے کے لیے کتاب کا نام، جلد نمبر اور صفحہ نمبر لکھا گیا ہے۔ اگر کوئی کتاب بہت ساری مولفین نے لکھی ہے تو ان میں سب سے مشہور مؤلف کا نام بھی ساتھ لکھ دیا گیا ہے۔ مصادر و مراجع کی فہرست میں تفصیلی معلومات مقالے کے آخر میں دے دی گئیں ہیں۔

جس طرح علوم وفنون کی ہر شاخ کی اپنی خصوصیات، اپنی اصطلاحات اور اپنی زبان ہوتی ہے، علم حدیث بھی ان اوصاف سے متصف ہے۔ حدیث کے میدان میں تحقیق اس موضوع کے مزاج اور اس کی خصوصیات کے مطابق ہو گی۔ اس لیے اس مقالے میں بھی فن حدیث کے مزاج اور اس کی خصوصیات کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس لیے اس مقالے میں بھی فن حدیث کی خصوصیات جھلکتی ہیں۔ اس میں علم الاسناد اور اسماء الرجال کا اسلوب تالیف نظر آتا ہے۔ اس مقالے میں میں نے اپنی سی کوشش کی ہے۔ یقیناً یہ ایک طالب علم کی طالب علمانہ کاوش ہے جس میں بے شمار خامیاں اور کوتاہیاں موجود ہیں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میری تمام لغزشوں اور خطاؤں سے درگذر فرمائے۔

سابقہ مواد اور کام کا جائزہ:

اندلسی مسلمانوں کے تہذیبی وتمدنی کارناموں کے بارے میں اب تک مختلف زبانوں اور سطحوں پر کتابوں، کتابچوں، رسالوں اور مقالات کی شکل میں اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اس کا احاطہ کرنا ممکن نہیں لیکن اکثر و بیشتر مصنفین کی توجہ یا تو طبعی وسائنسی علوم کی طرف رہی ہے یا نظری فکری، معاشرتی علوم وفنون، نحو ولغت، فلکیات، ارضیات، جغرافیہ،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زراعت، شعروادب، موسیقی، مصوری، خطاطی وغیرہ کے میدانوں میں ترویج وترقی اور متعلقہ میدانوں میں ممتاز علماء کے کارناموں کا جائزہ لیا جاتا رہا ہے۔ قرطبہ وغرناطہ کے قصورومحلات اور الزہرہ کے عجائبات کے بارے میں ہر ایک رطب اللسان ہے۔ بنابریں یہ امر قابل تعجب ہے کہ دینی علوم میں سے تفسیر، حدیث اور فقہ سے عموماً بے اعتنائی برتی گئی ہے۔ عام طور پر مفسرین، محدثین اور فقہا کے کچھ نام گنا دینے پر اکتفا کر لیا جاتا ہے۔ علامہ ابن الفرضی (م ۴۰۳ھ) کی مشہور کتاب تاریخ العلماء والرواۃ للعلم بالاندلس میں یہی کچھ ہے۔ علامہ ابن حزم (۴۵۶ھ) کے رسالہ میں جو علامہ المقری (۱۰۵۱ھ) نے نفح الطیب میں نقل کیا ہے) مختلف علوم وآثار کے ممتاز علماء کی فہرست، کتابوں کے نام اور مختصر تعارف پر مشتمل ہے یہی حال ابن بشکوال (م ۵۷۸) کی کتاب الصلہ کا ہے۔ لیکن حمیدی (م ۴۸۸ھ) کی جذوۃ المقتبس میں نسبتاً زیادہ تفصیل ہے ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) کا بیان بھی بعض علماء کے بارے میں مفصل ہے۔ انگریزی میں بروکلمان، فلپ حتی اور امیر علی وغیرہ کے ہاں کوئی مواد نہیں ملتا البتہ ڈاکٹر اے این ایم رئیس الدین کی کتاب Spanish Contribution to the Study of Hadith Literature براہ راست اس موضوع پر لکھی گئی ہے لیکن اس کتاب میں عربی کی تذکرہ نگاری اور سوانح نگاری کی کتب سے مختصر احوال جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب بہت مختصر ہے۔

اس لیے اندلس میں محدثین کی خدمات کے مفصل جائزے اور ان کی خدمات کو اجاگر کرنے کی ضرورت برقرار رہتی ہے مذکورہ مقالہ میں اس پہلو پر کام کیا گیا ہے جس میں فتح اندلس سے پانچویں صدی ہجری کے محدثین کے احوال کو جمع کیا گیا ہے۔ ان کے حالات زندگی کے مطالعے سے اندلسی محدثین کے شجرہ روایت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

مآخذ ومصادر:

زیر تحقیق مقالہ میں کتب تاریخ، کتب حدیث، تذکرہ نگاری کی کتب، مجلّات اور رسائل زیر مطالعہ رہے۔ ان کے علاوہ محدثین کی دستیاب تالیفات اور تصنیفات کا براہ راست مطالعہ کیا گیا۔ حسب ضرورت دیگر مآخذ کی طرف رجوع کیا گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہداف تحقیق:

① فتح اندلس سے لے کر پانچ صدی ہجری تک حدیث کے میدان میں سرانجام دی گئی خدمات کو اجاگر کرنا۔

② اندلس کے محدثین کی تالیفات کا جائزہ لینا۔

③ اندلس کے محدثین کے علمی کام کا تجزیہ کرنا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اول

اندلس کا تعارف

(جغرافیہ، تاریخ اور معاشرت)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل

مسلمانوں کی آمد کے وقت اندلس کی مذہبی اور سیاسی صورتحال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندلس کا جغرافیہ

وجہ تسمیہ:

اندلس براعظم یورپ کا باب الاسلام ہے۔ تاریخی طور پر اسپین اور پرتگال ایک ہی علاقہ تھا اور اس جزیرہ نما کو آئی بیریا (Iberia) کہا جاتا ہے۔ بعض عرب مؤرخین نے اندلس کو عربی اور اکثر نے عجمی لفظ قرار دیا ہے۔ یاقوت حموی (۱) نے بھی اسے عجمی لفظ قرار دیا ہے:

> الاندلس يقال بضم الدال وفتحها وهي كلمة عجمية لم تستعملها العرب قبل الاسلام، وقدجرى على الالسن أن تلزم الالف واللام (۲)
>
> اندلس، دال پر پیش اور زبر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے اور یہ عجمی لفظ ہے اسلام سے پہلے عرب اسے استعمال نہیں کرتے تھے اور اکثر الف اور لام کے ساتھ بولا جاتا ہے۔

اندلس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے حضرت نوح علیہ السلام کے نسب نامہ سے اندلس بن طوبال بن یافث سے اس کو موسوم سمجھا۔

(۱) یاقوت الحموی مشہور مورخ ہیں۔ ان کی تالیفات میں معجم البلدان، معجم الادباء اور الانساب مشہور ہیں۔ بلند پایہ شاعر تھے۔ ۶۲۶ ہجری میں فوت ہوئے۔

(الذهبی، سیر اعلام النبلاء، ۳۱۲/۲۲)

(۲) یاقوت الحموی، معجم البلدان، ۲۶۲/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ مقری (۱۰۴۱ھ)(۱) میں لکھتے ہیں:

إنما سميت بالاندلس بن طوبال بن يافث بن نوح لإنه نزلها كما أن أخاه سبت بن يافث نزل العدوة المقابلة لها و إليه تنسب سبتة(۲)

اس خطے کو اندلس بن طوبال بن یافث بن نوح کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ وہ یہاں اقامت پذیر ہوا جیسا کہ اس کا بھائی سبت بن یافث اس کے بالمقابل علاقے میں آباد ہوا اور سبتہ کی نسبت اس کی طرف کی جاتی ہے۔

مگر دورِ حاضر کے محققین نے عرب مورخین کی اس توجیہ کو قبول نہیں کیا ہے اور لفظ اندلس کی اصل جرمن قوم کے نام واندلس (Vandalus) یا واندال (Vandal) بیان کی ہے اور عربی میں فندلش یا اندلش لکھا جاتا ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قوم کا اسپین کے ساتھ کیا تعلق تھا؟ تو اس کا جواب مورخین یہ دیتے ہیں کہ یہ قوم سلطنت روما کی تقسیم کے بعد اندلس کے جنوبی حصے پر جس کو روما کے لوگ بیٹیکا (Baetica) کہتے تھے قابض ہوگئی تھی۔ گو یہ قبضہ بیس سال سے بھی کم یعنی ۴۱۱ء سے ۴۳۲ء تک رہا۔ مگر قیاس کیا جاتا ہے کہ اس تھوڑے عرصہ قیام میں صوبہ بیٹیکا (Baetica) کا نام واندال کی قوم کے نام پر واندلیکیا یا واندالیسیہ ہوگیا اور غالباً اسی سے اندلس کا نام وضع ہوا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جس علاقہ کو ''واندلیکیہ'' یا ''واندلسیہ'' کہتے تھے اس سے مراد رومانیوں کا علاقہ بیٹیکا نہیں بلکہ اس سے مراد محض ایک بندرگاہ ہے جس کا پرانا نام ترادکتا

(۱) المقری، ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد المقری التلمسانی الفاسی شمالی افریقہ کے ایک گاؤں مقر میں پیدا ہوئے۔ دو مرتبہ فاس اور دمشق کا سفر کیا۔ ۱۰۴۱ ہجری میں انتقال کیا۔ ان کی کتاب ''نفح الطيب من غصن الاندلس الرطيب'' اندلس کی تہذیب و تمدن، تاریخ اور معاشرت پر ایک جامع انسائیکلوپیڈیا ہے۔ نفح الطيب کے علاوہ ان کی مشہور تالیفات میں ازهار الرياض في اخبار القاضي عياض ہے۔ (الزركلي، الاعلام، ۲۳۷/۱)

(۲) المقری، نفح الطيب من غصن الاندلس الرطيب، ۱/۶۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Traducta) یا ترانس دکتا (Transducta) تھا اور اسی مقام سے واندال کی قوم تاخت و تاراج کرتی ہوئی جہازوں پر سوار ہو کر افریقہ کے ساحل کو روانہ ہوئی تھی۔ اہل عرب اس مقام کو جزیرہ طریف (Tarifa) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جس کو انہوں نے اپنے زمانے میں طریف بن مالک نخعی کے نام سے موسوم کیا اور جواب تک ''تریفا'' کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے ''ترادکتا'' کی نسبت جزیرہ خضراء سے کی ہے جو سمندر کے کنارے جزیرہ طریف سے مشرق میں بارہ میل کے فاصلہ پر ایک شہر ہے جس کا موجودہ نام الجیراس (Algeuras) ہے۔

اس میں کلام نہیں کہ آئی بیریا یا ہسپانیہ کے لیے اندلس کا نام فتوحات عرب سے شروع ہوا[1]

وسعت ملک کے لحاظ سے اندلس کا مفہوم:

چونکہ عربوں نے ہسپانیہ کے جنوبی حصہ کو سب سے پہلے فتح کیا تھا اور یہ حصہ وہ تھا جس کی نسبت قیاس ہے کہ واندلس کی جرمانی قوم کے نام پر اس کا نام ''واندالیسیہ'' ہو گیا تھا اس لیے عربوں نے یہی نام سن کر نہ صرف اس کے جنوبی حصہ کو اپنی زبان میں اندلس کہا بلکہ فتوحات کے سلسلہ میں جس قدر آگے بڑھ کر ملک کے حصے فتح کیے ان کو بھی اندلس ہی کہتے گئے۔ حتیٰ کہ کل ہسپانیہ یعنی اسپین اور پرتگال پر لفظ اندلس کا اطلاق ہو گیا بلکہ ہسپانیہ کی حدود سے باہر جنوبی فرانس کے دو بڑے علاقوں کے کچھ حصے جن کے لاطینی نام نے بونین سس (Naebonensis) اور اکوتانیا (Aquitania) تھے، اندلس ہی کا حصہ سمجھے گئے۔ فرانس کے یہ علاقے کم و بیش قوطی بادشاہوں کی حکومت اسپین کا ایک حصہ تھے۔ مسلمانوں نے ان کی سلطنت اسپین و پرتگال سے ختم کر دی اور خود زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لی تو فرانس کے ان علاقوں کی طرف پیش قدمی اور قبضہ بھی قدرتی امر تھا۔ لیکن یورپ کے بعض محقق معلوم نہیں اس نتیجہ پر کس طرح پہنچے ہیں کہ جب فتوحات کے بعد جو پہلی صدی ہجری کے آخری حصہ میں حاصل ہوئیں، سو برس کے اندر

---

(۱) شکیب ارسلان، الحلل السندسیہ، ۱/۲۲، ۲۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی مسلمانوں کے قبضہ سے فرانس اور شمال مغربی اسپین کے حصے نکلنے لگے تو اندلس کے مفہوم میں جس طرح پہلے ترقی ہوئی تھی اب تنزل شروع ہوا اور دور آخر میں اسپین کے ان ہی حصوں کو اندلس کہا جاتا تھا جہاں مسلمانوں کی حکومت رہ گئی تھی۔ بلکہ جب مسلمانوں کی حکومت بالکل ہی خاتمہ کے قریب پہنچی تو صرف اس قلیل رقبہ کو اندلس سمجھا گیا جن پر ملوک غرناطہ حکومت کرتے تھے۔ اس خیال میں یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ اسپین و پرتگال کے صرف اسی حصہ کا نام اندلس ہوا کرتا تھا جہاں مسلمانوں کی حکومت باقی رہ جاتی تھی۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ عربی جغرافیہ نویسوں نے اندلس ہے جو حدود اربعہ لکھا ہے یا اس کے ارکان یعنی انتہائی گوشے یا اضلاع یا دریا اور پہاڑ بیان کیے ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ اندلس کا اطلاق ملک اسپین و پرتگال پر ہی نہیں بلکہ فرانس کے جنوبی حصہ پر بھی کرتے تھے۔

یاقوت حموی (۶۳۶ھ)، اندلس کا حدود اربعہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ھی جزیرة ثلاثة أركان مثل شكل مثلث قدأحاط بها البحران، المحيط والمتوسط، هو خليج خارج من البحر شرقي الاندلس بين مدينة أربونة و مدينه برديل وهی اليوم بايدی الافرنج بازاء جزيرتي ميورقة و منورقة المجاورة من البحرين المحيط والمتوسط و مدينة أربونة تقابل البحر المتوسط و مدينة برديل تقابل البحر المحيط، والركن الثالث هو ما بين الجوف والغرب من حيز جليقيه حيث الجبل الموفى على البحر و فيه الصنم العالي المشبه بصنم قادس (۱)

یہ جزیرہ مثلث کی شکل میں تین ارکان یا اضلاع پر مشتمل ہے۔ اسے دو سمندروں نے اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے جو کہ بحر محیط اور بحر متوسط ہیں اور ایک رکن سمندر کے ساتھ خلیج کی صورت میں

(۱) یاقوت الحموی، معجم البلدان، ۲۶۲/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو کہ اربونہ شہر اور منورقہ کے درمیان ہے اور آج کل یہ علاقہ افرنگیوں کے قبضے میں ہے۔ یہ علاقہ جزیرہ میورقہ اور منورقہ کے بالمقابل ہے جو بحر محیط اور بحر متوسط سے ملا ہوا ہے اور دوسرا رکن اربونہ اور بردیل کے درمیان ہے جو بحر محیط کے بالمقابل ہے، تیسرا رکن وہ ہے جلیقیہ کے جنوب ومغربی سمت کے درمیان اس جگہ واقع ہے جہاں سمندر کے اوپر پہاڑ نظر آتا ہے۔ یہیں وہ اونچا بت بھی ہے جو صنم قادس کے مشابہ ہے۔

مراکشی (۱) نے بھی تفصیل کے ساتھ اندلس کا حدود اربعہ بیان کیا ہے:

فان حدها الجنوبی منتهی خلیج الرومی الخارج من بحر مانطس وهو البحر هنا لک اثنا عشر میلاً وهذا الخلیج هو ملتقی البحرین، بحر مانطس و بحر اقنابس، و حداها الشمالی والمغربی البحرالاعظم وهو بحر اقنابس المعروف عندنا بحر الظلمه، وحدها المشرقی الجبل الذی فیه هیکل الزهرة الواصل مابین البحرین بحر الروم وهو مالطس والبحر الاعظم و مسافة مابین البحرین فی هذا الجبل قریبة من ثلاث مراحل وهو الحد الاصغر من حدود الاندلس وحداها الجنوبی والشمالی مسافة کل واحد منهما ثلاثین مرحلة وهذا الجبل الذی ذکرنا فیه هیکل الزهرة هو الحد المشرقی من الاندلس (۲)

---

(۱) المراکشی، ابو محمد عبدالواحد بن علی التمیمی المراکشی ۵۸۱ھ/۱۱۸۵ء میں مراکش میں پیدا ہوئے۔ فاس اور اندلس میں تعلیم حاصل کی، مصر اور دیگر مشرقی ممالک کا سفر کیا۔ اندلس کی تاریخ ''المعجب فی تلخیص اخبار المغرب'' لکھی۔ (الزرکلی، الاعلام ۴/۱۷۶)

(۲) المراکشی، المعجب فی تلخیص اخبار المغرب، ۵۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندلس کے جنوبی حد خلیج رومی سے لے کر بحر مانطس تک ہے اور مانطس سے مراد بحر روم ہے جو کہ طنج کے بالمقابل ہے اور اس کو زقاق (آبنائے طارق) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس مقام پر سمندر کی وسعت محض بارہ میل ہے۔ یہ خلیج دو سمندروں کا سنگم ہے اور یہ بحر مانطس اور بحر اقیانس ہیں۔ اس کی شمالی اور مغربی حدود بحر اعظم ہے جو کہ بحر اقیانس بھی کہلاتا ہے اور ہمارے ہاں بحر ظلمات کے نام سے معروف ہے۔ اس کی مشرقی سرحد وہ پہاڑ ہے جس میں ہیکل زہرہ ہے۔ اس پہاڑ سے دونوں سمندروں کی باہمی مسافت تین مراحل کے قریب ہے اور اندلس کی حدود میں یہ سب سے چھوٹی حد ہے۔ اس کی دو بڑی حدیں شمالی اور جنوبی تقریباً تیس مراحل پر مشتمل ہیں اور یہ پہاڑ جس میں ہیکل زہرہ ہے یہ اندلس کی مشرقی سرحد ہے۔''

حالیہ نقشے میں اسپین کے چار زاویے یا گوشے یعنی شمال مشرق، شمال مغرب، جنوب مشرق اور جنوب مغرب کے گوشے سمندر سے ملے نظر آتے ہیں، ان کے ہسپانوی نام راس وندریس (Peat Vendres) راس ''فی ونتیسری'' (Cape Finisterse)، راس پالوس (Cap de Palos) اور راس سنٹ ونسنٹ (Cape St. Vincent) ہیں۔ راس وندریس وہی ہے جو عربوں کا ہیکل الزہرہ ہے۔ راس فی نستیسری کا موقع اس مقام کے آس پاس ہے جس کو عربوں نے مجمع البحرین والا پہاڑ لکھا ہے۔ اس ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں اندلس کے جغرافیے کو اہتمام کے ساتھ بیان کیا گیا اور مسلمانوں کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق یہ ملک ایک بے قاعدہ مثلث کی شکل میں ہے اور اس کے تین ارکان یا اضلاع ہیں۔

اندلس جزیرہ نما ہے جس کے تین اطراف سمندر اور ایک طرف شمال میں جبل البرانس یا پائیرنیز (Pyrenees) کا طویل پہاڑی سلسلہ ہے اس سلسلے کو کہیں جبل البقات، کہیں جبل الابواب، کہیں جبل الفاصل یا جبل الماجز لکھا گیا ہے۔ پہاڑی کا یہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ اندلس کو افرنجہ یعنی فرانس کے ان علاقوں سے جدا کرتا ہے جو جغرافیائی لحاظ سے اندلس میں داخل تھے۔ اندلس کے مشرق میں بحر روم، جسے بحر متوسط، بحر شام اور بحر مشرق بھی کہتے ہیں، مغرب کی طرف اوقیانوس (اٹلانٹک) ہے جسے بحر محیط، بحر ظلمات اور بحر اعظم بھی کہتے ہیں۔ جنوب میں آبنائے جبرالٹر ہے جس کو عرب بحر زقاق سے موسوم کرتے ہیں۔ آبنائے جبرالٹر اندلس کے جنوبی گوشہ اور افریقہ کے شمالی گوشہ میں ہے۔ یہی آبنائے یورپ کو افریقہ سے جدا کرتی ہے۔ (۱)

مسلمانوں کی اندلس آمد کے وقت مذہبی اور سیاسی صورتحال:

اندلس میں سب سے پہلے آباد ہونے والی قوم کا نام عربوں کے بیان کے مطابق اندلش اور مغربی مؤرخین کی تصریحات کے مطابق سلسٹ تھا۔ پھر آئی بیری اور لگوری قومیں آئیں۔ اس کے بعد افریقہ کی راہ سے فینیقیوں نے ولادت مسیح سے کئی سو برس پہلے اندلس کے جنوبی ساحل پر آ کر آبادیاں قائم کیں۔ پھر قرطاجنی ۲۴۷ ق م میں جنوبی اسپین میں آئے۔ اسی زمانہ میں یونانیوں نے اندلس کے مشرقی ساحل پر بستیاں بسائیں۔ اب مختلف قوموں کے اجتماع سے زمین کے لیے کشمکش شروع ہوئی۔ الگ الگ حکومتیں قائم ہوگئیں اور لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ دوسری صدی ق م میں قرطاجنیوں نے شکست کھائی ان کا صدر مقام اشبیلیہ تھا۔ ان کے بعد رومیوں کو غلبہ حاصل ہوا تو وہ کئی برس تک بڑی شان وشوکت سے حکومت کرتے رہے۔ رومی سلطنت کے کمزور ہوتے ہی یہاں خودمختار حکومتیں قائم ہونے لگیں چنانچہ پرمیٹرا گونا میں ایک خودمختار حکومت قائم ہوئی جو رومیوں کا مقابلہ کرتی رہی۔ عرب مؤرخین کے بیانوں میں اشبان بن طیطس کا نام آتا ہے جس نے اسپین سے فوج جمع کر کے بیت المقدس پر حملہ کیا اور وہاں سے ''مائدہ سلیمان'' لایا، اس کا دارالحکومت اشبیلیہ کے قریب تھا۔ اس خاندان میں پچیس سلاطین گزرے ہیں۔ پھر ایک قوم یشتولیات آئی۔ ''طویش بن نبطہ'' اس کا پہلا فرماں روا تھا۔ اس خاندان کے ستائیس فرماں رواوں نے حکومت کی، ان کا

(۱) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے الاصطخری، ابواسحٰق ابراہیم بن الفارسی، مسالک الممالک، ۳۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالحکومت ماردہ تھا۔ غالباً ان ہی قوموں کو مغربی مؤرخین شیوانی، والانی یا سوایو اور الین ناموں سے یاد کرتے ہیں (۱)۔

یہ وہ جرمن وحشی قومیں تھیں جنہوں نے سلطنت روم کے اخیر زمانہ میں قوت پکڑ لی تھی۔ یہ لوگ رومیوں کے باج گذار رہے اور کبھی خودسری سے حکومت کرتے رہے۔ یہ وحشی بہت جلد اندلس کے لاطینی قوموں میں گھل مل گئے۔ انہوں نے لاطینی زبان اختیار کر لی اور بت پرستی چھوڑ کر عیسائی مذہب قبول کر لیا اور رومی تمدن اور نظام حکومت اختیار کر لیا۔ اس طرح ان میں اور رومیوں میں کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ قدیم زمانہ سے آئی بیری، کلٹ، فینیقی، یونانی، الانی، وانڈال اور قوطی (گاتھ) قوموں نے اس ملک میں وقتاً فوقتاً اپنی آبادیاں قائم کیں جن میں فینیقیوں کے سوا سب کی سب مشرقی اور وسطی یورپ کی قومیں تھیں جو مختلف زمانوں میں اندلس میں آئیں اور یہاں مستقل بودوباش اختیار کر لی۔

قوطیوں کا قافلہ بحر اسود کے شمالی ساحل کے قریب دریائے نیپر کے نواح سے اٹھا تھا اور یونان، اٹلی اور فرانس سے گزرتا ہوا ۴۱۴ء میں اندلس میں داخل ہوا اور ۴۱۹ء میں انہوں نے شیوانی اور الانی حکومتوں کو ختم کر کے اپنی حکومت قائم کی اور اسپین سے لے کر فرانس میں دریائے لوائر Loir تک حکمران بن گئے۔ قوطیوں پر وانڈال نے حملہ کیا لیکن کچھ عرصے حکومت کرنے کے بعد قوطیوں نے انہیں افریقہ کی طرف چلے جانے پر مجبور کر دیا۔ قوطیوں نے اندلس میں تقریباً تین سو برس حکومت کی اور انہی کے زمانہ حکومت میں مسلمانوں نے ۹۲ھ میں اندلس میں قدم رکھا اور ان کی حکومت کا خاتمہ کر کے اپنی حکومت قائم کی۔ اندلس میں قوطیوں کے داخلہ کے بعد ایک نئی قوم کی تخلیق ہوئی جو اسپینی قوم کہلائی۔ اس میں سب قوموں کی اصل یا مخلوط نسل اور قوطی قومیں داخل تھیں خصوصاً مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کی نسلی تقسیم ختم ہو چکی تھی اب وہ صرف ایک قوم تھی جس کا امتیازی وصف عیسائی ہونا تھا۔

مسلمانوں کے داخلہ کے وقت اندلس یہودیوں کے وجود سے بھی خالی نہ تھا لیکن انہیں حکمران قوم کی حیثیت حاصل نہ تھی۔ تاہم اپنی دولت و ثروت کے اعتبار سے وہ

(۱) دیکھیے، محمد عبداللہ عنان، دولۃ الاسلام فی الاندلس، ۱/ ۲۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ملک میں اپنا نمایاں اثر ونفوذ رکھتے تھے۔

اسپین میں مسلمانوں کے داخلہ سے پہلے تین مذاہب عیسائیت، بت پرستی اور یہودیت موجود تھے۔

گاتھوں میں عیسائیت کی تبلیغ چوتھی صدی عیسوی میں ہوئی۔ ان میں اور رومیوں میں جب پہلی آویزش ہوئی اس وقت گوتھ مذہباً بت پرست تھے۔ چوتھی صدی میں گوتھک زبان میں بائیبل کا ترجمہ کیا گیا اور چوتھی صدی کے ختم ہونے سے پہلے یہ پوری قوم مسیحیت قبول کر چکی تھی۔ جرمن قوم فرینک سے بھی اسپین اور فرانس میں مسلمانوں کو سابقہ پڑا۔ فرینک ۵۱۰ء میں پیرس کو دارالسلطنت بنا کر فرانس کے حکمران بن چکے تھے ان میں عیسائیت کی تبلیغ ایک تقریب سے عمل میں آئی۔

آئی کلووس کی ملکہ جو برگنڈی کی شہزادی تھی ایک لڑائی میں اس نے اپنی ملکہ کی ترغیب سے جنگ میں فتح پانے پر عیسائیت قبول کر لینے کی منت مانی۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس لڑائی میں اسے کامیابی حاصل ہوئی۔ چنانچہ ۴۹۶ء میں کلووس عیسائی کلیسا میں داخل ہو گیا اور اس کی تقلید میں پوری فرینک قوم نے عیسائیت قبول کر لی۔

جنوبی فرانس کے علاوہ ایکوٹین، برگنڈی وغیرہ میں سلطنت روما کے اثر سے عیسائیت پھیل چکی تھی۔ اگرچہ یہ لوگ کبھی کبھی بت پرستی کی طرف بھی پلٹ کر جاتے تھے۔ یہاں کی آبادی کا ایک حصہ اپنی بت پرستی پر قائم رہا۔ اس لیے جب مسلمانوں نے اس جزیرہ نما میں قدم رکھا تو صرف دو مذاہب عیسائیت اور یہودیت موجود تھے۔ البتہ جنوبی فرانس میں بت پرستی کا رواج بھی تھا اور اسپین کے عیسائیوں اور یہودیوں کے باہمی تعلقات کبھی بھی خوشگوار نہیں رہے اور نہ کبھی یہودی اس علاقے میں صاحب اقتدار رہے۔ اس لیے اس جزیرہ نما میں مسلمانوں کا تمام تر سابقہ عیسائیوں سے پڑا اور مذہبی حیثیت سے وہی ان کے حریف تھے جو تمام تر نسلی اور قبائلی تقسیم کو مٹا کر ہسپانوی قوم کی شکل میں موجود تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

اندلس پر مسلمانوں کا حملہ اور اشاعت اسلام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندلس پر مسلمانوں کا حملہ اور اشاعت اسلام

فتح اندلس کے حوالے سے یہ مشہور ہے کہ مسلمانوں نے ۹۲ھ میں اسے فتح کیا۔ طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر نے اندلس پر اولین حملہ کیا اور انہیں اس سرزمین کو عالم اسلام کی قلمرو میں شامل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں ہے۔ مسلمان اس حملے سے بہت پہلے، ۲۷ھ میں حضرت عثمان بن عفان (۳۵ھ) رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں اندلس پر حملہ آور ہوئے اور طارق بن زیاد کے حملے کرنے تک وہ وہاں مقیم رہے۔ طبری ① تاریخ الامم والملوک میں لکھتے ہیں:

أرسل عثمان عبدالله بن نافع بن الحصين و عبدالله بن نافع بن عبدالقيس من فورهما ذلك من الفريقية إلى الاندلس فأتيا ها من قبل البحر، و كتب عثمان إلى من انتدب من اهل الاندلس أما بعد! فان القسطنطنية إنما تفتح من قبل الاندلس فإنكم إن افتحتموها كنتم شركاء من يفتحها في الأجر والسلام ②

① الطبری، ابوجعفر جریر بن عبداللہ ۲۲۴ یا ۲۲۵ ہجری میں امل کے مقام پر پیدا ہوئے۔ فقہ شافعی کے مقلد رہے، بعد میں انہوں نے اپنا الگ مسلک جریریہ قائم کیا۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن کے مؤلف ہیں۔ تاریخ الامم والملوک لکھی، ۳۱۰ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔ (الزرکلی، اعلام، ۶/۶۹)

② الطبری، تاریخ الامم والملوک، ۳/۳۱۳، ۳۱۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن نافع بن الحصین اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو افریقہ کی طرف سے اندلس پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا یہ دونوں حضرات سمندر کے راستے سے اندلس پر حملہ آور ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اندلس پر حملہ کرنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا، اما بعد، قسطنطنیہ اندلس کی طرف سے آسانی سے فتح کیا جا سکتا ہے۔ اگر تم اندلس فتح کر لیتے ہو تو اس اجر میں تمہیں بھی حصہ ملے گا جو قسطنطنیہ کے حملہ آوروں کے لیے مقدر ہے، تمہارے اوپر سلامتی ہو۔

فتح قسطنطنیہ کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی کہ جو لشکر اس شہر کو فتح کرے گا وہ بہترین لشکر ہو گا اور اس کا امیر بھی بہترین ہو گا۔ اس کے علاوہ بے شمار روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی موجود ہے کہ قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا۔ بعض روایات میں غزوہ قسطنطنیہ کو قیامت اور ظہور دجال کی علامات میں سے ایک علامت قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے مسلمانوں میں اس غزوے میں شرکت کا شوق اور ولولہ موجود تھا۔ امام مسلم اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:

عن ابی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال لاتقوم الساعة حتی ينزل الروم بالاعماق أوبدابق فيخرج إليهم جيش من المدينة من خيار اهل الارض يومئذ فإذاتصادفوا قالت الروم خلوا بيننا و بين الذين سبوا منا نقاتلهم، فيقول المسلمون لاوالله لا نخلی بينكم و بين اخواننا ، فيقاتلونهم فيهزم ثلث لايتوب الله عليهم ابدا، و يقتل ثلثهم افضل الشهداء عندالله و يفتتح الثلث لايفتنون أبدا فيفتحون قسطنطينيه فبينما هم يقسمون الغنائم قد علقوا سيوفهم بالزيتون إذ صاح فيهم الشيطان إن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المسيح قد خلفكم في أهليكم فيخرجون وذلك باطل فإذا جاء وا الشام خرج فبينما هم يعدون للقتال يسوون الصفوف إذا اقيمت الصلاة فينزل عيسى بن مريم صلى الله عليه وسلم فأمهم فإذا راه عدو الله ذاب كما يذوب الملح في الماء فلوتركه لاتذاب حتى يهلك ولكن يقتله الله بيده فيريهم دمه في حربته (۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت سے پہلے یہ واقعہ ضرور پیش آئے گا کہ اہل روم اعماق یا دابق (۲) کے قریب اتریں گے تو ان سے جہاد کے لیے روئے زمین پر اس وقت کے بہترین لوگوں پر مشتمل ایک لشکر مدینہ منورہ سے نکلے گا، جنگ کے لیے صف بندی کے بعد رومی کہیں گے: ہمارے مقابلے کے لیے ان لوگوں کو ذرا آگے آنے دیجیے جو ہماری صفوں سے آپ کے ہاتھ قیدی بنے اور اب وہ آپ کی جانب سے ہمیں قید کرنے کی نیت سے آ گئے ہیں، ہم ان سے خوب نبٹ لیں گے۔ مسلمان جواباً ان سے کہیں گے: ”بخدا ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے ساتھ اس لڑائی میں اکیلے نہیں چھوڑ سکتے“۔ اس کے بعد جنگ ہوگی جس میں ایک تہائی مسلمان شکست کھا کر پیچھے ہٹ جائیں گے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی توبہ ہرگز قبول نہیں فرمائے گا۔ ایک تہائی لڑ کر شہادت کا درجہ حاصل کریں گے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل ترین شہداء کا مقام پائیں گے باقی ایک تہائی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ فتح سے ہم کنار فرمائیں

---

(۱) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الفتن، باب في فتح القسطنطنية، حدیث نمبر ۱۵۵۷

(۲) اعماق اور دابق موجودہ ملک شام کے شہر حلب کے قریب واقع ہیں، یہاں ملحمۃ الاعماق (اعماق کی خون ریز لڑائی) وقوع پذیر ہوگی۔ یاقوت الحموی، معجم البلدان، ۲/۲۲۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ ان کو آئندہ کی آزمائش سے دوچار نہیں کیا جائے گا یہی لوگ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ جس وقت یہ لوگ زیتون کے درخت کے ساتھ اپنی تلواریں لٹکائے آپس میں مالِ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ اچانک شیطان چلانا شروع کر دے گا، تمہارے بعد تمہارے اہل خانہ میں مسیح ظاہر ہو چکا ہے۔ لوگ اپنے گھروں کو دوڑیں گے لیکن یہ خبر جھوٹی ثابت ہوگی۔ جب یہ لوگ شام پہنچیں گے تو مسیح دجال ظاہر ہوگا۔ مسلمان جہاد کی تیاری کر رہے ہوں گے جب نماز کھڑی ہوگی تو عیسیٰ بن مریم اتریں گے اور وہ مسلمانوں کی پیشوائی کریں گے، جب اللہ کا دشمن انہیں دیکھے گا تو اس طرح پگھلنا شروع ہو جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو چھوڑ بھی دیں تب بھی وہ ہلاک ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کے ہاتھوں اس کو ہلاکت سے دوچار کرے گا اور وہ اپنی تلوار کے ساتھ دجال کا لگا ہوا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔

ایک دوسری روایت میں اس غزوہ کی فضیلت امام احمد اپنی مسند میں نقل کرتے ہیں:

عن عبداللہ ابن بشر الخثعمی عن أبیه أنه سمع النبی صلی اللہ علیه وسلم یقول لتفتحن القسطنطینیه فلنعم الامیر أمیرها ولنعم الجیش ذلک الجیش قال فدعانی مسلمة بن عبدالملک فسألنی فحدثته فغزا القسطنطنیه(۱)

حضرت عبداللہ بن بشر الخثعمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''قسطنطنیہ ضرور

(۱) احمد بن حنبل، مسند احمد/مسند بشر بن سحیم، حدیث ۱۸۱۸۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح ہوگا اور اس لشکر کا امیر بہترین امیر ہوگا اور کیا ہی خوب یہ لشکر ہو گا، کہتے ہیں مجھے مسلمہ بن عبدالملک نے بلایا اور اس حدیث کے بارے میں پوچھا میں نے انہیں یہ حدیث سنائی اس کے بعد انہوں نے اس غزوے میں حصہ لیا۔

ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں غزوہ قسطنطنیہ میں شرکت کا کس قدر شوق تھا۔ اسی لیے مسلمہ بن عبدالملک نے جو کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز (۱۰۱ھ) کے چچا زاد بھائی اور ان کے برادر نسبتی تھے، یہ حدیث سننے کے بعد اس غزوے میں شرکت کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت عثمان (۳۵ھ) رضی اللہ عنہ کے خیال میں قسطنطنیہ اندلس کے راستے سے باآسانی فتح ہوسکتا تھا اس لیے انہوں نے عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس الفہری اور عبداللہ بن نافع بن الحصین الفہری کو حکم دیا کہ وہ افریقہ سے اندلس پر چڑھائی کر دیں۔

اندلس پر پہلا اسلامی حملہ:

اندلس پر پہلا اسلامی حملہ عہد عثمانی میں ۲۷ھ میں کیا گیا۔ طبری کا بیان ہے اور اس کو ابن اثیر (۱) نے بھی اپنی الکامل میں نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان نے حضرت عبداللہ بن نافع بن حصین اور حضرت عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو افریقہ کی راہ سے اندلس پر چڑھائی کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ مجاہدین بربری لشکر لے کر اندلس پر حملہ آور ہوئے تھے اور اس کے بعض شہروں پر قابض رہے۔ افریقہ کے بربروں سے انہیں ہر قسم کی مدد ملتی

(۱) ابن اثیر، ابوالحسن، علی بن محمد الشیبانی ۵۵۵ ہجری میں پیدا ہوئے۔ یہ تین بھائی ابن الاثیر کے لقب سے مشہور ہیں۔ بڑے بھائی مجدالدین ابن الاثیر نے "جامع الاصول فی احادیث الرسول" اور "النهاية فی غريب الحديث" لکھی جبکہ چھوٹے بھائی ضیاءالدین نے ادب میں کمال حاصل کیا اور "المثل السائر فی ادب الكاتب والشاعر" لکھی۔ درمیانے نے یعنی عزالدین ابن الاثیر الجزری نے تاریخ کا میدان منتخب کیا اور "الكامل فی التاريخ" لکھی۔ (الذهبی، سير اعلام النبلاء، ۲۲/۳۵۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی، لیکن جب آغاز میں بربری قبائل مرتد ہو گئے تو پھر اندلس اور افریقہ کی راہ منقطع ہو گئی اور جو مجاہدین اندلس میں موجود تھے وہ وہیں کے وہیں رہ گئے اور ان کے تعلقات کا سلسلہ اسلامی حکومت سے منقطع ہو گیا(۱)۔

یہ مسلمان اندلس کے کس شہر میں تھے اور ان پر طارق کے حملہ اندلس سے پہلے اندلس میں کیا گزری اور طارق کے حملہ کے وقت ان میں سے کوئی وہاں موجود تھا یا نہیں۔ یہ سوالات ہیں جن کے جواب میں تاریخ کے صفحے ابھی تک خاموش ہیں۔ مغربی مؤرخین میں سے گبن کی تاریخ Decline and Fall of the Roman Empire میں بھی اس حملہ کا ذکر آیا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عرب یہاں آئے اور تاخت و تاراج کر کے واپس چلے گئے۔ گبن نے صرف اس قدر لکھا ہے کہ:

عثمان ہی کے زمانہ میں ان غارت گروں کی جماعت نے اندلس کے ساحل کو تاراج کیا تھا(۲)۔

دوسرا حملہ:

اندلس پر مسلمانوں کا دوسرا حملہ حضرت امیر معاویہ (۶۵ھ) رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس وقت کیا گیا جب معاویہ بن خدیجؒ افریقہ کے والی تھے لیکن اس حملہ کی تفصیلات بھی معلوم نہ ہو سکیں۔

تیسرے حملے کا قصد اور التواء:

اس کے بعد اسلامی تاریخوں میں اندلس کا ذکر اس وقت آتا ہے جب عقبہ بن نافع کو یزید بن معاویہ نے افریقہ کا دوبارہ والی بنا کر بھیجا۔ نافع پیش قدمی کر کے طنجہ تک پہنچے۔ کاونٹ جولین جس نے آگے چل کر اندلس کے معاملات میں غیر معمولی اہمیت حاصل کی، ان دنوں یہاں کا حکمران تھا۔ اس نے عقبہ کی اطاعت قبول کی۔ اس کے بعد

---

(۱) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ۵/۱۷

(۲) سید ریاست علی ندوی، تاریخ اندلس، ۶۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقبہ نے جولین سے اندلس کی طرف بڑھنے کا مشورہ کیا یہ اس کو شاق گزرا تو انہوں نے اس سے بربروں کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا وہ عیسائی نہیں ہیں کفار ہیں، ان کی تعداد کا علم خدا ہی کو ہے ان کی بڑی آبادی سوس ادنیٰ کی طرف ہے۔ اوپر پیش قدمی کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ عقبہ اس موقع پر جولین کے مشورہ کے مطابق طنجہ سے اندلس کی طرف بڑھنے کے بجائے مغرب کی سمت سوس کی طرف نکل گئے (۱)۔

بہر حال یہ ابتدائی حملے نہ فتح کے لیے کیے گئے تھے اور نہ ان کا کوئی پائیدار اثر یہاں باقی رکھنا مقصود تھا اس لیے اندلس پر حقیقی اسلامی حملہ اسی فوج کشی کو قرار دیا جا سکتا ہے جو اندلس کی فتح کی نیت سے مشہور فاتح طارق بن زیاد کی سرکردگی میں کیا گیا اور مسلمانوں نے یہاں اقامت پذیر ہو کر اپنی فتوحات کا دائرہ وسیع کیا۔

طارق نسلاً بربری، افریقہ کا باشندہ اور موسیٰ بن نصیر کا آزاد کردہ غلام تھا اور فوجی خدمات پر مامور تھا۔ پہلے طنجہ کا والی بنایا گیا تھا۔ کاونٹ جولین سے اس کے مراسم پہلے سے قائم تھے اور فتح اندلس کی ابتدائی گفتگو میں شریک تھا۔ لشکر گویا بربروں پر ہی مشتمل تھا اس لیے سپہ سالاری کے لیے طارق کا انتخاب موزوں ہو سکتا تھا۔ جولین کے وعدہ کے مطابق اس کے چار تجارتی جہاز افریقہ آئے اور طارق سات ہزار کا لشکر لے کر اندلس روانہ ہو گیا۔ ان میں سے تین سو عرب اور باقی بربر تھے۔ جتنے سپاہی چار جہازوں میں سوار ہو سکتے تھے وہ طارق کے ساتھ روانہ ہوئے اور جولین راہنمائی کے لیے اس لشکر کے ساتھ گیا۔

اسلامی لشکر کی تعداد کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ ابن اثیر اور مقری نے سات ہزار فوج لکھی ہے۔ پھر پانچ ہزار کمک کا اور تذکرہ کیا ہے۔ ابن خلدون نے تین سو عرب اور دس ہزار بربر لکھا ہے۔ ابن بشکوال نے مجموعی تعداد ۱۱۸۸ لکھی ہے۔ اس طرح یہ تعداد ۱۰۳۰۰ سے ۱۲ ہزار کے درمیان معلوم ہے۔ طبری نے بھی بارہ ہزار کی تعداد لکھی ہے (۲)۔ اسلامی لشکر ۵ رجب ۹۲ھ کو اندلس کی ایک پہاڑی پر اترا جو بعد میں

(۱) ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ۸۹/۵

(۲) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ۵۵۶/۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طارق سے منسوب ہو کر جبل الطارق کہلائی اور اب اس کا بگڑا ہوا تلفظ جبرالٹر مشہور ہے۔ مسلمان جولین کے تجارتی جہاز پر آئے تھے۔ اس لیے ان کے اترنے سے کسی کو کوئی کھٹکا نہیں ہوا یہ چاروں جہاز سپاہیوں کو اتار کر باقی ماندہ سپاہیوں کو لانے کے لیے واپس چلے گئے۔

راستے میں طارق نے ایک خواب دیکھا کہ نبی کریم ﷺ مہاجرین و انصار کی معیت میں تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تلواریں لٹکائے کندھوں پر کمانیں چڑھائے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ طارق سے فرما رہے ہیں "طارق! اسی شان سے قدم بڑھاتے جاؤ"۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو مسلمانوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی ہدایت کی۔ اس کے بعد اس نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جلو میں اندلس میں داخل ہوئے اور طارق اس مقدس جماعت کے پیچھے ہے۔

اس مقدس خواب کو اس نے بشارت پر محمول کیا۔ اپنے رفقاء کو اس کا مژدہ سنایا۔ سب لوگوں نے اس خواب سے تقویت حاصل کی اور اس مہم میں کامیابی کی امید بندھی (۱)۔

طارق نے ۱۹ جولائی ۷۱۱ء میں وادی لطہ (۲) (The Guadalete) میں قوطی بادشاہ رزریق کو شکست دی۔ اس کے بعد بہت تیزی سے مسلمانوں نے اندلس کے دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ ۷۱۱ء میں قرطبہ اور طلیطلہ فتح ہوئے اور ۷۱۲ء میں اشبیلیہ،

---

(۱) الطبری، تاریخ الامم والملوک، ۲/۵۶۲

(۲) وادی لطہ (The Guadalete) موجودہ صوبہ فارس کا ایک دریا ہے جو اس صوبے کے شمالی حصہ میں ایک سلسلہ کوہستان سے نکل کر پہلے جنوب مغرب اور پھر مغرب کی سمت میں بہتا ہوا خلیج فارس میں گر جاتا ہے۔ مدینہ شذونہ سے اس کی گزرگاہ شمال میں تقریباً دس میل پر ہے۔ موجودہ اسپینی نام اس دریا کا کف گواڈالیٹ (The Guadelete) ہے۔ گواڈا یا گواڈی عربی لفظ وادی ہے اور لیٹ کی نسبت خیال کیا گیا ہے کہ یہ پہلے لِک یا لکہ تھا پھر کسی طرح لیط یا لطہ ہو گیا۔ (محمد عنایت اللہ، اندلس کا تاریخی جغرافیہ، ۴۹۷)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماردہ اور سرقسطہ بھی فتح ہو گئے۔ یوں اسپین اموی خلافت کا باقاعدہ حصہ بن گیا۔ اندلس کا والی اکثر براہ راست دمشق کی مرکزی حکومت کو جواب دہ ہوتا تھا۔ لیکن کچھ ادوار میں اندلس افریقہ کی ولایت میں شمار کیا گیا۔ اس لیے امیر اندلس قیروان کے والی کے ماتحت سمجھا گیا۔ اندلس کی تاریخ کا یہ دور اموی امراء کا عہد ۷۱۱ء سے ۷۵۶ء تک ہے۔ اس عہد کا قابل ذکر واقعہ بلاط الشہداء کی جنگ ہے۔ یہ جنگ مسلمانوں کی یورپ میں شمال کی طرف مسلسل پیش قدمی کا آخری واقعہ تھا جو ۷۱۹ء میں شروع ہوئی۔

۷۲۱ء میں مسلمان طوشہ اور طلوتر سے گزر کر ۷۲۵ء میں وادی رودنہ میں برگنڈی تک پہنچ گئے۔ آخری حملہ مسلمان سپہ سالار عبدالرحمٰن الغافقی کی قیادت میں ہوا جو اندلس کی سرحدیں عبور کر کے فرانس میں دور تک نکل گیا۔ پواتیے کے مقام پر اکتوبر ۷۳۲ء میں اس کا مقابلہ فرانک سپہ سالار چارلس مارٹل سے ہوا۔ اس حملے میں عبدالرحمٰن شہید ہو گیا۔ یورپ کے مؤرخین نے اس واقعے کو بہت اہمیت دی ہے کیونکہ اس کے بعد اسلامی فوجوں کے یورپ کی طرف بڑھتے ہوئے قدم رک گئے تھے۔ لیکن اندلس کی اسلامی تاریخ میں اسے سرحدی علاقے کی ایک جنگی مہم سے زیادہ کی حیثیت نہیں دی گئی۔

آخری اموی والی یوسف بن عبدالرحمٰن الفہری تھا۔ جب عباسیوں نے اموی خلافت کا خاتمہ کر کے ۷۵۶ء میں بغداد میں عباسی خلافت قائم کی تو ایک اموی شہزادہ عبدالرحمٰن بن معاویہ جو خلیفہ ہشام کا پوتا تھا، عباسیوں سے بچتا بچاتا شمالی افریقہ پہنچ گیا۔ یہاں اس نے فوج جمع کی قرطبہ کے باہر الفہری کو شکست دے کر ۱۰ مئی ۷۵۶ء کو اس نے امیر اندلس ہونے کا اعلان کر کے اندلس میں اموی خلافت کے دور کا آغاز کیا۔

مسلمانوں کی اندلس آمد اور مقامی آبادی کا قبول اسلام:

مشرق سے جو لوگ اندلس جا کر آباد ہوئے ان کی تعداد کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے آیا کوئی صحابی اندلس گیا یا نہیں۔ کسی مؤرخ نے اس کا ذکر نہیں کیا لیکن صاحب نفح الطیب نے ایک صحابی منیذر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اندلس تشریف لائے تھے۔ علامہ مقری ابن الآبار کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن الأبار (٦٢٥ھ) (١) نے تکملہ میں لکھا ہے کہ اندلس آنے والوں میں منیذر بھی تھے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ صحابی رسول ﷺ تھے اور افریقہ آ بسے تھے۔ عبدالملک بن حبیب (٢٣٨ھ) نے ابو محمد الرشاطی کے حوالے سے ان کی اندلس آمد کو بیان کیا ہے لیکن ان کے علاوہ کسی اور نے ایسا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ بعض حفاظ حدیث نے منیذر کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ منیذر یمانی ہیں اور حجاری (٥٤٩ھ) (٢) نے بھی انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے اور وہ موسیٰ بن نصیر کے ساتھ اندلس داخل ہوئے۔ ابن بشکوال نے لکھا ہے کہ وہ نوعمر صحابہ میں سے تھے۔ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب الاستیعاب میں بھی انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور انہیں منیذر افریقی لکھا ہے۔ ابن بشکوال (٥٤٧ھ) کہتے ہیں کہ ابن عبدالبر نے ان سے ایک حدیث روایت کی ہے جو منیذر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے سنی تھی۔ ابوعلی بن السکن نے اپنی کتاب ''الصحابہ'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان سے کئی ایک احادیث مروی ہیں۔ ابن نافع نے ''معجم الصحابہ'' میں اور امام بخاری (٢٥٦ھ) نے اپنی کتاب ''تاریخ

---

(١) ابن الابار، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ ابی بکر القضاعی (٥٩٤ھ - ٦٣٥ھ) اندلس کا سب سے بڑا تذکرہ نگار ہے۔ ابن ابار نے ابن بشکوال کی کتاب الصلۃ کا ذیل ''التکملۃ لکتاب الصلۃ'' لکھا۔ اس کی دوسری اہم تالیف ''الحلۃ السیراء'' ہے جو امراء، خلفاء اور وزراء کا تذکرہ ہے۔ تراجم پر مشتمل ان کی ایک اور تالیف ''المعجم فی اصحاب علی الصدفی ہے''۔ اس کی تالیفات کی تعداد پینتالیس کے لگ بھگ ہے۔

(عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، ۲۰۴/۱۰)

(٢) حجاری، ابومحمد عبداللہ بن ابراھیم (٤٩٩ھ - ٥٤٩ھ) وادی الحجارہ میں پیدا ہوا۔ الحجاری نے امراء کی شان میں مدحیہ قصائد لکھے۔ اس نے تاریخ میں چھ جلدوں پر مشتمل ''المسھب فی غرائب المغرب'' لکھی جس میں ٥٢٩/١١٣٥ء تک کے علماء کے حالات زندگی مع نمونۂ کلام، تاریخی اور جغرافیائی معلومات مرتب کیں۔ بنوسعید نے اسی کتاب کو آخری شکل دے کر ''المغرب فی حلی المغرب'' کا نام دیا۔ المقری نے نفح الطیب کی تالیف میں اس کتاب سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ (عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، ۲۰۴/۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبیر'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری (۲۵۶ھ)(۱) لکھتے ہیں کہ ابوالمنیذر رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے اور افریقہ میں جا بسے وہ رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

من قال رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا فانا الزعیم لاخذن بیدہ فادخلہ الجنۃ (۲)

جس شخص نے کہا کہ میں اللہ کو اپنا رب مان کر راضی ہوا اور اسلام کو اپنا دین قرار دے کر اور محمد ﷺ کو اپنا نبی مان کر، تو اس شخص کے لیے میں ضامن ہوں۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر میں اس کو جنت میں لے جاؤں گا۔

تابعین کی اندلس آمد:

جو تابعین اندلس آئے، ان کی تفصیل بھی علامہ مقری نے نفح الطیب کے چھٹے باب میں لکھی ہے۔

ان تابعین میں سے موسیٰ بن نصیر ہیں۔

حنش الصنعانی بھی تابعی ہیں اور اندلس آئے۔ ابن بشکوال کی کتاب میں ابن

(۱) ابن بشکوال، ابوالقاسم خلف بن عبدالمالک بن مسعود (۴۹۴ھ) قرطبہ میں پیدا ہوا اس کے اساتذہ میں ابن رشد بھی شامل ہے۔ اس کی تصانیف کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے۔ اس کی اہم ترین کتاب ''الصلۃ'' ہے جو ابن الفرضی (۴۰۳ھ) کی تاریخ علماء الاندلس کا تکملہ ہے۔ ابن بشکوال نے اس میں اندلس کے ائمہ محدثین، فقہاء اور ادباء کے حالات قلم بند کیے ہیں۔ (عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، ۴/ ۱۰۵)

(۲) الترمذی، کتاب الدعوات، ۵/ ۵۲۰؛ مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، ۱۰/ ۱۵۶؛ مسند احمد ۴/ ۲۲۷، طبرانی نے اسے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اسے ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے بھی نقل کیا ہے۔ ہیثمی کے مطابق حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضاح کے حوالے سے درج ہے کہ ان کا لقب حنش تھا اور ان کا نام حسین بن عبداللہ تھا اور ان کی کنیت ابوعلی تھی اور انہیں ''ابورشدین'' بھی کہا جاتا تھا۔ ابن بشکوال کہتے ہیں کہ ان کا تعلق شام کے علاقے صنعا سے تھا۔ ابوسعید بن یونس نے اپنی تاریخ ''تاریخ اہل مصر وافریقیہ والاندلس'' میں ان کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور انہوں نے رویفع بن ثابت (۱۰۰ھ) کے ساتھ مراکش کے غزوات میں حصہ لیا اور اندلس کی جنگی مہموں میں موسیٰ بن نصیر کے ساتھ شریک رہے۔ افریقہ کے ٹیکس اور دیگر واجبات وصول کرنے کی ڈیوٹی پر مامور رہے۔ انتہائی عبادت گزار اور زاہد تھے۔ رات کے وقت چراغ جلا کر نوافل میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور ساتھ ایک برتن میں پانی رکھ لیتے جب ذرا نیند محسوس ہوتی چہرے پر چھینٹے مار لیتے۔ سو ہجری میں افریقہ ہی میں ان کا انتقال ہوا(۱)۔

ابن عساکر نے بھی اپنی تاریخ میں ان کے تفصیلی حالات لکھے ہیں۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ صنعا شام کے دیہات میں سے ایک گاؤں کی طرف منسوب ہیں۔ یمن کا دارالحکومت صنعاء مراد نہیں ہے۔

ان کے علاوہ ابوعبداللہ علی بن رباح اللخمی (۱۱۲ھ) بھی اندلس آئے۔ ابن یونس اپنی تاریخ مصر میں ان کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ عام یرموک (۱۵ ہجری) میں پیدا ہوئے۔ عبدالعزیز بن مروان کے ہاں خصوصی قدر ومنزلت رکھتے تھے۔ ۱۱۲ ہجری میں افریقہ ہی میں ان کا انتقال ہوا(۲)۔

ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المعافری الحبلی (۱۰۰ھ) بھی اندلس آئے۔ ابن بشکوال ان کے حالات میں لکھتے ہیں کہ یہ ابوایوب انصاری سے روایت کرتے ہیں اور عبداللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری (۲۵۶ھ) نے اپنی تاریخ کبیر میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اہل مصر میں سے تھے۔ ابن یونس اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ان کا انتقال ۱۰۰ ہجری میں افریقہ میں ہوا۔ یہ بہت نیک اور صالح بزرگ تھے۔

---

(۱) المقری، نفح الطیب، ۳/۱

(۲) ایضاً حوالہ بالا، ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۲۱۲/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل قرطبہ کے ہاں مشہور ہے کہ یہ قرطبہ میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے ان کی مرقد مرجع خلائق تھی لوگ تبرک کے لیے حاضری دیا کرتے تھے (۱)۔

حیان بن ابی جبلہ کے بارے میں ابن بشکوال نے لکھا ہے کہ یہ قریش کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابوالنصر ان کی کنیت تھی۔ ابوایوب محمد بن تمیم اپنی تاریخ ''تاریخ افریقہ'' میں لکھتے ہیں: کہ مجھے فرات بن محمد نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اہل افریقہ کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے دس تابعین کو بھیجا جن میں حیان بن ابی جبلہ بھی تھے۔ یہ عمرو بن العاص، عبداللہ بن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا انتقال ۱۲۲ ہجری میں افریقہ میں ہوا۔

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں کہ موسیٰ بن نصیر کے ساتھ یہ اندلس پر حملہ آور ہوئے اور قرقشونہ کے قلعے تک پہنچ گئے۔ یہیں ان کا انتقال ہوا۔ مغیرہ بن ابی بردہ بھی ان تابعین میں سے ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی اندلس آئے۔ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام مالک اپنی مؤطا میں ان سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری نے بھی اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

حیوۃ بن رجا التمیمی کے بارے میں ابن حبیب (۲۳۸ھ) نے لکھا ہے کہ یہ بھی موسیٰ بن نصیر کے ساتھ اندلس آئے۔ علامہ مقری ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ کہنا درست نہیں کہ یہ حیوۃ بن رجا التمیمی اندلس آئے بلکہ یہ رجاء بن حیوۃ ہیں۔

عیاض بن عقبہ الفہری بھی ان تابعین میں سے ہیں جن کے بارے میں ابن حبیب (۲۳۸ھ) نے لکھا ہے کہ ان چار تابعین میں سے ہیں جنہوں نے اندلس کا محاصرہ کیا اور مالِ غنیمت میں خیانت نہیں کی۔

عبداللہ بن شمامہ الفہری بھی نمایاں تابعی ہیں۔ ابن بشکول (۵۷۸ھ) انہیں مصری قرار دیتے ہیں اور امام بخاری (۲۵۶ھ) نے اپنی تاریخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ان تابعین میں عبدالجبار بن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف بھی ہیں جن کے دادا عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ابن بشکوال نے ان کو ان چار تابعین میں شمار کیا ہے

(۱) المقری، نفح الطیب، ۵/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے مال غنیمت میں خیانت نہیں کی۔ ان تابعین میں مغیرہ بن ابی بردہ نشیط بن کنانہ بھی ہیں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام مالک اپنی مؤطا میں ان سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری (۲۵۶ھ) نے اپنی کتاب ''تاریخ'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ موسیٰ بن نصیر انہیں مختلف فوجی مہموں پر روانہ کرتے تھے (۱)۔

ان تابعین میں عبداللہ بن شماسہ الفہری بھی ہیں۔ ابن بشکوال ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ مصری تھے اور امام بخاری نے بھی اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے (۲)۔

حمیدی (۴۸۸ھ) نے اپنی تالیف جذوۃ المقتبس میں پانچ تابعین کا ذکر کیا ہے کہ وہ اندلس آئے۔ ان میں محمد بن اوس بن ثابت انصاری، حنش بن عبداللہ الصنعانی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ الغافقی اور موسیٰ بن نصیر شامل ہیں جبکہ انہوں نے زید بن قاصد السلکی مصری کا اضافہ کیا ہے (۳)۔

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ دینی اور مذہبی رجحانات کی جو فصل فتح اندلس کے وقت موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد، مجاہدین اسلام، محدثین کرام اور فقہائے عظام نے لگائی تھی وہ بعد میں نمو پاتی رہی یہاں تک کہ اسلامی اندلس کے آئندہ ادوار میں وہ فصل لہلہانے لگی۔ ہمارے مؤرخین اور مصنفین کے ہاں اس نکتہ کو عام طور پر درخور اعتناء نہیں سمجھا جاتا مگر یہ حقیقت ہے کہ یہ ان ہی کی مساعی جمیلہ اور خلوص نیت کا کرشمہ تھا کہ وہاں دین کا بہت چرچا ہوا۔ دینی علوم کا حصول مسلمانان اندلس کی ثقافتی سرگرمیوں کا اہم ترین حصہ بنا رہا اور اس ماحول نے آگے چل کر دینی علوم کے تمام شعبوں کی آبیاری اور نمو کے اسباب فراہم کیے۔ اگر صرف ابن الفرضی (۴۰۳ھ)، الحمیدی (۴۸۸ھ) اور ابن بشکوال (۵۷۸ھ) ہی کی کتابوں کو سامنے رکھا جائے تو اندلس کے ہزاروں مفسرین،

---

(۱) المقری، نفح الطیب، ۵/۱

(۲) الحمیدی، جذوۃ المقتبس، ۳۵/۱

(۳) المقری، نفح الطیب، ۳/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدثین، فقہاء اور قضاۃ کی فہرست بآسانی مرتب کی جا سکتی ہے۔

فتح اندلس کے بعد بڑی تعداد میں عرب قبائل نے اندلس کو اپنا وطن بنایا اور یہاں طرح اقامت ڈال دی۔ افریقہ کے مختلف خطوں سے اور شامی قبائل نے جنوب مغربی اندلس میں اپنی آبادیاں قائم کر لیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ اقلیت میں رہے۔ اندلس کی مسلم آبادی کے عناصر ترکیبی میں نومسلموں یعنی ہسپانیوں کی بڑی تعداد تھی جو فتح کے بعد برضا و رغبت مسلمان ہو گئے تھے، اور دوسری اقوام کے عناصر کے مابین امتیاز کرنا ضروری ہے۔ اندلس میں عرب عنصر ہمیشہ اقلیت میں رہا۔ ان میں سے زیادہ تر یا تو اس وقت اس ملک میں آئے جب مسلمانوں نے اسے فتح کیا یا اس کے بعد کے چند برسوں میں آگے چل کر ان کی تعداد میں شامی جنود، نیز اندلس میں مروانی خلافت کے احیاء کے بعد ایشیا سے جوق در جوق یہاں آ کر آباد ہونے والے مہاجرین کی وجہ سے اضافہ ہو گیا۔ ابتدا میں اندلس میں عربوں کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن مقامی عورتوں سے شادی اور دستور ولاء سے ایسے لوگوں کی ایک بڑی تعداد پیدا ہو گئی جو غلط یا صحیح طور پر اپنے آپ کو عربی النسل کہتے تھے۔

اندلس میں نومسلموں کی اسلام کے ساتھ گہری اور مخلصانہ وابستگی تھی انہوں نے بڑی تیزی کے ساتھ عرب تہذیب و تمدن کو اختیار کر لیا۔ ان نومسلموں کو مولدون کہا جاتا تھا۔ یہاں کے حکمرانوں نے بڑی دانشمندی کے ساتھ ان کی خدمات سے اس طرح فائدہ اٹھایا کہ قدیم نسل کے مسلم مہاجرین کی کمی پوری ہو گئی۔ مقامی آبادی کے قبول اسلام کے حوالے سے ڈوزی اپنی کتاب Spanish Islam میں لکھتا ہے:

Islamism was much more favourable to the emancipation of slaves than was Christianity--- as interpreted by the bishops of the Visigothic dominion. Speaking in God's name, Mohammed had granted permission to slaves to

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ransom themselves. The enfranchisement of a slave was good work, and many sins could thereby be expiated. Slavery among the Arabs was therefore neither harsh nor permanent. After some years of servitude a slave was often declared free, especially if he had embraced Islamism.①

غلامی کو آزادی میں بدلنا جس درجہ اسلام میں پسندیدہ اور مستحسن امر سمجھا جاتا تھا، عیسائی مذہب میں ایسا نہیں تھا۔ بالخصوص وہ عیسائی مذہب جس کے شارع اور مفسر قوطیوں کے عہد حکومت میں پادری لوگ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بذریعہ وحی فرمایا تھا کہ غلاموں کو اجازت ہے کہ وہ اپنا فدیہ خود دے کر آزاد ہو جائیں۔ مسلمانوں کے مذہب میں غلام کو آزاد کرنا بڑا نیکی کا کام تھا اور اس سے گناہ معاف ہو جاتے تھے۔ پس عربوں میں غلاموں کی حالت نہ تو سخت تھی اور نہ ایسی تھی کہ غلامی ہمیشہ قائم رہے۔ کچھ دنوں خدمت کرنے کے بعد اکثر غلام کو آزاد کر دیا جاتا۔ بالخصوص ایسی حالت میں جب وہ مسلمان ہو جاتا۔

یہ وہ شہادت ہے جو سخت متعصب اور اسلام دشمن مؤرخ نے دی ہے۔ اس کی تمام تر کوشش یہی ہوتی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے اسلامی تاریخ اور مسلمان بادشاہوں میں نقائص اور عیب ڈھونڈنے اور اگر اسے ذرا سے بھی کوئی بات مل جاتی ہے تو فوراً اسے لکھے بغیر نہیں چھوڑتا۔

مسلمان حکمرانوں نے اسلام کی دعوت پھیلانے میں مقدور بھر کوشش کی۔ عقبہ بن حجاج کے دور میں اسلام کی اشاعت بڑی تیزی کے ساتھ ہوئی۔ یہ قیدیوں کے پاس جاتے اور ان کے سامنے ان کے دین کی کمزوریاں اور اسلام کی خوبیاں بیان کرتے اور

① Dozi, Spanish Islam, 720

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ بڑی تعداد میں مسلمان ہو جاتے۔ مقری کہتا ہے کہ انہوں نے اپنی سرحد حکومت اربونہ سے ملالی یعنی جزیرہ خضراء سے اربونہ (ناربون) تک اسلامی حکومت تھی کچھ دنوں تک یہ ناربون میں بھی قیام پذیر رہے اور یہیں بیٹھ کر عیسائی قیدیوں میں اسلام کی اشاعت کرتے رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل

اندلس کی تہذیب وتمدن اور معاشرت

یہودیوں کی تاریخ کا سنہری دور

خواتین کی سماجی حیثیت اور علمی سرگرمیاں

عیسائی: رواداری اور مذہبی آزادی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں نے طارق بن زیاد کی قیادت میں اندلس پر حملہ کیا۔ طارق بن زیاد نسلاً بربر تھا۔ مسلمانوں کا لشکر مختلف عرب قبائل پر مشتمل تھا۔ ان میں عدنانی بھی تھے اور یمنی بھی مصری، شامی، عراقی اور بربروں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی فاتحین کے لشکر میں شامل تھی۔ جب یہ مختلف نسلی پس منظر رکھنے والے لوگ اندلس میں مقیم ہوئے تو انہوں نے قوطی اور دیگر ہسپانوی خواتین سے شادیاں بھی کیں۔ لیکن بدقسمتی سے جو نسلی تعصب مشرق میں تھا وہ اندلس میں بھی برقرار رہا۔ جس نے فتح اندلس سے لے کر مسلمانوں کے اندلس سے اخراج تک کسی نہ کسی صورت میں افتراق و انتشار کو ہوا دی اور عیسائیوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ جب کسی کو بنوقیس سے امیر بنایا جاتا تو وہ یمنیوں کو نشانہ بناتا اور مضریوں کو اپنے قریب لاتا اور اسی طرح جب کوئی یمنی امیر بن جاتا تو وہ بنوقیس کو اپنی عداوت کا نشانہ بناتا۔ حتیٰ کہ تنگ آ کر انہوں نے معاہدہ کیا کہ ایک سال امارت بنوقیس میں رہے گی اور ایک سال یمنیوں میں سے امیر ہو گا۔ اس لیے ابتدائی تھوڑے سے عرصے میں تقریباً چالیس کے قریب امیر تخت نشین ہوئے۔

ابن اثیر (۶۳۰ھ) نے الکامل میں لکھا ہے کہ نزاری اور یمنی عربوں میں جو جھگڑے آئے دن ہوتے رہتے تھے بعض دفعہ ان کی کشمکش اس نوبت کو پہنچ جاتی تھی کہ:

اقتتلوا بالرماح حتی تقطعت و بالسیوف حتی تکسرت ثم تجاذبوا بالشعور (۱)

”نزاری عرب اور یمنی عرب پہلے تو نیزوں سے لڑتے یہاں تک کہ نیزے ٹوٹ جاتے، پھر تلواروں سے لڑنا شروع کرتے، جب تلواریں ٹوٹ جاتیں تو ایک دوسرے کو بالوں سے پکڑ کر کھینچتے تھے۔“

(۱) ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ۱۸۳/۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل اندلس کو چار بڑے نسلی گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

عرب: جو کہ اپنے آپ کو حکمران اور بالاتر تصور کرتے ہیں اور اپنی زبان کی دیگر زبانوں پر فضیلت کو اپنے لیے قابل افتخار سمجھتے تھے۔

بربر: بربر اپنی بدویت اور شجاعت کی وجہ سے اپنے آپ کو عربوں کے ہم سر سمجھتے تھے۔

ہسپانوی: زیادہ تر کیتھولک عیسائی تھے اور اس ملک کے اصل باشندے تھے جو عربوں اور بربروں کو اپنے ملک پر قابض اور غاصب تصور کرتے تھے۔

مولدون: وہ نسل جو عربوں اور بربروں کی باہمی شادیوں یا عربوں اور ہسپانوی خواتین کی باہمی شادیوں سے پیدا ہوئی۔ اندلس کی تاریخ میں مولدون نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ مقامی باشندوں نے اسلام قبول کیا اور عربی زبان سیکھی۔ عربی زبان کے فروغ اور شعر و ادب میں اہل اندلس نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اندلس کی امارت، دمشق میں اموی خلافت کے تابع ہوتی تھی۔ اموی خلفاء اندلس کے لیے گورنر مقرر کرتے تھے یا بعض اوقات افریقہ کے کسی والی کے دائرہ اقتدار میں اندلس کے لیے گورنر مقرر کرتے تھے یا بعض اوقات افریقہ کے کسی والی کے دائرہ اقتدار میں اندلس کو بھی شامل کر دیا جاتا۔ اموی خلافت کے خاتمے کے بعد جب اقتدار عباسیوں کے ہاتھ میں آیا تو ہشام بن عبدالملک (۱۲۵ھ) کا پوتا عبدالرحمٰن اندلس پہنچا اور زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لی۔ عبدالرحمٰن الداخل نے اپنی فہم و فراست اور بہادری سے اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ جس طرح ابوجعفر منصور نے عباسی خلافت کو استحکام بخشا بالکل اسی طرح عبدالرحمٰن نے مضبوط بنیادوں پر اپنی حکومت و سلطنت کو استوار کیا۔ عبدالرحمٰن کے بعد اس کی اولاد نے شجاعت اور بہادری کے ساتھ حکومت کی لیکن شمال کی سمت میں عیسائیوں کے باغی گروہ کو مسلمانوں نے ختم نہیں کیا۔ جس نے مسلمانوں کو ہمیشہ پریشان رکھا اور وقتاً فوقتاً وہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے رہتے کبھی فتح یاب ہوتے اور کبھی انہیں شکست سے دوچار ہونا پڑتا۔ بالآخر یہ گروہ اتنا مضبوط اور طاقت ور ہو گیا کہ مسلمان اپنی باہمی لڑائیوں میں ان سے مدد لینے لگے اور ایک دن وہ آیا جب انہوں نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورے اندلس پر قابض ہو کر مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دیا۔

عبدالرحمٰن ناصر (۹۶۱ء) کا دور اندلس کی تاریخ کا زریں دور کہا جاتا ہے جسے قدرت نے پچاس سال تک حکومت کرنے کا موقع دیا۔ اس کے دور حکومت میں فاطمیوں نے اپنے عقائد اور تعلیمات کا پرچار کرنا شروع کیا لیکن عبدالرحمٰن ناصر (۹۶۱ء) نے انہیں ان کی سازشوں میں کامیاب نہیں ہونے دیا۔ عبدالرحمٰن ناصر (۹۶۱ء) نے ایک نئی فوج تشکیل دی جو مملوکوں پر مشتمل تھی جنہیں صقالبہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ زیادہ تر ان قیدیوں اور غلاموں پر مشتمل تھی جو مختلف جنگوں کے دوران مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ اندلس میں غلاموں کی خرید وفروخت بھی ہوتی تھی۔ غلاموں کی خرید وفروخت کا دھندہ یہود کے ہاتھ میں تھا۔

عبدالرحمٰن ناصر (۹۶۱ء) کے زمانے میں صقالبہ نے حکومت کے نظم ونسق میں کافی اثر ورسوخ حاصل کر لیا تھا۔ جس طرح معتصم اور بعد کے آنے والے خلفاء کے زمانے میں ترکوں نے اہمیت حاصل کر لی تھی بالکل یہی حیثیت اندلس کی انتظامی مشینری میں صقالبہ کی تھی۔ عبدالرحمٰن ناصر (۹۶۱ء) عرب اور بربروں کی نسبت ان پر زیادہ اعتماد کرتا تھا۔ فوج کے ایک بڑے یونٹ کی کمان بھی عبدالرحمٰن (۹۶۱ء) نے ایک صقلبی کے ہاتھ دے رکھی تھی۔ عبدالرحمٰن کے زمانے میں امن وامان کی صورتحال کافی بہتر تھی اور اسے ایک طویل عرصہ حکومت کرنے کا موقع ملا جس کے نتیجے میں اندلس کے اندر تہذیب وتمدن نے تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کی۔ قرطبہ یورپ کے اندر سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور متمدن شہر بن گیا اور اسے ''عروس البلاد'' کا لقب ملا۔ تجارت اور زراعت کے شعبوں میں بے انتہا ترقی ہوئی۔ حکومت کی سرکاری آمدنی بیس ملین دینار تک پہنچ گئی۔ (۱)

اموی خاندان کی حکومت پر گرفت کمزور پڑتے ہی ابن ابی عامر کے ہاتھ اقتدار آیا اور اندلس کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد اندلس کے اندر امن وامان اور حکومت کے استحکام والی سابقہ کیفیت باقی نہ رہی۔ ملوک الطّوائف نے اندلس کے ہر بڑے شہر کو اپنا پایہ تخت قرار دیا اور ایک ملک کے اندر چھوٹے چھوٹے

(۱) احمد امین، ظہر الاسلام، ۶/۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزیروں کی طرح کئی حکومتیں اور تخت وجود میں آ گئے۔ باہمی لڑائی جھگڑے اور جنگ و جدل نے مسلمانوں کی قوت کو پراگندہ کر دیا۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ مسلمان اپنی لڑائیوں میں عیسائیوں سے مدد لینے لگے۔ یوں مسلمانوں کے باہمی افتراق اور انتشار نے ان کے آٹھ سو سالوں پر محیط اقتدار کی بساط لپیٹ دی۔ مرابطین اور موحدین نے مسلمانوں کی شیرازہ بندی کرنے اور اندلس کو دوبارہ اسلامی سلطنت میں شامل کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی یہ کوششیں رنگ نہ لائیں۔

مسلمانوں نے اہل اندلس کو محض شمشیر کے زور پر فتح نہیں کیا بلکہ ان کے دل و دماغ کو اپنے دین، تہذیب اور زبان کے ذریعے مفتوح کیا۔ اہل اندلس نے عربی زبان کی شیرینی اور فصاحت و بلاغت سے متاثر ہو کر عربی سیکھی حتیٰ کہ اپنی لاطینی زبان بھول گئے۔ جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے اور عیسائی رہے انہوں نے بھی عربی کو سیکھا اور عربی زبان و ادب کی ترویج میں اپنا حصہ ڈالا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جس زبان میں عیسائیوں کا علم دین مدون تھا اس کو عیسائی رفتہ رفتہ بھولنے لگے اور اس کی طرف سے غفلت برتنے لگے۔ حتیٰ کہ کلیسا کے بعض بلند مرتبہ عہدے دار بھی صحیح لاطینی سے ایسے نابلد ہو گئے کہ ان پر اہل علم کو ہنسی آتی تھی۔ ان حالات میں عوام الناس سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ اس معاملے میں وہ ارباب کلیسا سے زیادہ سرگرمی دکھائیں گے۔ چنانچہ ۸۵۴ء میں اندلس کے ایک مصنف، قرطبہ کے اسقف الوارد نے اپنے عیسائی ہم وطنوں کے اس رویے کی ان الفاظ میں شکایت کی ہے:

> "While we are investigating their (i.e. the Muslim) sacred ordinances and meeting together to study the sects of their Philosophers-- or rather philobraggers-- not for the purpose of refuting their errors, but for the exquisite charm and for the eloquence and beauty of their language--

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

neglecting the reading of the Scriptures, we are but setting up an idol the number of the beast. Where now a days can we find any learned layman who, absorbed in the study of the Holy Scriptures, cares to look at the works of any of the Latin Fathers? Who is there with any zeal for the writings of the Evangelists, or the Prophets, or Apostles? Our Christian young men, with their elegant airs and fluent speech, are showy in their dress and carriage, and are famed for the learning of the gentiles; intoxicated with Arab eloquence they greedily handle, eagerly devour and zealously discuss the books of the Chaldeans (i.e. Muhammadans), and make them known by praising them with every flourish of rhetoric, knowing nothing of the beauty of the Church's literature, and looking down with contempt on the streams of the Church that flow forth from Paradise; alas! the Christians are so ignorant of their own law, the Latins pay so little attention to their own language, that in the whole Christian flock there is hardly one man in a

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

thousand who can write a letter to inquire after a friend's health intelligibly, while you may find a countless rabble of all kinds of them who can learnedly roll out the grandiloquent periods of the Chaldean tongue. They can even make poems, every line ending with the same letter, which display high flights of beauty and more skill in handling metre than the gentiles themselves possess.'[1]

"جب ہم مسلمانوں کے شرعی احکام کی تحقیق کرتے ہیں، اور ان کے حکماء (بلکہ حمقاء) کے طبقات کے مطالعے کے لیے جمع ہوتے ہیں (ان کی ضلالتوں کی تردید کی غرض سے نہیں بلکہ ان کی زبان کی لطافت اور اس کی فصاحت و بلاغت سے محظوظ ہونے کے لیے) تو ہم اپنی مقدس کتابوں سے غافل ہو گئے ہیں اور پرستش کے لیے ایک حیوان کو اپنا بت بنا رہے ہیں۔ اب عیسائیوں میں ایسے ذی علم کہاں ہیں جو مقدس کتابیں پڑھنے میں انہماک رکھتے ہوں اور لاطینی علمائے دین کی کتابوں پر نگاہ ڈالنے کی پروا کرتے ہوں؟ کون ہے جو انجیلوں یا انبیاء اور رسولوں کی کتابوں کو پڑھنے کا شوق رکھتا ہو۔ ہمارے عیسائی نوجوان جو اطوار کی شستگی اور چرب زبانی سے متصف ہیں، اپنے لباس اور چال ڈھال کی نمائش کرتے ہیں اور مسلمانوں کے علوم میں شہرت رکھتے ہیں۔ وہ عربی بلاغت کے نشے میں سرشار ہیں اور مسلمانوں کی کتابوں کو اٹھاتے ہیں اور

[1] Arnold, The Preaching of Islam, P. 139

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں، ان پر بحث کرتے ہیں اور ان کی تعریف و توصیف میں علم خطابت کے سارے صنائع و بدائع صرف کر دیتے ہیں اور ان کا خوب چرچا کرتے ہیں، لیکن وہ کلیسا کی کتابوں کی خوبیوں سے قطعاً ناآشنا ہیں اور کلیسا کے چشموں کو، جن کا منبع بہشت ہے، حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ افسوس! عیسائی لوگ اپنی شریعت سے ایسے ناواقف ہیں اور لاطینی لوگ اپنی زبان سے ایسے بے پروا ہو گئے ہیں کہ تمام عیسائی امت میں ہزار اشخاص میں سے بمشکل ایک شخص ایسا ملے گا جو لاطینی زبان میں اپنے کسی دوست کو مزاج پرسی کا ایک خط بھی لکھ سکے، البتہ ایسے عیسائی بے شمار ہیں جو عربی زبان کے رنگین جملے بڑے طمطراق سے بولتے ہیں، بلکہ وہ نظم بھی لکھ سکتے ہیں، جس کا ہر شعر ردیف کے ایک ہی حرف پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں ان کے حسن خیال کی اعلیٰ پرواز کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے لکھنے میں وہ عربوں سے بھی بڑھ کر وزن اور بحر کی پابندی کرتے ہیں۔''

اہل اندلس صفائی اور طہارت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ ایک شخص کھانے پینے کے معاملے میں اوسط درجے کی غذا پر گزارا کر لیتا تھا لیکن وہ اپنے لباس اور جسم کی صفائی کو اولین حیثیت دیتا تھا۔ اگر کسی شخص کے پاس صرف اتنے پیسے ہوتے کہ وہ صابن یا کھانا دونوں میں سے ایک خرید سکتا تو وہ بھوکا رہنا برداشت کر لیتا لیکن اسے میلا کچیلا رہنا گوارہ نہیں تھا۔

اکثر لوگ ننگے سر رہتے تھے۔ بعض اوقات بازاروں میں قاضی یا مفتی بھی پگڑی کے بغیر ننگے سر چلتے پھرتے نظر آجاتے تھے۔ پگڑی یا عمامہ باندھنے کا رواج بہت کم تھا۔

مشرق میں غم اور سوگ کے اظہار کے لیے سیاہ لباس پہنا جاتا ہے۔ اہل اندلس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا معاملہ اس کے برعکس ہے وہ اظہارِ غم کے لیے سفید لباس پہنتے تھے۔ ایک شاعر ان کی اس روش کا یوں اظہار کرتا ہے:

يقولون البياض لباس حزن   بأندلس، فقلت من الصواب
ألم ترني لبست بياض شعري   لأني قد حزنت على الشباب

لوگ کہتے ہیں کہ اندلس میں سفید لباس غم کی علامت ہے
میں کہتا ہوں یہ بات بالکل درست ہے
کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ میرے بالوں میں سفیدی نمایاں ہو گئی ہے
یہ اس لیے ہے کہ میں اپنی جوانی کا سوگ منا رہا ہوں۔

رابرٹ بریفالٹ لکھتا ہے:

عربوں کے نفیس کتانی، سوتی، اونی اور ریشمی لباس، بغداد کے حریر، دمشقی شجر موصل کی ململ، غازہ کی جالی، غرناطہ کے اونی کپڑے اور طرابلس کے شیفون نے یورپ کی نیم برہنہ آبادی کو اعلیٰ لباس کا شوقین بنا دیا۔ اس قسم کے مناظر اکثر دیکھنے میں آئے کہ ایک بشپ گرجے میں عبادت کر رہا ہے اور اس کی عبا پر قرآنی آیات کڑھی ہوئی ہیں۔ مرد تو ایک طرف رہے عورتیں بھی عربی قمیص اور جبہ بڑے فخر سے پہنتی تھیں۔ سپین اور سسلی میں بے شمار کرگھے تھے۔ صرف اشبیلیہ میں سولہ ہزار تھے۔ قرطبہ میں ریشم بافوں کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار تھی (۱)۔

اہل اندلس اپنے وطن سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ اس کا اظہار تذکرہ نویسی اور سوانحی لٹریچر سے ہوتا ہے۔ جس میں ہر عالم کے حالات زندگی کیساتھ مالقی، غرناطی، شاطبی، بلنسی اور جیانی وغیرہ کے القاب کثرت سے نظر آتے ہیں۔

قرآن مجید کی تدریس کا طریقہ بھی اندلس میں اہل مشرق سے مختلف تھا۔ مشرق میں پہلے بچے کو قرآن مجید ناظرہ یا حفظ کروا دیا جاتا ہے جبکہ اہل اندلس پہلے بچوں کو عربی زبان سکھلاتے جب بچے کے اندر اتنی استعداد پیدا ہو جاتی کہ قرآن مجید کے

---

(۱) غلام جیلانی، یورپ پر اسلام کے احسان، ۱۲۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمے اور مفہوم کو سمجھنے کے قابل ہو جاتا تب اسے قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی (۱)۔

اہل اندلس بلند ہمت اور عالی حوصلہ تھے۔ ناموری اور کمال حاصل کرنا ان کا مشغلہ تھا۔ اس لیے اندلس میں کثرت سے شورشیں اٹھتی رہتی تھیں کیونکہ تخت و تاج تک پہنچنے کی خواہش انہیں بے کل کیے رکھتی تھی۔ علم حاصل کرنے کا انہیں جنون کی حد تک شوق تھا۔ اس لیے اندلس کی تاریخ میں علوم وفنون کے اتنے ماہرین اور علماء گزرے ہیں اور اتنے بڑے بڑے نام تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں جو کسی اور خطۂ زمین میں نظر نہیں آتے۔ اہل اندلس نے اپنے علماء اور فضلاء کے حالات زندگی اور سوانح کو محفوظ کرنے کا بھی اہتمام کیا ہے لیکن اس کے باوجود ابن حزم (۴۶۷ھ) علماء کے بارے میں اہل اندلس کے رویے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> **فان هممهم قد قصرت عن تخليد مآثر بلدهم، و مكارم ملوكهم و محاسن فقهائهم و مناقب قضائهم، و مفاخر كتابهم و فضائل علمائهم** (۲)
>
> اہل اندلس اپنے ملک کی خصوصیات کو محفوظ کرنے میں کوتاہ ہمت ہیں ان کے بادشاہوں کی فضیلت، علماء کے محاسن، قاضیوں کے فضائل، قلم کاروں کے کارنامے اور علماء کے فضائل محفوظ کرنے میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

ابن حزم (۴۶۷ھ) کا شکوہ اپنی جگہ بجا، لیکن اس کے باوجود اہل اندلس کے ہاں طبقات نگاری اور سوانح نگاری کے فن نے عروج حاصل کیا اور ہر طبقے اور ہر فن کے ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد کے حالات زندگی محفوظ کیے گئے، نامعلوم کتنی کتابیں دشمنوں کی آتش عداوت کی نذر ہو گئیں لیکن اس کے باوجود جو زمانے کی دست برد سے بچ رہیں ان کی تعداد اور ان میں درج علماء کے حالات زندگی اور ان کی تالیفات کی فہارس پڑھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ابن حزم (۴۶۷ھ) اہل اندلس کی اس روش کا شکوہ ان الفاظ

(۱) احمد امین، ظہر الاسلام ۸/۳

(۲) المقری، نفح الطیب، ۱۵۹/۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کرتے ہیں:

فالحكم في ذلك ماجرى به المثل السائر "أزهد الناس في عالم أهله، و قرأت في انجيل أن عيسى عليه السلام قال: "لايفقد النبي حرمته إلا في بلده" وقد تيقنا ذلك بما لقي النبي صلى الله عليه وسلم من قريش و هم أوفر الناس أحلاما و اصحهم عقولا و أشدهم تثبتا، مع ما خصوبه من سكناهم افضل البقاع و تغذيتهم باكرم المياه. حتى خص الله تعالىٰ الاوس والخزرج بالفضيلة التي أبانهم بها عن جميع الناس والله يوتي فضله من يشاء، ولاسيما أندلسنا فانها خصت من حسد أهلها للعالم الظاهر فيهم الماهر منهم، و استقلالهم كثير ماياتي به، واستهجانهم حسناته تتبعهم سقطاته و عثراته وأكثر ذلك مدة حياته باضعاف مافي سائر البلاد إن اجاد قالوا: سارق مغير ومنتحل مدع، وإن توسط قالوا: غث بارد و ضعيف ساقط وإن باكر الحيازة لقصب السبق قالوا: متى كان هذا؟ ومتى تعلم؟ و في اى زمان قرأ؟(۱)

اس ساری صورتحال پر یہ ضرب المثل صادق آتی ہے کہ

''دنیا میں سب سے زیادہ کسی عالم کے اہل علاقہ اس سے بے پروائی برتتے ہیں۔ میں نے انجیل میں عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول پڑھا ہے کہ ''نبی کی عزت وحرمت میں کمی صرف اس کے اپنے شہر میں ہوتی ہے''، اس کی تصدیق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریش کے برتاؤ سے بھی ہوتی ہے۔ حالانکہ قریش دیگر تمام اقوام سے زیادہ

(۱) المقری، نفح الطیب، ۳/۱۶۶، ۱۶۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بردبار، ان سے زیادہ عقل منداور معاملہ فہمی میں زیادہ تجربہ کار تھے کیونکہ وہ زمین کے افضل ترین ٹکڑے کے باسی اور بہترین اور پاکیزہ پانی کے پروردہ تھے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کی میزبانی اور نصرت کا شرف اوس اور خزرج کو حاصل ہوا۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ ہمارے اندلس میں تو بالخصوص اہل اندلس ایک ماہر اور نامور عالم کے ساتھ حسد کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اس کے علم وفضل سے لاپرواہی کا اظہار کرتے ہیں، اس کی خوبیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اس کی لغزشوں اور فروگزاشتوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور زندگی بھر اس کے ساتھ یہی سلوک کرتے رہتے ہیں۔ یہ طرزِعمل دنیا کے کسی بھی دوسرے خطے کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہے۔ اگر وہ عالم بہت زیادہ مہارت اور حسن وخوبی کا مظاہرہ کرے تو کہتے ہیں یہ تو سرقے کا مرتکب اور دوسرے کے علم وفضل کو اپنی طرف منسوب کر رہا ہے۔ اگر علمی اعتبار سے اس کی کارکردگی متوسط ہو تو کہتے ہیں، بے چارہ معمولی حیثیت کا مالک ہے اور علم ومعرفت سے تہی دامن ہے۔ اگر وہ تمام شہ سواروں پر سبقت لے جائے تو تعجب کرتے ہیں یہ کہاں اس قابل تھا، اس نے علم کہاں سے حاصل کیا، کب اور کس زمانے میں اس نے لکھنا پڑھنا سیکھا۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں کی تاریخ کا سنہری دور

اندلس میں یہودیوں کی ایک خاصی بڑی آبادی تھی لیکن عیسائی پادری اپنے اقتدار سے فائدہ اٹھا کر ان پر ظلم وستم کرتے تھے۔ جو لوگ اصطباغ لینے سے انکار کرتے تھے ان کے خلاف وحشیانہ قسم کے سخت مظالم کے احکام جاری کرتے تھے۔ ان سختیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب مسلمانوں نے اندلس پر چڑھائی کی تو یہودیوں نے حملہ آوروں کو اپنا نجات دہندہ سمجھ کر ان کا خیر مقدم کیا۔ جن شہروں کو مسلمان فتح کر چکے تھے ان کی حفاظت کے لیے سپاہ کا کام دیا اور جن شہروں کا مسلمانوں نے محاصرہ کیا ان کے دروازے کھول دیے (۱)۔

مسلمانوں کے دورِ حکومت میں یہودیوں نے سکھ کا سانس لیا، ان کی معاشرتی حیثیت بحال ہوئی۔ انہیں مذہبی آزادی ملی۔ کاروبارِ حیات کے ہر شعبے کے اندر مسلمانوں نے یہودیوں کو خوش آمدید کہا۔ مسلمانوں کے مدارس اور جامعات میں عیسائی اور یہودیوں کے بچے بھی تعلیم حاصل کرتے تھے اور مسلمانوں نے کبھی انہیں حقارت یا نفرت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ بلکہ ان کے ساتھ قرآن وسنت کی تعلیمات پر مبنی رویے کا مظاہرہ کیا۔ مسلمانوں کے اس ہمدردانہ رویے اور سلوک کو دیکھ کر شمال افریقہ، عراق اور دیگر ہمسایہ ممالک سے یہودی ہجرت کر کے اندلس آباد ہونا شروع ہوئے۔ جس کے نتیجے میں یہودیوں کی آبادی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ یہودی زیادہ تر قرطبہ، غرناطہ اور مالقہ میں آباد ہوئے۔ ریمونڈ پی شینڈلن Raymond P. Scheindlin اس صورتحال کے بارے میں لکھتا ہے:

The Jewish community of Muslim

(۱) المقری، نفح الطیب، ۱/۲۸۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Spain from the time of Abd al-Rahman III reigned (300/912-350/961) until the Almohads (after 535/1140) had distinctive character among medieval Jewish communities. No other Jewish community produced as many Jews who achieved positions of states and even power in the non-Jewish world; and no other Jewish community produced such an extensive literary culture reflecting the deep impact of an intellectual life shared with non Jews.①

مسلم اسپین کی یہودی آبادی عبدالرحمٰن ثالث کے دورِ حکومت سے لے کر موحدون کے برسراقتدار آنے تک قرون وسطیٰ کی یہودی معاشروں میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔کوئی اور یہودی کمیونٹی کسی غیر یہودی اکثریتی معاشرے میں اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے جس میں یہودیوں نے اس قدر معاشرتی حیثیت اور کلیدی مناصب حاصل کیے ہوں۔ غیر یہودیوں کے ساتھ مل کر یہودیوں نے جس شاندار ادبی اور ثقافتی نقوش کو دانشوارانہ زندگی پر ثبت کیا اس کی کوئی اور مثال اندلس کے علاوہ کہیں نظر نہیں آتی۔

عبدالرحمٰن ثالث کے زمانے میں یہودیوں نے ثقافتی اور علمی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بہت سارے یہودی لاطینی، یونانی اور عبرانی کے علاوہ ہسپانوی اور عربی بھی جانتے تھے۔حکومت اور ایوان اقتدار میں ان کا اچھا اثر ورسوخ تھا۔ یہ یہودی عام رعایا سے الگ تھلگ اپنی دنیا کے باسی تھے۔حسدے ابن شبروت درباری طبیب ہونے کے علاوہ خزانچی اور عبدالرحمٰن ثالث کا وزیر بھی تھا۔اس نے علم نباتات سے متعلق

① Jayyusi, the Legacy of Muslim Spain, 1/188

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض کتابوں کا لاطینی سے عربی میں ترجمہ کیا۔

حسدے مشہور طبیب الزہراوی (۱۰۱۳ء) کا رفیق کار تھا۔ حسدے کے اس اثر ورسوخ کو دیکھتے ہوئے بہت سارے یہودی عراق سے آئے اور انہوں نے قرطبہ کے اندر تالمود کی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے ایک مدرسہ بھی کھولا۔ یہ اسکول اپنی علمی وقعت اور شان و شوکت میں میسوپوٹیمیا کے دیگر مدارس سے کسی طور پر کم نہ تھا۔ اس اسکول کی وجہ سے عبرانی شاعری نے ترقی کی۔ حسدے کی وجہ سے عبرانی شاعری اور عبرانی زبان کو نئی زندگی ملی①۔

یہودی تاجروں کی وجہ سے جو غلاموں اور دیگر قیمتی اشیاء کی خرید و فروخت کرتے تھے، اندلس کو معاشی اعتبار سے استحکام ملا۔ انہوں نے عیسائی اور مسلم ممالک کے اندر اپنی تجارت کو فروغ دیا۔ سقوط قرطبہ کے بعد یہ یہودی بھی منتشر ہو گئے۔ اس کے بعد بنوزیری کے حکمرانوں حابوس اور بادیس کے دور اقتدار میں انہیں دوبارہ غرناطہ کے اندر یکجا ہونے کے موقع ملا۔

سموئیل ابن نغریلا (۱۰۵۵-۹۳۵م) جو کہ شاہ غرناطہ حابوس کا وزیر تھا، اس نے تالمود اور یہودی تعلیمات کے فروغ کے لیے بڑا کام کیا۔ اس نے کلیسا کی پیروی میں دعائیہ نظموں پر مشتمل ایک کتابچہ بھی تحریر کیا②۔

ایک مشہور یہودی نجومی عیسٰی ابن البالس جو کہ بادیس کے دورِ اقتدار میں غرناطہ چھوڑ کر امیر اشبیلیہ کے دربار سے وابستہ ہو گیا۔ مالقہ کے ایک مشہور یہودی شاعر سلمان (۱۰۷۰-۱۰۲۱) نے بہت ساری کتابیں عربی میں لکھیں جن کا بعد میں لاطینی زبان میں ترجمہ کیا گیا③۔

اس کے علاوہ کئی اور یہودی مؤلفین اور شاعروں کے نام بھی ملتے ہیں۔ سلمان ابن زاچبل (Solmon Abenzachbel) نے مقامات حریری کی طرز پر ایک ناول بھی لکھا۔

---

① Ibid, 1/192

② Ibid, 194

③ Jassusi, the Legacy of Muslim Spain 1/192

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں کے ذریعے مسلمانوں کے علوم وفنون یورپ کی دیگر اقوام تک پہنچے۔
اندلس اور سسلی دو ایسے ممالک تھے جہاں کے علمی مراکز سے عربی طبی علوم پورے یورپ میں پھیلے، لیکن اس سلسلہ میں اندلس کو سسلی سے کہیں زیادہ فوقیت حاصل تھی۔ اندلس کے یہودیوں نے جن کا ذریعۂ تعلیم عربی تھا، طب اور فلسفہ کی کتابوں کے عبرانی ترجمہ میں خصوصاً سرگرمی سے حصہ لیا۔ عمومی سائنس کی تاریخ میں یہ تراجم بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ ان تراجم کے ذریعے سے یورپ کے اندر علوم وفنون کے ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ طلیطلہ سے روانہ ہونے والا علمی اور فکری قافلہ پائیرنیز (Pyrenees) سے راہ بناتے ہوئے الپائن (Alpine) کے دروں سے ہوتے ہوئے لورین (Lorraine)، جرمنی، وسط یورپ اور خلیج برطانیہ کو عبور کرتے ہوئے برطانیہ تک پہنچ گیا۔

عربی سے عبرانی زبان میں ترجمہ کرنے والوں میں ابراہیم بن عذرا کا نام آتا ہے۔ یہ اندلس کا یہودی تھا۔ مسلمان مصنفین کی کتابوں کو عبرانی میں منتقل کرنے والوں میں اس کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔ اسپونزا اس کی بہت تعریف کرتا ہے۔ اندلس میں مسلمانوں اور یہودیوں نے مل کر جن عقلی رجحانات کو فروغ دیا تھا ابراہیم بن عذرا نے مسیحی یورپ کے یہودیوں میں ان کی اشاعت کے سلسلہ میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔

داؤد بن یعیش ایک اندلسی یہودی تھا، جس نے داخلی معاشیات پر ایک یونانی رسالہ کے عربی نسخہ کو عبرانی میں منتقل کیا۔ عہد وسطی کے افکار و رجحانات پر بھی اس کے اثرات پڑے، کیونکہ یہ رسالہ اگرچہ اصل یونانی زبان میں مفقود ہو چکا تھا البتہ عربی، لاطینی اور عبرانی میں موجود تھا۔

یحیٰی بن یوسف کی کتاب الھدایۃ الیٰ فرائض القلوب کا عبرانی میں ترجمہ کیا۔
اس کے علاوہ اس نے ابراہیم بن عذرا اور ابراہیم بارحیا کی علمی اور ترجمہ کی سرگرمیوں کو جاری رکھا تاکہ مسیحی یورپ عرب یہودی افکار سے پوری طرح آگاہ ہو جائے یوسف بن یشوع ہلورجی نے "**رسالۃ موسیٰ بن میمون فی المنطق**" کا دوسرا عبرانی ترجمہ کیا۔
یوسف بن یشوع II ہلورجی نے ابن سینا کی القانون کے ایک حصہ اور ابن سینا کی بعض دیگر کتب کا عبرانی میں ترجمہ کیا۔ سموئیل بن تبون (۱۲۰۰ء) نے ارسطو کے رسالہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رسالة ارسطو فی الاجرام السماویه" کے عربی ترجمہ یحییٰ بن بطریق کا عبرانی میں ترجمہ کیا۔ سموئیل بن تبون ایک عالم دینیات اور فلسفی تھا اس نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ اسکندریہ اور موصل میں گزارا اور خصوصیت کے ساتھ موسیٰ بن میمون کے فلسفہ کی مغرب میں اشاعت کی۔

سموئیل بن ماتل قشتالہ کا رہنے والا تھا جس نے عبداللہ بن محمد البطلیوسی کی کتاب الحدائق، ابراہیم بن داؤد کی کتاب العقیدة الرفیعة کا ترجمہ کیا۔

مارک آر کوہن (Mark R. Cohen) مسلمانوں کی رواداری اور یہودیوں کی تاریخ میں اس عہد کی ان الفاظ میں نقشہ کشی کرتا ہے:

> Jewish intellectuals seeking a historical precedent for a more tolerant attitude towards Jews hitupon a time and place that met this criterion medieval Muslim Spain. There, they believed, Jews had achieved a remarkable level of toleration, political achievement and cultural integration.①

> یہودی دانش ور جب رواداری پر مبنی رویے کی تاریخی مثال ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں وہ زمان و مکان کے لحاظ سے عہد وسطی کے مسلم اسپین کی نظیر پیش کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں اندلس میں انہوں نے قابل ذکر رواداری، سیاسی حیثیت اور ثقافتی تعامل کے شاندار مواقع حاصل کیے۔

---

① Mark Kohens, Under Cresent and Cross. The Jews in the Middle Ages, p.3

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواتین کی سماجی حیثیت اور علمی سرگرمیاں

اندلسی معاشرے میں تہذیب و تمدن اور ثقافتی سرگرمیوں میں خواتین کا کردار نہایت اہم اور قابل ذکر ہے۔ معاشرے کے تمام شعبوں میں خواتین حقیقی معنوں میں مردوں کے شانہ بشانہ شریک تھیں۔ ان کی ثقافتی اور معاشرتی سرگرمیوں کو نہ صرف ضروری خیال کیا جاتا بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔ اندلسی خواتین نے تعلیم اور سیاست کے میدان میں دلچسپی لی۔ بہت ساری خواتین روزگار اور معاش کے سلسلے میں خود کفیل تھیں اور وہ مردوں کی دستِ نگر نہیں تھیں۔ وہ اپنے خاوندوں کے ساتھ جائیداد کی مالک تھیں اور اس جائیداد میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتی تھی۔

خواتین کو مردوں کی طرح اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے یکساں مواقع حاصل تھے۔ اس لیے اندلس میں نامور شعراء، ادیب اور زبان و ادب کی ماہر خواتین کی ایک طویل فہرست نظر آتی ہے۔ اندلسی معاشرے میں خواتین ` اپنی طبقاتی، معاشرتی، مذہبی اور نسلی لحاظ سے کئی طبقات سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں عرب خواتین، عیسائی خواتین، بربر خواتین، دیہاتی خواتین، شہری خواتین، اونچے طبقے اور شرفاء سے تعلق رکھنے والی خواتین اور متوسط اور غریب طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین اور باندیاں شامل ہیں۔ خواتین کے بارے میں تاریخی مصادر میں جو معلومات ملتی تھیں وہ زیادہ تر شاہی خاندان اور امیر گھرانوں سے تعلق رکھنے والی خواتین ہیں۔

اندلسی خاندان اور گھریلو زندگی کے بارے میں یکجا معلومات کی بہت کمی ہے تاہم مختلف مصادر کے اندر منتشر معلومات کو اگر اکٹھا کیا جائے تو ایک مکمل تصویر ہمارے سامنے آ سکتی ہے۔ مثلاً لسان الدین ابن الخطیب کی الاحاطہ فی اخبار غرناطہ کے اندر امیر ابن ھود کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کا تذکرہ ملتا ہے جو تعدد ازواج کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کرتی ہے اور اس کا خاوند وعدہ کرتا ہے کہ وہ اس کی موجودگی میں زندگی بھر دوسری شادی نہیں کرے گا(۱)۔ خواتین کی معاشرتی حیثیت کے بارے میں جاننے کے لیے ضروری ہے کہ خاندانی نظام کا ڈھانچہ اور اس کے ارکان کے باہمی تعلق کے بارے میں وافر معلومات دستیاب ہوں۔ اس سلسلے میں سرکاری دستاویزات خصوصاً فتاویٰ بہت مفید اور معاون ثابت ہو سکتے ہیں(۲)۔

دستیاب تذکرہ نویسی اور سوانحی لٹریچر میں تقریباً ۱۱۶ اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین کا ذکر ملتا ہے۔ ان خواتین کا زمانہ دوسری صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری کے درمیان ہے۔ ان میں دو خواتین عالمہ فاطمہ مغامی اور حفصہ بنت حمدون کا ذکر ہے۔ ان میں چوالیس شاعرہ اور بارہ ادیبہ ہیں۔

گیارہ خواتین سیکرٹری کے طور پر کام کرتی تھیں۔ چار کتابت کی ماہر تھیں۔ تین عربی لغت کی ماہر اور دو عربی گرائمر کی ماہر تھیں۔ چھ خواتین نے حدیث کے اندر کمال حاصل کیا۔ چار خواتین نے تاریخ نویسی کو اپنایا۔ ایک خاتون کا ذکر بطور ماہرہ علم کلام اور ایک کا میراث کی عالمہ کے طور پر ذکر ملتا ہے۔

عائشہ بنت احمد (۴۰۰ھ) جو کہ قرطبہ کے ایک شہزادے کی بیٹی تھی اس نے اپنے آپ کو تعلیمی سرگرمیوں کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ اس کی بہت بڑی ذاتی لائبریری تھی۔ تحصیل علم کے لیے اس نے عمر بھر شادی نہیں کی(۳)۔

حفصہ بنت حمدون گیارہویں صدی عیسوی کی مشہور شاعرہ ہے۔ اس کے علاوہ وہ بہت ماہر خطاط تھی۔ بہت سارے مرد خطاطی سیکھنے کے لیے اس کے پاس آتے تھے۔ ابن الفرضی اور ابن الابار دونوں نے اس کا ذکر کیا ہے(۴)۔

---

(۱) ابن الخطیب، الاحاطه فی اخبار غرناطه، ۱۳۲

(۲) میڈرڈ میں Computense University سے Amalia Zomeno نے اس موضوع پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا ہے۔

(3) Jayyusim Legacy of Muslim Spain, p. 35, 36

(4) Ibid

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مریم بنت یعقوب نے شاعری اور ادب کے اندر مہارت حاصل کی۔ العروضیہ (۴۵۰ھ) جو کہ ایک آزاد کردہ باندی تھی اس نے عربی گرائمر کے اندر مہارت حاصل کی۔ اس نے مبرد کی الکامل اور الکعب کی النوادر پر حاشیہ بھی لکھا۔ اس کے شاگردوں میں ابوداؤد سلیمان کا نام بھی ملتا ہے۔

ولادہ بنت مستکفی مشہور شاعرہ ہے۔ اس کے گھر پر اندلس کے مشہور شعراء اور ادیبوں کا اجتماع ہوتا تھا جس میں ولادہ خود بھی شریک ہوتی تھی۔ ولادہ انتہائی ذہین اور خوبصورت خاتون تھی وہ اپنی بے باکانہ شاعری کی وجہ سے مشہور ہے (۱)۔

اندلسی خاتون نہ صرف علم وادب کے میدان میں مصروف کار نظر آتی ہے بلکہ سیاست کے میدان میں بھی اس نے نمایاں خدمات سرانجام دیں ہیں اس نے نہ صرف سیاست میں دلچسپی لی بلکہ اپنے بیٹوں اور خاوندوں کی سیاسی امور میں راہنمائی بھی کی۔ عبدالرحمٰن ثانی جو کہ موسیقی اور عیش وعشرت کا دلدادہ تھا اس نے امور سلطنت سلطانہ طروب کے سپرد کرر کھے تھے۔

لبانہ نہ صرف ایک مشہور شاعرہ تھی بلکہ وہ ایک فلسفی اور سیاست دان بھی تھی۔ جس کے افکار وسیع پیمانے پر پڑھے جاتے تھے۔ وہ حکم ثانی کی پرائیویٹ سیکرٹری تھی۔ جب ۹۷۶ھ میں خلیفہ کا انتقال ہو گیا اور اس کا جانشین ہشام ثانی ابھی کم عمر تھا تو امور سلطنت کی دیکھ بھال حکم کی بیوہ سلطانہ صبح کے ہاتھ میں تھی (۲)۔

یونان کے اندر جب یونانی تہذیب اپنے عروج پر تھی اس وقت محض چند خواتین سیاست اور تہذیب وتمدن کے اس مقام پر فائز تھیں جبکہ اس کے برعکس اندلس میں ایسی خواتین کی ایک بہت بڑی تعداد نظر آتی ہے۔

برطانیہ کے چارلس دوم کے عہد میں محض چند ایک خواتین لکھنا پڑھنا جانتی تھیں جبکہ اندلس میں آٹھ سو سال پہلے سیکڑوں خواتین علم وادب کے میدان میں نمایاں حیثیت

(۱) Ibid

(۲) Jayyusi, Legacy of the Muslim Spain, p. 36

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حامل تھیں اور مردوں سے کسی طور پر کم نہ تھیں۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ اندلس کے اندر خواتین نے اپنے بھائیوں اور شوہروں کے ساتھ مل کر علم وادب اور تہذیب وتمدن کی خدمت کی جس پر نہ صرف اہل اندلس بلکہ دنیا بھر کے مسلمان بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائی: رواداری اور مذہبی آزادی

اندلس میں جب مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوا تو ابتدائی زمانے میں اکثریت عیسائیوں کی تھی۔ مسلمانوں نے اپنے دورِ حکومت میں رواداری اور عدل و انصاف کا مظاہرہ کیا۔ اس لیے عیسائیوں نے مسلمانوں کی آمد کو غنیمت جانا اور انہیں کلیسا کے ظلم و ستم سے نجات حاصل ہوئی۔ مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق اور مذہبی رواداری کو دیکھتے ہوئے بہت سے عیسائی امراء و شرفاء مسلمان ہو گئے کیونکہ وہ ایک ایسے مذہب کو ترک کر رہے تھے جس کے دینی راہنماؤں نے انہیں علم دین سے بے بہرہ رکھا تھا۔ ان کی دینی تربیت سے غفلت برتی تھی اور دنیاوی اغراض و مقاصد اور دولت کے انبار جمع کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ اندلس کے جن لوگوں نے اسلام قبول کیا وہ بڑے پر جوش مسلمان ثابت ہوئے عیسائیوں کی مذہبی قیادت اور ان کے اربابِ کلیسا کا کیا حال تھا اس کے بارے میں آرنلڈ لکھتے ہیں:

At the time of the Muhammadan conquest the old Gothic virtues are said by Christian historians to have declined and given place to effeminacy and corruption, so that the Muhammadan rule appeared to them to be a punishment sent from God on those who had gone astray into the paths of vice; but such a statement is

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

too frequent a commonplace of the ecclesiastical historian to be accepted in the absence of contemporary evidence.

But certainly as time went on, matters do not seem to have mended themselves; and when Christian bishops took part in the revels of the Muhammadan court, when episcopal sees were put up to a auction and persons suspected to be atheists appointed as shepherds of the faithful, and these in their turn bestowed the office of the priesthood on low and unworthy persons, we may well suppose that it was not only in the province of Elvira that Christians turned from a religion, the corrupt lives of whose ministers had brought it into discredit, and sought a more congenial atmosphere for the moral and spiritual life in the pale of Islam.[1]

عیسائی مورخوں کا بیان ہے کہ اسلامی فتح کے وقت قوطی قوم کے (حکمرانوں کے) قدیم اخلاق واوصاف میں انحطاط آ چکا تھا، اور ان کی جگہ عیش پسندی اور بداعمالی نے لے لی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اسلامی حکومت کو گویا ایک قہر خدا سمجھا ہے جو گمراہ لوگوں پر بطور

① Arnold, The Preaching of Islam, p.134

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقوبت نازل ہوا تھا۔ لیکن اس قسم کے بیانات کلیسا کے مورخوں کے ہاں بہت عام ہیں جن کو معاصرانہ شہادت کی عدم موجودگی میں قبول نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن یہ بات یقینی ہے کہ وقت گزرنے پر بھی یہ حالات اصلاح پذیر نہیں ہوتے، بلکہ عیسائی اسقف بھی دربار شاہی کی رنگ رلیوں میں شریک ہو گئے اور اسقف کے عہدے نیلام ہونے لگے۔

چنانچہ ایسے اشخاص بھی عیسائیوں کے پیشوا مقرر ہونے لگے جن پر منکرین خدا ہونے کا گمان تھا۔ پھر ان ہی لوگوں نے اپنی طرف سے مذہبی عہدے ذلیل اور نااہل لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ ان حالات میں نہ صرف البیرہ میں بلکہ دیگر صوبہ جات میں بھی عیسائیوں نے اس دین سے روگردانی کی، جس کے پیشواؤں کی فاسقانہ زندگی نے اسے رسوا کر دیا تھا۔ انہوں نے اس دین سے کنارہ کشی کر کے دائرہ اسلام کی اخلاقی اور روحانی فضا کو اپنے لیے زیادہ سازگار اور موافق پایا۔

سپین کے عیسائی، جو اسلامی حکومت کے زیر سایہ رہتے تھے (اور جنہوں نے عربوں کے رسوم و آداب اختیار کر لیے تھے) مستعرب کہلاتے تھے۔ اس لفظ سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ اس زمانے کے عیسائیوں کا میلان خاطر کس طرف تھا۔ عربی زبان نے ملک بھر میں بہت جلد لاطینی کی جگہ لے لی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جس زبان میں عیسائیوں کا علم دین مدون تھا، اس کو عیسائی رفتہ رفتہ بھولنے لگے اور اس کی طرف سے غفلت کرنے لگے، حتیٰ کہ کلیسا کے بعض بلند مرتبہ عہدے دار بھی صحیح لاطینی سے ایسے نابلد ہو گئے کہ ان پر اہل علم کو ہنسی آتی تھی۔ ان حالات میں عوام الناس سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ اس معاملے میں وہ ارباب کلیسا سے زیادہ سرگرمی دکھائیں گے۔

مسلمانوں کے ابتدائی دور میں کسی شخص کو جبراً مسلمان بنانے یا اس پر مذہبی تعصب کی بنیاد پر تشدد کرنے کا کوئی واقعہ نہیں ملتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائی مذہب کے بارے میں رواداری کی جو روش اختیار کی تھی، اس نے ملک گیری میں ان کے لیے بڑی آسانی پیدا کر دی تھی۔ نئے حاکموں سے عیسائیوں کو صرف اس بات کی شکایت ہو سکتی تھی کہ مسلمان حکام ان سے دیگر رعایا کی بہ نسبت مختلف سلوک کرتے تھے۔ ان کو جزیہ ادا کرنا پڑتا تھا جو امیروں سے ۴۸ درہم، متوسط الحال لوگوں سے ۲۴ درہم اور پیشہ وروں اور مزدوروں سے ۱۲ درہم سالانہ کی شرح سے وصول کیا جاتا تھا۔ چونکہ یہ جزیہ فوجی خدمت کے عوض میں لیا جاتا تھا اس لیے یہ صرف تندرست اور صحیح سلامت مردوں پر عائد ہوتا تھا۔ عورتیں، بچے، راہب، لنگڑے، لولے، اندھے، بیمار، فقیر اور غلام اس سے مستثنیٰ تھے۔ یہ جزیہ خود عیسائی عہدے دار جمع کرتے تھے۔ اس سے عیسائیوں نے اپنی دشواری اور گراں باری میں کسی قدر تخفیف ضرور محسوس کی ہو گی۔(۱)

سوائے ایسے جرائم کے جو شریعت اسلام کے خلاف سرزد ہوں، عیسائیوں کے کل مقدمات ان ہی کے منصفوں کے سامنے اور ان ہی کے قانون کے مطابق طے کیا جاتے تھے۔ عیسائی لوگ اپنے مذہب کی پیروی کے سلسلے میں آزاد تھے، کوئی ان کو روکنے ٹوکنے والا نہ تھا۔ چنانچہ وہ قربانی دیتے تھے اور اس موقع پر بخور جلاتے تھے، ناقوس بجاتے تھے اور کیتھولک مذہب کی دیگر تمام رسومات کرتے تھے۔ گرجاؤں میں زمزمے گائے جاتے تھے۔ واعظین لوگوں کو اپنے وعظ اور خطبے سناتے تھے اور کلیسا کے سب تہوار حسب معمول منائے جاتے تھے۔ شام اور مصر کے عیسائیوں کی طرح وہ کوئی مخصوص لباس پہننے پر مجبور نہ تھے جو ان کی ذلت کی علامت سمجھا جائے۔ کم از کم نویں صدی عیسوی میں عام دنیادار عیسائی بھی عربوں کا سا لباس پہنتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کو نئے گرجے تعمیر کرنے کی بھی اجازت مل گئی تھی۔

سپین میں عیسائیوں کی بہت سی ایسی خانقاہیں تھیں جن میں عورتیں اور مرد بغیر مسلمان حکام کی مداخلت کے رہبانیت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے علاوہ بھی چند جدید راہب خانوں کی تعمیر کا ذکر ملتا ہے۔ راہب لوگ اپنے مذہب کے مخصوص اونی لباس میں باہر نکلتے تھے اور پادریوں کو اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ وہ اپنے مذہبی منصب کی

(۱) Arnold, The Preaching of Islam, p. 138

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامت کو چھپائیں۔ عیسائی عوام اپنے مذہب کی وجہ سے دربار کے اعلیٰ عہدوں یا اسلامی فوج کی ملازمت سے محروم نہیں کیے جاتے تھے۔

سپین کے جو عیسائی لوگ اپنی سیاسی قوت کے زوال کے بعد تسلیم و رضا کے خوگر ہو چکے تھے، ان کے لیے یقیناً کوئی وجہ شکایت موجود نہ تھی۔ چنانچہ اس ضمن میں یہ بات قابل غور ہے کہ آٹھویں صدی کی تمام مدت میں صرف ایک بغاوت کا پتا چلتا ہے جو باجہ (Beja) کے شہر میں برپا ہوئی تھی اور اس میں بھی عیسائیوں نے ایک عرب سردار کی پیروی کی تھی۔ سپین کے بعض لوگ کسی عیسائی حکومت کے زیر سایہ رہنے کے لیے فرانسیسی علاقے میں چلے گئے تھے۔ لیکن ان کی حالت بھی اپنے ان ہم مذہب بھائیوں کی بہ نسبت بہتر ثابت نہ ہوئی جن کو وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ جب شاہ فرانس شارل مین سپین کی مہم (۷۷۸ء) سے ناکام لوٹا تو سپین کے کچھ عیسائی اس کے ہمراہ فرانس چلے گئے۔ جب سرکاری اہل کاروں نے ان سے ٹیکس کی جبری وصولی شروع کی تو شارلمین کو ۸۱۲ء میں ان کی حمایت میں مداخلت کرنی پڑی۔ تین سال کے بعد شاہ لوئی کو پھر ایک فرمان ان کے حق میں جاری کرنا پڑا، لیکن اس کے باوجود وہ پھر ان امراء کے خلاف شکایت کرنے پر مجبور ہو گئے جنھوں نے ان کی زمینیں ان سے چھین لی تھیں۔ تاہم اس خرابی کا صرف ایک قلیل عرصے کے لیے سدباب ہو سکا، کیونکہ یہ خرابی پھر نمودار ہو گئی اور وہ تمام احکام و فرامین، جو ان کے حق میں جاری ہوئے تھے، بے سود ثابت ہوئے، کیونکہ وہ لوگوں کی حالت کو بہتر نہ بنا سکے۔ بعد کے زمانے میں فرانس میں کاگوٹ (یعنی قوطی کتوں) کا جو حقیر اور مظلوم طبقہ دیکھنے میں آتا ہے وہ غالباً سپین کے انھی لوگوں کی بستی تھی جنھوں نے اسلامی حکومت سے بھاگ کر اپنے آپ کو اپنے عیسائی بھائیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔

اندلس کیا اسلامی حکومت نے اپنی عیسائی رعایا کے سلسلے میں جس رواداری اور بے تعصبی سے کام لیا اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین جو میل ملاپ بڑھا، اس سے دونوں قوموں میں ایک حد تک یگانگت پیدا ہو گئی اور اکثر ان کے درمیان شادیاں ہونے لگیں۔ چنانچہ ایسی ڈور ساکن باجہ (Beja)، جو مسلمان فاتحین کے خلاف بہت زہر اگلتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، شاہ راڈرک کی بیوہ کے ساتھ موسیٰ بن نصیر کے بیٹے عبدالعزیز کی شادی کا حال لکھتا ہے۔ لیکن اس کے قلم سے ملامت کا ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔ اکثر عیسائیوں نے عربی نام رکھ لیے تھے اور ظاہری رسم و رواج میں بھی ایک حد تک اپنے مسلمان ہمسایوں کی تقلید کرتے تھے، مثلاً بہت سے عیسائی ختنہ کرتے تھے اور کھانے پینے کے معاملے میں بھی انہوں نے مسلمانوں کی عادات اختیار کر لی تھیں ①۔

① Arnold, The Preaching of Islam, p. 138

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل

اندلس میں فقہی مذاہب کا تعارف اور ارتقاء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندلس میں فقہی مذاہب کا تعارف اور ارتقاء

اندلس میں فقہی مذاہب کے تعارف اور فروغ کے حوالے سے سب سے پہلے اوزاعی مذہب کا نمبر آتا ہے۔ یہ مذہب امام اوزاعی عبدالرحمٰن بن عمرو (۱۵۷ھ) کی طرف منسوب ہے جو کہ تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ امام اوزاعی نہایت دین دار، بلند اخلاق کے حامل اور فصیح اللسان تھے۔ تحصیل علم کے لیے انہوں نے کئی سفر کیے۔ یحیٰی بن کثیر سے حدیث کی سماعت کی اور ایک عرصے تک ان کے ہاں قیام پذیر رہے (۱) بصرہ میں حسن بصری اور محمد بن سیرین سے استفادہ کیا (۲)۔ امام اوزاعی (۱۵۷ھ) کے مذہب کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے۔ وہ قیاس کے قائل نہیں ہیں۔ ان کا مذہب شام، مراکش اور اندلس میں پھیلا لیکن شام میں شافعی مذہب نے غلبہ حاصل کیا اور مراکش اور اندلس میں مالکی مذہب کو مقبولیت حاصل ہوئی۔ اندلس میں اوزاعی مذہب کے فروغ اور تعارف کے حوالے سے کتب تاریخ اور دیگر علمی مصادر کے مطابق صعصعہ بن سلام (۱۹۲ھ) کا نام آتا ہے (۳)۔ صعصعہ بن سلام (۱۹۲ھ) دمشق سے قرطبہ منتقل ہوئے اور منصب قضاء اور افتاء پر فائز کیے گئے۔ اندلس کے اندر تقریباً چالیس سال تک اوزاعی مذہب غالب رہا اس کے بعد تیسرے اموی خلیفہ حکم بن ہشام کے زمانے میں امام مالک (۱۷۹ھ) کے مذہب نے غلبہ حاصل کیا۔

اندلس میں مالکی مذہب کے تعارف اور فروغ کے حوالے سے ابن القوطیہ (۴) لکھتے ہیں:

---

(۱) ابن خلکان، وفیات الاعیان، ۳/۱۲۷

(۲) ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۱۰/۱۳۳

(۳) الذھبی، تذکرۃ الحفاظ، ۱/۴۸

(۴) ابن القوطیہ کی نسبت سارۃ بنت المنذر کی طرف ہے یہ خاتون قوطی (Gothic) تھی اور شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ ابن القوطیہ نحو، لغت اور حدیث کے ماہر تھے۔ ان کی مشہور کتاب ''تاریخ فتح الاندلس'' ہے۔ اس کے علاوہ 'تصاریف الافعال' مشہور کتاب ہے۔ ۳۶۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ (عمر رضا کحالہ، معجم المولفین، ۱۱/۷۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إن الذی أدخل مذهب الإمام مالک و کان عنصرا فعالا فـی تـحـویـل أهـل الانـدلـس إلـی هذا المذهـب هو عبدالملک بن حبیب السلمیٰ ①

جس شخص نے سب سے پہلے اندلس میں مالکی مذہب کو داخل کیا اور اہل اندلس کو مالکی مذہب قبول کرنے میں فعال عنصر کا کردار ادا کیا وہ عبدالملک بن حبیب السلمی ہیں۔

شکیب ارسلان کی رائے ہے کہ اندلس میں مالکی مذہب کو متعارف کروانے والے زیاد بن عبدالرحمٰن اللخمی ہیں جو کہ شبطون کے لقب سے مشہور ہیں۔شکیب ارسلان کے مطابق زیاد بن عبدالرحمٰن نے سب سے پہلے اہل اندلس کو مؤطا سے متعارف کروایا②۔

مالکی مذہب نے اندلس میں بہت مقبولیت حاصل کی۔ مالکی فقہاء اندلس کی سیاسی تاریخ میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔انہوں نے بڑے اہم مناصب حاصل کیے اوران کا حکومت کے اندر اثرورسوخ بہت بڑھ گیا تھا۔ ہشام بن عبدالرحمٰن کے زمانے میں امور سلطنت کے اندر مالکی فقہاء کی مداخلت عروج پر پہنچ گئی③۔

ہشام نے یحییٰ بن یحییٰ کو قضاء کا منصب پیش کیا لیکن انہوں نے قاضی بننے سے انکار کردیا۔لیکن اندلس کے اندر تمام قاضی ان کے مشورے اور منظوری کے بعد متعین کیے جاتے تھے اور وہ صرف مالکی فقہاء کو قضاء کے منصب کے لیے منتخب کرتے تھے۔

مقری (۱۰۴۱ھ) ابن حزم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

مـذهـبـان انـتـشـرا فـی بـدء امـرهـمـا بالریاسة و السلطان مـذهـب أبی حنیفه، فإنه ولی القضاء ابو یوسـف و کانت الـقـضـاة من قبله من اقصی المشرق إلیٰ اقصی عمل

① ابن القوطیہ،تاریخ فتح الاندلس،۲۳

② شکیب ارسلان،الحلل السندسیة،۲۵۵/۱

③ عبداللہ عنان،دولة الاسلام فی الاندلس،۲۲۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افریقیة، فکان لایولی إلا اصحابه والمنتسبین إلی مذهبه، و مذهب مالک عندنا بالاندلس، فان یحیی بن یحیی کان مکینا عندالسلطان، مقبول القول فی القضاء، وکان لایولی قاضیا فی أقطار الاندلس إلا بمشورته و اختیاره وکان لایولی إلا المالکیین.

دو مذہب اپنے آغاز میں ریاست اور حکومت کی وجہ سے پھیلے، ایک امام ابوحنیفہ کا مذہب جو ابو یوسف کے قاضی القضاۃ بننے کی وجہ سے پھیلا، مشرق سے لے کر افریقہ کے دور دراز علاقوں تک تمام قاضی ان کی طرف سے مقرر کیے جاتے تھے اور وہ صرف اپنے ساتھیوں یا حنفی مسلک کی طرف منسوب فقہاء کو قاضی مقرر کرتے۔ دوسرا مذہب، امام مالک کا ہے جو ہمارے ہاں متداول ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ کی سلطان (بادشاہ) کے ہاں بہت قدرومنزلت ہے اور قضاء کے بارے میں ان کی رائے کو اہمیت دی جاتی ہے۔ اندلس کے تمام علاقوں میں ان کے مشورے اور انتخاب کے بغیر کسی کو قاضی مقرر نہیں کیا جاتا۔ یحییٰ بن یحییٰ مالکی فقہاء کے علاوہ کسی کو قاضی مقرر نہیں کرتے۔

اندلس میں بلاشرکت غیرے مالکی غالب رہا۔ جس کی وجہ سے ملک کے اندر فرقہ واریت اور مسلکی اختلافات کو فروغ پانے کا موقع نہیں ملا۔ اس حوالے سے اندلس کی تاریخ میں مذہبی منافرت، مناظرے اور باہمی جنگ و جدال کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ اندلس میں مالکی مذہب کے فروغ کے کئی ایک اسباب ہیں:

پہلا سبب سیاسی ہے۔ ہشام بن عبدالرحمٰن علماء کا قدردان تھا وہ علمی مجالس میں شریک ہوتا اور علماء سے استفادہ کرتا۔ ہشام بن عبدالرحمٰن، امام مالک کا ہم عصر تھا۔ امام مالک کی سیرت و کردار اور علمی مقام و مرتبے سے وہ بہت متاثر تھا۔ اس کے علاوہ اندلس کے علماء نے جب ہشام بن عبدالرحمٰن کو امام مالک کی قدرومنزلت اور علمی رتبے کے حوالے سے بتایا تو اور بھی متاثر ہوا۔ ان علماء میں زیاد بن عبدالرحمٰن اللخمی (۱۹۹ھ) عیسیٰ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن دینار اور یحیی بن یحییٰ اللیثی (۲۳۸ھ) ہیں۔

اس کے علاوہ بنوعباس سے نفرت اور خصوصاً مدینہ کے علویوں سے ابوجعفر منصور کے سلوک کو دیکھ کر ہشام بن عبدالرحمٰن حنفی مذہب کی بجائے مالکی مذہب کو پسند کرنے لگا۔ بنوعباس سے نفرت ایک قدر مشترک ثابت ہوئی۔ مالکی مذہب کے فروغ میں یحیٰی بن یحیٰی اللیثی کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ یحیٰی بن یحیٰی کی علمی حیثیت، ان کی دینداری اور دنیا سے بے رغبتی وہ اسباب تھے جنھوں نے انہیں خلفاء اور امراء کی نظروں میں بہت بلند مقام پر فائز کر دیا۔

یہ فطری بات ہے جب اندلس میں تمام قاضی مالکی مذہب کے متعین کیے جانے لگے تو طلبہ اور علماء کے اندر مالکی مذہب کے بارے میں جاننے کا شوق پیدا ہوا۔ قاضی اور دیگر مناصب کے حصول کے لیے چونکہ مالکی ہونا شرط قرار پایا اس لیے اندلس کے اندر مسالک اور مذاہب کا وہ تنوع نظر نہیں آتا جو بلاد مشرق کا خاصہ ہے۔

مالکی مذہب کی مقبولیت کے کچھ دیگر اسباب بھی ہیں جن کی طرف ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں اشارہ کیا ہے۔ ابن خلدون (۱۴۵۶ء) لکھتے ہیں:

> أن البداوة كانت غالبة على اهل المغرب و الاندلس
> ولم يكونوا يعانون الحضارة التي لأهل العراق فكانوا
> إلى اهل الحجاز اميل لمناسبة البداوة
>
> اہل مغرب اور اہل اندلس پر بدویت غالب تھی وہ اہل عراق کی
> طرح تہذیب وتمدن سے آشنا نہیں تھے اس لیے وہ اہل عراق سے
> زیادہ اہل حجاز سے فطری لگاؤ رکھتے تھے۔

اندلس میں فقہ مالکی کے فروغ کا ایک اہم سبب حج ہے۔ اندلس کے علماء فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے جاتے اور اہل حجاز سے پوچھتے کہ سب سے بڑا عالم کون ہے۔ انہیں جواب ملتا کہ امام مالک سے بڑا عالم کوئی نہیں۔ اس لیے اہل اندلس امام مالک سے استفادہ کرتے اور وطن واپسی کے بعد ان کے علوم ومعارف اور فقہی اصولوں کی تدریس کرتے۔ بہت کم علماء دیگر مراکز علمیہ کی طرف رجوع کرتے۔ اس لیے اندلس میں سب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ فقہ مالکی کو فروغ حاصل ہوا۔

فقہ مالکی کے بعد ظاہری مذہب کا تذکرہ ضروری ہے۔ یہ مذہب داؤد بن علی بن خلف اصفہانی کی طرف منسوب ہے جو ظاہری کے لقب سے مشہور ہوئے۔ داؤد بن علی ۲۲ ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں پلے بڑھے۔ ابتداء میں شافعی تھے۔ انہوں نے امام شافعی (۲۰۴ھ) کے فضائل ومناقب پر ایک کتاب بھی لکھی۔ انہوں نے سب سے پہلے شریعت میں ظاہری مفہوم کی اہمیت پر زور دیا۔ قیاس کی شدت کی ساتھ مخالفت کی۔ ان کی رائے میں نصوص کے ظاہر سے جو مفہوم ذہن میں آتا ہے اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ کسی تاویل یا علت اور حکمت کی بنیاد پر ظاہری مفہوم کو چھوڑ کر اور کوئی مفہوم لینا یا نصوص کی کوئی اور تفسیر وتشریح کرنا درست نہیں سمجھتے۔

مشرق میں ان کی تصنیفات اور ان کے شاگردوں کی وجہ سے ان کا مذہب پھیلا۔ تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں ان کا مذہب حنفی، مالکی، اور شافعی مذاہب کے بعد چوتھا بڑا مذہب بن گیا(۱)۔ اندلس میں ظاہری مذہب کی اشاعت کے حوالے سے حمیدی (۴۸۸ھ) لکھتے ہیں:

> إن اول من أدخل هذا المذهب إلى الأندلس عبدالله بن محمد بن قاسم بن هلال المتوفى (۲۹۲ھ) وكان مالكيا ثم تتلمذ على يده داؤد الظاهرى، و نسخ كتبه و أقبل بها على أهل الأندلس واجتهد فى نشرها.
>
> اندلس میں سب سے پہلے عبداللہ بن محمد بن قاسم بن ہلال (۲۹۲ھ) نے اس مذہب کو متعارف کروایا۔ یہ پہلے مالکی تھے بعدازاں داؤد ظاہری سے استفادہ کیا۔ انہوں نے داؤد ظاہری کی کتابوں کو نقل کیا اور اپنے ساتھ اندلس لے کر آئے اور اس مذہب کی اشاعت کی بھرپور کوشش کی۔

اہل اندلس میں ظاہری مذہب کے فروغ میں منذر بن سعید البلوطی (۳۵۵ھ)

(۱) ابن الفرضی، تاریخ علماء اندلس، ۲/۱۴۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام آتا ہے۔

اندلس میں فقہ ظاہری کے فروغ میں سب سے اہم کردار ابن حزم (۴۵۶ھ) نے ادا کیا۔

ابن حزم (۴۵۶ھ) بہت بڑے عالم تھے۔ ان کے پائے کا کوئی عالم اندلس میں نہیں تھا۔ ان کی معلومات بے انتہا، شخصیت انتہائی جاذب اور پر کشش، زبان فصیح اور ذہانت اور معاملہ فہمی میں کوئی ان کا مدمقابل نہیں تھا۔ ان کے بارے میں ذہبی لکھتے ہیں:

> وكان إليه المنتهى في الذكاء وحدة الذهن وسعة العلم بالكتاب والسنة، والمذاهب والملل والنحل والعربية والآداب، والمنطق، والشعر، مع الصدق والديانة والحشمة، والسؤدد والرياسة والثروة"(۱)
>
> ذہانت اور فطانت ان پر ختم تھی۔ کتاب وسنت کا وسیع علم مذاہب اور ملل ونحل کی معرفت، عربی زبان وادب، منطق، شاعری جو کہ صداقت و دیانت کی خصوصیات لیے ہوئی تھی، ابن حزم کا طرہ امتیاز تھی۔ اس کے علاوہ شان وشوکت، قیادت اور سرداری اور تونگری جیسی خوبیوں سے مالا مال تھے۔

ابن حزم (۴۵۶ھ) کے اندر اللہ تعالیٰ نے اتنی خوبیوں کو جمع کر دیا تھا جو بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتیں ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اپنی رائے کے اظہار میں اور حق کے بیان کرنے میں کسی مصلحت کا شکار نہیں ہوتے تھے۔ دین کے بارے میں جو کچھ وہ حق اور روا سمجھتے تھے اس کا اظہار کرنے میں وہ کوئی ہچکچاہٹ یا تردد محسوس نہیں کرتے تھے۔ انہیں اس بات کی پرواہ نہیں تھی کہ ان کی رائے امام مالک (۱۷۹ھ)، امام ابوحنیفہ (۱۵۰ھ) یا امام شافعی (۲۰۴ھ) کی آراء کے مطابق ہے یا مخالف ہے۔ نہ انہوں نے یہ خیال کیا کہ اپنی رائے کے ظاہر کرنے سے میں ان کے پیروکاروں کی ناراضگی مول لے رہا ہوں۔

اس لیے ابن حزم (۴۵۶ھ) کو ساری زندگی ابتلاء وآزمائش کا سامنا کرنا پڑا

(۱) احمد امین، ظهر الاسلام، ۵۶/۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے مخالفین کے رویے اور اپنے مسلک کی ترجمانی کرتے ہوئے ابن حزم کہتے ہیں:

قالوا تحفظ فإن الناس قد كثرت
أقوالهم، و أقاويل العدا مَحِنُ
فقلت: هل عيبهم لي غير إني لا
أقوال بالرأي إذ في رأيهم فتن
وأنني مولع بالنص لست إلى
سواه أنحو ولا في نصره أهن
لا أثني نحو آراء يقال بها
في الدين، بل حسبي القرآن والسنن
يا برد ذا القول في قلبي و في كبدي
وياسروري به لوإنهم فطنوا

وہ مجھے مشورہ دیتے ہیں کہ احتیاط سے کام لو، کیونکہ لوگوں کے اقوال اور مسالک کی کثرت ہوگئی ہے اور دشمنوں کے اقوال ابتلاء اور آزمائش کا سبب بنتے ہیں۔

میں انہیں جواب دیتا ہوں، کیا میرا عیب صرف یہ ہے کہ میں اپنی رائے سے کوئی بات نہیں کرتا، جبکہ ان کی آراء فتنوں سے بھرپور ہیں۔ میں تو نص (قرآن وسنت) پر فریفتہ ہوں نہ اس سے صرف نظر کرتا ہوں اور نہ نص کی تائید میں کوتاہی کرتا ہوں۔

نہ میں دین کے بارے میں دیگر آراء کی طرف التفات کرتا ہوں بلکہ میرے لیے قرآن اور سنت ہی کافی ہیں۔

میرے دل اور جگر میں کس قدر طمانیت کی ٹھنڈک ہے! اور میں کس قدر مسرور اور شادمان ہوں کاش وہ اس کا اندازہ کر سکتے۔

ابن حیان (۴۵۶ھ)، ابن حزم کے بارے میں لکھتے ہیں:

إنه يصك معارضة صك الجندل فكان لا يأبه عن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعارضه، عظیما أو غیر عظیم، مبجلا أو غیر مبجل کالأشعری، وأبی حنیفة، و مالک، و غیرهم، ومن الاقوال الشائعة أن قلم ابن حزم کسیف الحجاج کلاهما ماض حاد، و قد اعتذر فی بعض کتبه عن حدته بأنها کانت ترجع إلی مرض کان یلازمه، ولذلک کان محسدا من فقهاء عصره من سنیین، و شیعة و معتزلة، یدسون له الدسائس عند الملوک حتی یبعد من القصور وربما کان هذا نعمة، لأنه أتاح له أن یتحفنا بتآلیفه العظیمة القیمة (۱)

ابن حزم (۴۵۶ھ) ٹھوس چٹان کی طرح اپنے مدمقابل کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے۔ اور وہ اپنے مدمقابل کی حیثیت اور رتبے کی پرواہ نہیں کرتا چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو لوگوں کی نظروں میں قابل تعظیم ہو یا نہ ہو جیسے اشعری، ابوحنیفہ، امام مالک اور دیگر آئمہ کا معاملہ ہے۔ ابن حزم کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس کا قلم حجاج کی تلوار کی طرح ہے یہ دونوں تیز دھار اور کاری وار کرنے والے ہیں۔ اپنی بعض کتابوں میں ابن حزم (۴۵۶ھ) نے اپنے قلم کی تیزی اور کاٹ پر معذرت بھی کی ہے۔ اور اس کا سبب ایک مستقل بیماری بتایا ہے۔ اس لیے اہل سنت، شیعہ، معتزلہ اور دیگر مسالک سے تعلق رکھنے والے فقہاء ہمیشہ ابن حزم کو زک پہنچانے پر آمادہ رہتے تھے۔ ابن حزم کے خلاف بادشاہوں کے کان بھرتے رہتے تھے۔ بعض اوقات اسے محلات سے دور ہونا پڑتا لیکن یہ آزمائش بھی اس کے حق میں نعمت ثابت ہوئی کیونکہ جس کثرت کے ساتھ اس کی قیمتی تالیفات ہمارے پاس موجود ہیں محض اس ابتلاء اور آزمائش کا نتیجہ ہیں۔

(۱) احمد امین، ظہر الاسلام ۳/۵۸-۵۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن حزم کے فقہی اصول:

ابن حزم کے مذہب کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے۔ وہ قرآن وسنت کے بعد شرعی احکام کے استنباط کے لیے عقل کو حجت نہیں سمجھتے وہ اجتہاد، قیاس اور دیگر مصادر کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک شرعی دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

کتاب اللہ جو کہ شریعت اسلامیہ کی اصل اول ہے جو بذات خود واضح اور بین ہے۔ اس کے بعد سارے احکامات کو سمجھنے کے لیے کسی شارح اور ترجمان کی ضرورت نہیں جیسے عقائد، نکاح اور میراث وغیرہ کے مسائل۔ قرآن مجید کے بعض احکام ایسے ہیں جو مجمل ہیں۔ جن کی تفصیل سنت سے معلوم ہوتی ہے۔ سنت رسول اللہ دوسرا مصدر ہے۔ ابن حزم اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ وحی قرار دیتے ہیں اگرچہ نظم و تالیف تلاوت اور اعجاز میں وہ قرآن کریم کے مساوی نہیں۔ لیکن سنت کے ذریعے بہت سارے احکام کا علم حاصل ہوتا ہے جو کہ قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

سنت کی دو بڑی قسمیں ہیں: متواتر اور احاد

سنت متواترہ کے حجت ہونے میں امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

جبکہ احاد کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

احاد وہ روایات ہیں جن کو ایک یا ایک سے زیادہ راوی روایت کریں لیکن اس کے اندر متواتر کی تمام شرائط نہ پائی جائیں۔ ابن حزم عقائد کے باب میں بھی اخبار احاد پر عمل کرنے کو واجب قرار دیتے ہیں اس نقطہ نظر کی وجہ سے وہ دیگر علماء سے منفرد نظر آتے ہیں۔

ابن حزم سے پہلے ظاہری مذہب، اس کے بانی داؤد ظاہری کے زمانے میں متداول ہو چکا تھا لیکن ابن حزم نے اسے بہت زیادہ پھیلایا۔ ابوزھرہ اس مذہب کی اشاعت کے دو سبب بیان کرتے ہیں:

(۱) ابن حزم کی تالیفات نے اس مذہب کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اس مذہب کے اصول اور قواعد کو مرتب کیا اور دیگر مذاہب کے ساتھ تقابل کر کے اپنے موقف کو مدلل انداز میں پیش کیا۔ اس سلسلے میں ابن حزم کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"المحلی" اور "الاحکام لاصول الاحکام" قابل ذکر ہیں۔

(۲) ابن حزم نے محض تصنیف و تالیف سے کام نہیں لیا بلکہ اپنے مذہب کی اشاعت کے سلسلے میں بھرپور جدوجہد کی۔نوجوان طبقے نے خصوصاً اس مذہب کی اندر بڑی کشش محسوس کی اور انہوں نے اس مذہب کی اشاعت کے لیے بھرپور کوشش کی۔

ان دو بڑے مذاہب کے علاوہ اندلس میں دیگر مذاہب کے پیروکار بھی پائے جاتے تھے لیکن وہ انتہائی قلیل تعداد میں تھے۔

اندلس میں قاسم بن سیار (۱) نے شافعی مذہب کو متعارف کروایا۔قاسم بن سیار قرطبہ کے رہنے والے تھے۔تیسری صدی ہجری کے وسط میں انہوں نے بلاد مشرق کی طرف سفر کیا اور شافعی مذہب کے بڑے بڑے شیوخ سے استفادہ کیا۔اندلس واپس آ کر فقہاء کی مقلدانہ روش پر گرفت کی۔انہوں نے درس و تدریس کے ذریعے شافعی مذہب کو پھیلانا شروع کیا۔انہوں نے مالکی فقہاء کے برعکس فقہی اصولوں کا مطالعہ کیا اور قرآن و سنت، اجماع اور قیاس سے مسائل کے لیے دلائل تلاش کیے۔

شافعی مذہب کے بڑے بڑے شیوخ میں بقی بن مخلد (۲۷۶ھ) (۲) ہارون بن نصر (۳) (جو کہ ابوالخیار کی کنیت سے معروف ہیں) اور یحییٰ بن عبدالفرید (جو کہ ابن الخزار

(۱) قاسم بن محمد بن سیار کی کنیت ابو محمد تھی، یہ ولید بن عبدالملک کے آزاد کردہ غلام (مولیٰ) تھے۔ صاحب الوثائق کے لقب سے مشہور ہیں انہوں نے یحییٰ بن ابراہیم بن حزین اور عبداللہ بن خالد کے نظریات کی تردید میں ایک کتاب لکھی۔جس سے ان کی علمی حیثیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ۲۷۷ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ان کے حالات زندگی کے لیے دیکھیے۔(ابن الفرضی، تاریخ العلماء، ۱/۸-۳۵۶)۔

(۲) بقی محمد مخلد کے تفصیلی حالات باب دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) ہارون بن نصر، قرطبہ کے رہنے والے تھے۔بقی بن مخلد کے ساتھ چودہ سال رہے اور ان سے کثرت سے روایت کرتے ہیں۔ابن الفرضی ان کے بارے میں لکھتے ہیں: لیس یدری احد من ھذا البلد مایقول ھذا یعنی: الفقه اس شہر میں ان سے بڑا فقیہ اور کوئی نہیں۔(ابن الفرضی، تاریخ العلماء، ۲/۱۶۷-۱۶۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کنیت سے معروف ہیں) شامل ہیں۔

اندلس میں فقہ کی ترویج اور اشاعت کو دو مرحلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

پہلا مرحلہ یا پہلا دور تقلید محض کا ہے جس میں اندلس کے علماء نے فقہ مالکی کو اپنے پیش نظر رکھا اور اپنی تحقیق اور مجتہدانہ صلاحیتوں کو فقہ مالکی کے اصولوں کے ماتحت رکھا۔ فروعی مسائل کے اندر غور وخوض کرتے رہے لیکن اصول وضوابط میں امام مالک کے مذہب سے روگردانی نہیں کی۔ امام مالک کی فقہ کی اشاعت کے لیے اندلس کے بڑے بڑے علماء اور فقہاء نے اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔ ان کی دینداری، علمی لیاقت اور امراء کی سرپرستی نے فقہ مالکی کی اشاعت کے اسباب مہیا کر دیے۔

اس مرحلے میں مؤطا کی تعلیقات، شروح اور حواشی کثرت سے لکھے گئے۔ عالم اسلام میں سب سے زیادہ مؤطا پر تحقیقی کام علماء اندلس نے کیا۔ فقہی تالیفات میں عبدالملک بن حبیب (۱) کی ''الواضحہ'' اور ابوالولید الباجی (۲) کی المنتقی قابل ذکر ہیں۔

فقہ کے ارتقاء کا دوسرا دور تقابلی مطالعہ کا ہے۔ اس دور میں تقلید کی روش کو چھوڑ کر دیگر مسالک اور مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا گیا۔ ان کے اصول وضوابط کو پرکھا گیا اور ان کے دلائل پر بحث کی گئی۔ اس مرحلے میں قاضی ابوالولید بن رشد کا فقہی کام قابل ذکر ہے جو انہوں نے اپنی گراں قدر تالیف ''بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد'' کی صورت میں انجام دیا۔

اس کے علاوہ اسی اسلوب پر ابن حزم نے اپنی کتاب ''المحلی'' تالیف کی۔ جس میں دیگر مذاہب کے اقوال اور ادلہ پر بحث کی اور اپنا موقف بیان کیا اور ادلہ کی تحلیل اور تجزیے کے بعد قوی اور راجح مسلک بیان کیا۔

---

(۱) عبدالملک بن حبیب کے تفصیلی حالات باب دوم میں آ رہے ہیں۔

(۲) ابوالولید الباجی کا تفصیلی ذکر آئندہ ابواب میں آ رہا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

اندلس میں حدیث کا تعارف اور اشاعت کے اہم مراحل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل

اندلس میں حدیث کی اشاعت اور اولین محدث

معاویہ بن صالح

غازی بن قیس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندلس میں حدیث کی اشاعت اور اولین محدث

اندلس میں تابعین کی آمد کے حوالے سے گزر چکا ہے اور کئی تاریخی حوالوں سے ان کا ورود مسعود ثابت ہے۔ بلکہ بعض تاریخی مصادر میں ان کے مزاروں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ تابعین کرام اسلام کی اشاعت اور جہاد کے لیے اس سرزمین میں آئے، بعض یہیں شہید ہو گئے اور یہیں دفن ہوئے اور بعض واپس بلادِ مشرق کی طرف لوٹ گئے لیکن حدیث کی اشاعت اور درس و تدریس کے حوالے سے ان کی شمولیت کے بارے میں تاریخی مصادر خاموش ہیں۔ یہ فطری امر ہے کہ حدیث کی درس و تدریس اندلس کی مکمل فتح اور عالمِ اسلام کا حصہ بننے کے بعد شروع ہوئی۔ جب یہاں کے حکمرانوں نے علماء کی قدردانی کی۔ اہل اندلس کی رہنمائی کے لیے بلادِ مشرق سے محدثین اور دیگر علوم وفنون کے ماہر یہاں آئے اور انہوں نے اس زرخیز سرزمین کو علوم وفنون سے آراستہ کر دیا۔

اندلس میں سب سے پہلے حدیثِ نبوی کو متعارف کروانے کی سعادت کسے حاصل ہوئی؟ اس حوالے سے اندلس کے مشہور تاریخ نویس ابن الفرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں کہ وہ صعصعۃ بن سلام شامی (۱۹۲ھ) ہیں۔ ابن الفرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں

"یکنی أبا عبدالله، یروی عن الاوزاعی و عن سعید بن عبدالعزیز و نظر آئھما من الشامیین. و کانت الفتیا دائرة علیه بالاندلس أیام الامیر عبدالرحمن بن معاویه و صدراً من ایام هشام بن عبدالرحمن. وولی الصلاة بقرطبة و فی ایامه غرست الشجر فی المسجد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجامع وھو مذھب الاوزاعی والشامیین و یکرھه مالک واصحابه. روی عن صعصعة من اھل اندلس: عبدالملک بن حبیب، عثمان، أیوب و غیرھما و قد ذکر عبدالملک فی کتاب طبقات الفقھاء، توفی صعصعة ۱۹۲ فی ایام الامیر الحکم ذکره احمد اخبرنا محمد بن احمد قال نا أبو سعید قال قدم صعصعة مصر و کتب عنه روی عنه من أھلھا فما علمت موسی بن ربیعة الحجی وصار إلی اندلس و کتب عنه فیما یقال و کان اول من أدخل الحدیث الاندلس و توفی بھا سنة ثمانین و مائه"(۱)

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور یہ امام اوزاعی سعید بن عبدالعزیز اور دیگر شامی علماء سے روایت کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن معاویہ اور ہشام بن عبدالرحمٰن کے دورِ حکومت کے ابتدائی دنوں میں مفتی اندلس کے منصب پر فائز تھے اور جامع قرطبہ کے امام تھے۔ ان کی امامت کے زمانے میں جامع قرطبہ میں شجرکاری کی گئی جو کہ امام اوزاعی (۱۵۷ھ) کے مسلک میں جائز ہے۔ جبکہ امام مالک اور ان کے اصحاب مکروہ قرار دیتے ہیں۔ اہل اندلس میں عبدالملک بن حبیب (۲۳۸ھ) عثمان، ایوب اور دیگر اندلسی علماء ان سے روایت کرتے ہیں۔

عبدالملک (۲۳۸ھ) نے طبقات الفقھاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امیر الحکم کے زمانے میں ۱۹۲ ہجری میں صعصعہ کا انتقال ہوا۔ احمد کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن احمد نے خبر دی اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابوسعید نے بیان کیا ہے کہ صعصعہ (شام سے) مصر آئے یہاں

(۱) ابن الفرضی، تاریخ العلماء والرواۃ للعلم بالاندلس، ۱/۲۰۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن سے احادیث لکھی گئیں اور اہل مصر نے اُن سے احادیث روایت کیں۔ اُس کے بعد صعصعہ اندلس چلے گئے اور ان سے احادیث لکھی گئیں اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اندلس میں سب سے پہلے حدیث نبوی کو متعارف کروایا اور یہیں ان کا انتقال ۱۸۰ ہجری میں ہوا۔

سپین کی اسکالر ازابیلا فائرو جنہوں نے اندلس میں حدیث اور محدثین کے حوالے سے کافی کام کیا ہے۔ وہ صعصعہ بن سلام کے بارے میں لکھتی ہیں کہ:

"In the case of Sa'sa'a b Salam, it is the Egyptian traditionist Ibn Yunus (d. 347/958) that names him as the first of introduce hadith into al-Andalus, without any mention as to where he took this information from or whether his source was Andalusian or Oriental). Apart from this mention, Sa'sa'a is a scholar unknown outside al-Andalus. Ibn 'Asakir had to rely on Ibn Yunus and on Andalusian sources for the biography included in his Tarikh Dimashq) and I have not found the name of Sa'sa'a in the most important oriental rijal works. Sa'sa'a is also credited with having been the first to introduce the madhhab of al-Awza'i into the Iberian Peninsula"[1]

[1] Isabel Fierro, The Introduction of Hadith in al-Analus, Der Islam, Band 66, Berlin, 1989, p.71

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جہاں تک صعصعہ بن سلام کا معاملہ ہے۔ مصری راوی ابن یونس (۱) نے انہیں اندلس میں اولین محدث کے طور پر ذکر کرتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں بتاتے کہ ان کی معلومات کا ذریعہ اندلسی ہے یا مشرقی۔
اس مصدر کے علاوہ اندلس کے باہر صعصعہ (۱۹۲ھ) غیر معروف ہیں۔
ابن عساکر بھی ابن یونس پر اعتماد کرتے ہین لیکن اپنی تاریخ دمشق میں کسی اور اندلسی ذریعے کا ذکر نہیں کرتے۔ میں نے رجال پر مستشرقین کے کیے گئے کام میں صعصعہ کے حوالے سے کچھ نہیں پایا۔ صعصعہ کو جزیرہ نما آئی بیریا میں اوزاعی مذہب متعارف کروانے کا اعزاز بھی دیا جاتا ہے۔

(۱) ابوالحسن علی بن عبدالرحمٰن بن احمد بن یونس بن عبدالاعلی الصدفی، المصری ماہر فلکیات اور مورخ تھے۔ دیگر کئی علوم پر دسترس رکھتے تھے ان کی مشہور تالیفات ”زیج“، ”غایۃ الانتفاع فی معرفۃ الدوائر والسمت قبل الارتفاع“، ”تاریخ اعیان مصر“ اور ”العقود والسعود فی اوصاف العود“ ہیں۔ (عمر رضا کحالہ، معجم المولفین ۷/۱۱۸، ۱۱۷)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاویہ بن صالح

اولین محدث کے حوالے سے دوسرا نام معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) کا آتا ہے۔ معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) بھی حمص (شام) کے رہنے والے تھے۔ اُن کی کنیت ابو عمرو یا ابوعبدالرحمٰن بیان کی جاتی ہے۔ معاویہ بن صالح کا معاملہ صعصعۃ بن سلام سے کافی مختلف ہے۔ یہ مشہور محدث تھے اور جلیل القدر محدثین کے شیخ تھے۔ صحاح ستہ میں بخاری کے علاوہ ان کی روایات مذکور ہیں اور یہ امام مسلم کی شرائط پر پورا اترتے ہیں۔ ذہبی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابوالفداء اسماعیل بن عبدالرحمن بن عمرو بن المنادی، أنبانا عبدالله بن احمد الفقیه، أنبانا محمد بن عبدالباقی، أنبا نا رزق الله التمیمی، أنبانا علی بن محمد المعدل، أنبانا ابوجعفر محمد بن عمرو، حدثنا محمد ابن اسماعیل السلمی، حدثنا ابوصالح، حدثنی معاویة بن صالح عن یحیی بن سعید، عن عمرة، عن عائشة: اُنها قیل لها: ماذا کان یعمل رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بیته؟ قالت: کان بشراً من البشر، یفلی ثوبه، ویحلب شاته و یخدم نفسه[۱]

''ہمیں ابوالفدا اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن المنادی نے بیان کیا

[۱] أخرجه الترمذی فی الشمائل : ۳۳۵ من طریق محمد بن اسماعیل، عن عبدالله بن صالح، عن معاویة بن صالح به، واخرجه احمد فی ''المسند'' ۲۵۶/۶ من طریق حماد بن خالد، عن لیث بن سعد، عن معاویة بن صالح، عن یحیٰی بن سعید، عن القاسم، عن عائشة، و هذا سند حسن.

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کہتے ہیں ہمیں عبداللہ بن احمد فقیہ نے خبر دی وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن عبدالباقی نے خبر دی وہ کہتے ہیں ہمیں رزق اللہ تمیمی نے خبر دی وہ کہتے ہیں ہمیں علی بن محمد معدل نے خبر دی وہ کہتے ہیں ہمیں ابوجعفر محمد بن عمرو نے خبر دی وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن اسماعیل السلمی نے بیان کیا، وہ ابوصالح سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے معاویہ بن صالح نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے حضرت عمرہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ اُن سے پوچھا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کام کاج کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا وہ عام انسانوں کی طرح ایک انسان تھے۔ اپنے کپڑے خود رفو کرلیا کرتے تھے۔ بکریوں کا دودھ دھوتے تھے اور اپنا کام کاج اپنے ہاتھ سے پسند کرتے تھے“

اخبرنا علی بن محمد الفقیه، واسماعیل بن عبدالرحمن و محمد بن مشرف قالوا انبانا الحسن بن یحییٰ المخزومی، انبانا عبدالله بن رفاعة، انبانا ابوالحسن الخلعی، انبانا عبدالرحمن بن عمرو، انبانا ابوالطاهر احمد بن محمد المدینی، حدثنا یونس بن عبدالاعلیٰ، حدثنا ابن وهب، حدثنی معاویة بن صالح، عن عامر بن جشیب، عن خالد بن معدان، عن أبی امامة، سمع النبی صلی الله علیه وسلم. یقول عندانقضاء الطعام: الحمد لله حمدا کثیراً طیباً مبارکاً فیه، غیر مکفی ولامودعٍ ولا مستغنیً عنه(۱).

(۱) إسناده حسن، و اخرجه البخاری: فی الاطعمة: باب ما یقول إذا فرغ من طعامه من طریق أبی نعیم، عن سفیان، الثوریٰ، عن ثور بن یزید، عن خالد بن معدان، عن ابی امامة، واخرجة الترمذی (۳۴۵۶) فی الدعوات: باب مایقول إذا فرغ من الطعام، من طریق محمد بن بشار، عن یحییٰ بن سعید، عن ثور بن یزید، عن خالد بن معدان، عن ابی امامة.

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہمیں علی بن محمد فقیہ نے خبر دی اور اسماعیل بن عبدالرحمٰن اور محمد بن مشرف نے خبر دی یہ تینوں کہتے ہیں ہمیں حسن بن یحییٰ مخزومی نے بتلایا کہتے ہیں ہمیں عبداللہ بن رفاعۃ نے بتلایا وہ کہتے ہیں ہمیں ابوالحسن خلعی نے بتایا وہ کہتے ہیں ہمیں عبدالرحمٰن بن عمرو نے بتلایا وہ کہتے ہیں ہمیں ابوطاہر احمد بن محمد مدینی نے بتلایا وہ کہتے ہیں ہمیں یونس بن عبدالاعلی نے بتلایا۔ وہ کہتے ہیں ہمیں ابن وھب نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھے معاویہ بن صالح نے عامر بن جشیب سے وہ خالد بن معدان سے وہ ابوامامہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا:

" الحمد لله حمدا كثيرا طيباً مباركا فيه ، غير مكفي ولا مودعٍ ولا مستغنى عنه"

معاویہ بن صالح عبدالرحمٰن بن معاویہ سے پہلے اندلس آئے اور اشبیلیہ میں قیام کیا۔ عبدالرحمٰن بن معاویہ نے انہیں شام بھیجا تا کہ وہ اس کی بہن ام اصبغ کو اندلس لے آئیں۔ ام اصبغ نے اندلس آنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں بڑھاپے کی وجہ سے اتنا طویل سفر نہیں کر سکتی اب میری موت کا وقت قریب ہے۔

اس سفر سے واپسی کے بعد عبدالرحمٰن بن معاویہ نے انہیں قاضی بنا دیا[۱]۔

اساتذہ اور شیوخ:

معاویہ بن صالح، اسحاق بن عبداللہ، یحییٰ بن سعید انصاری، عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر، مکحول شامی، ابن راھویہ، راشد بن سعد، عبداللہ بن ابی قیس، العلاء بن حارث، ربیعہ بن یزید، حبیب بن عبید سے روایت کرتے ہیں۔

تلامذہ:

ان سے روایت کرنے والوں میں ثوریٰ، لیث بن سعد، ابن وھب، معن بن

(۱) الخشنی، قضاۃ قرطبہ، ۱۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ، زید بن حباب، عبدالرحمٰن بن مہدی، حماد بن خالد الخیاط، بشر بن العمری، اسد بن موسیٰ اور لیث کے کاتب ابو صالح اور دیگر محدثین روایت کرتے ہیں (۱)۔

علماء کے اقوال:

ابوطالب، احمد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) بہت پہلے حمص کو چھوڑ کر چلے گئے اور یہ ثقہ ہیں۔

جعفر طیالسی ابن معین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ معاویہ ثقہ ہیں۔ ابن ابی خثیمہ اور الدوری دونوں اپنی تاریخ میں ابن معین کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ یحیٰی بن سعید کے معیار نقد پر معاویہ پورے نہیں اترتے (کان یحییٰ بن سعید لا یرضاہ) (۲)

لیث بن عبدہ روایت کرتے ہیں کہ یحیٰی بن معین کہتے ہیں: ابن مہدی جب معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) کی روایات کو بیان کرتے تو یحیٰی بن سعید انہیں قبول نہ کرتے اور کہتے یہ کیسی احادیث ہیں؟

كان ابن مهدی إذا تحدث بحديث معاويه بن صالح زبره يحييٰ بن سعيد و قال ايش هذه الاحاديث (۳)

علی بن المدینی یحیٰی بن سعید کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ ہم ان کی روایات کو قبول نہیں کیا کرتے تھے۔

قال علي بن المديني عن يحييٰ بن سعيد ماكنا ناخذ عنه (۴)

عبدالرحمٰن بن مہدی انہیں ثقہ قرار دیتے ہیں (يو ثقه)

(۱) ابن حجر، تہذیب التہذیب، ۱۰/۲۱۰
(۲) ایضاً حوالہ بالا
(۳) ایضاً حوالہ بالا
(۴) ابن حجر، تہذیب التہذیب، ۱۰/۲۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوصالح الفراء ابواسحاق الفزاری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس پائے کے راوی نہیں کہ ان سے احادیث روایت کی جائیں۔

"ماکان باھل ان یروی عنہ"(1)

عجلی اور امام نسائی انہیں ثقہ قرار دیتے ہیں۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ وہ ثقہ محدث ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ اندلس میں قاضی تھے اور ثقہ اور کثیر الروایت تھے کان ثقة کثیر الحدیث(2)

معاویہ بن صالح (158ھ) کی شہرت اندلس میں بطور قاضی کے تھی۔ اندلس میں انہیں بطور محدث اس وقت جانا گیا جب اہل اندلس نے بلاد مشرق کی طرف طلب علم کے لیے سفر کیے اور یہاں انہیں معاویہ بن صالح کی علمی حیثیت کا اندازہ ہوا جب بعض علماء نے محض معاویہ بن صالح کی روایات سننے کے لیے اور ان کے اصول جاننے کے لیے اندلس جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

ابن الحارث الخشنی (361ھ) اپنی کتاب قضاۃ قرطبہ میں لکھتے ہیں:

ذکر محمد بن وضاح قال: قال لی یحییٰ بن معین، "جمعتم حدیث معاویة بن صالح؟ قلت لا، قال: وما منعکم من ذلک؟ قلت: "قدم بلداً لم یکن اھله یومئذٍ اھل علم" قال: أضعتم واللہ علماً عظیماً(3)

محمد بن وضاح روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن معین نے پوچھا، کیا تم نے معاویہ بن صالح کی روایات کو محفوظ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا، نہیں۔ یحییٰ بن معین نے اس کا سبب دریافت کیا۔ میں نے جواب دیا وہ ایک ایسے ملک میں، اس زمانے میں آئے جب وہاں کے باشندوں میں علم حاصل کرنے کا زیادہ رجحان نہیں

(1) ایضاً حوالہ بالا

(2) ایضاً، حوالہ بالا

(3) الخشنی، قضاۃ قرطبہ، 15

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔انہوں نے یہ سن کر کہا

عبدالملک بن ایمن (۳۰۰ھ) جو کہ محمد بن وضاح کے شاگرد تھے، انہیں بھی ایسے ہی تجربے سے واسطہ پڑا۔ جب ان کے شیخ ابن ابی خثیمہ (۲۷۹ھ) نے معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) کی کتابوں کے اصول جاننے کے لیے اندلس جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ الخشنی لکھتے ہیں:

قال محمد بن عبدالملك بن أيمن: ورأيت حديث معاوية بن صالح بالعراق أعز شيءٍ(۱)

محمد بن عبدالملک بن ایمن کہتے ہیں کہ عراق میں میں نے دیکھا کہ معاویہ بن صالح کی روایات کو بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

محمد بن عبدالملک بن ایمن اندلس کے رہنے والے تھے اور طلب حدیث کے لیے انہوں نے بلاد مشرق خصوصاً عراق کا سفر کیا۔ان کا علمی سفر ۲۱۸ ہجری سے ۲۳۰ ہجری پر محیط ہے۔طلب حدیث کے بعد جب انہیں معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) کی قدرومنزلت کا اندازہ ہوا تو اندلس جا کر انہوں نے معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) کی کتابوں کی تلاش شروع کی لیکن انہیں مایوس ہونا پڑا۔ جس کا سبب انہوں نے اپنے ہم مکتب یحییٰ بن معین سے بیان کیا تھا۔ الخشنی لکھتے ہیں:

قال ابن ايمن فلما انصرفت إلى الاندلس طلبت امهاته، كتبه فوجدتها قدضاعت بسقوط همم أهلها(۲)

ابن ایمن کہتے ہیں جب میں اندلس واپس آیا اور معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) کی کتابوں کی تلاش شروع کی تو میرے ہاتھ مایوسی کے علاوہ کچھ نہ آیا کیونکہ یہ علمی ذخیرہ اہل اندلس کی کم ہمتی کی وجہ سے ضائع ہو چکا تھا۔

الخشنی، قضاۃ قرطبہ میں لکھتے ہیں: جب امیر عبدالرحمٰن نے معاویہ بن صالح

---

(۱) الخشنی، قضاة قرطبه، ۱۶

(۲) الخشنی، قضاة قرطبه، ۱۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵۸ھ) کو شام بھیجا تو اس سفر کے دوران انہوں نے حج بھی کیا۔ معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) نے مسجد حرام میں بہت سارے شیوخ کے حلقے دیکھے جن میں وہ حدیث کی درس و تدریس میں مشغول تھے۔ ان شیوخ میں عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن سعید القطان اور ان کے پائے کے دیگر محدثین موجود تھے۔ معاویہ بن صالح نے دو رکعت نماز ادا کی اور اس کے بعد ایک حلقے میں جا کر بیٹھ گئے۔ معاویہ بن صالح نے بعض احادیث ابوزہرہ کے واسطے سے حدیر بن کریب عن جبیر ابن نفیر، عن ابی الدرداء عن رسول اللہ کی سند سے بیان کیں۔

جب وہاں موجود لوگوں نے یہ احادیث سنیں تو کہا اے شیخ! جھوٹ نہ بولو اور اللہ سے ڈرو کیونکہ روئے زمین پر اس سند سے احادیث بیان کرنے والا صرف ایک شخص ہے، جو اندلس میں مقیم ہے اور اسے معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) کہا جاتا ہے۔ معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) نے جواب دیا وہ میں ہی ہوں، یہ سنتے ہی تمام حلقوں میں موجود لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) سے احادیث لکھنا شروع کیں۔

شاید اسی وجہ سے محمد بن وضاح کہتے ہیں:

حدثنی یحيٰ بن یحییٰ قال اول من دخل الاندلس بالحدیث معاویة بن صالح الحمصی (۱)

مجھے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا کہ اندلس میں جس شخص نے سب سے پہلے حدیث کو متعارف کروایا وہ معاویہ بن صالح حمصی (۱۵۸ھ) ہیں۔

(۱) الخشنی، قضاۃ قرطبہ، ۱۷

*** معاویہ بن صالح کے حالات کے لیے دیکھیے:

طبقات ابن سعد ۵۲۱/۷، التاریخ الکبیر ۳۳۵/۷؛ التاریخ الصغیر ۱۷۵/۲؛ المعرفة والتاریخ ۴۶۶/۲؛ الضعفاء: خ ۴۱۳، ۴۱۴؛ الجرح والتعدیل ۳۸۲/۸-۳۸۳؛ تهذیب الکمال خ ۱۳۴۴؛ تذهیب التهذیب خ ۵۱/۴-۵۲؛ تاریخ الاسلام ۲۹۱/۶؛ تذکرة الحفاظ ۱۷۶/۱؛ میزان الاعتدال ۱۳۵/۴؛ عبر الذهبی ۲۲۹/۱؛ العقد الثمین ۲۳۷/۷-۲۳۸؛ تهذیب التهذیب ۲۰۹/۱۰-۲۱۲؛ طبقات الحفاظ ۷۷؛ خلاصه تهذیب الکمال ۳۸۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات:

ان کی وفات کے بارے میں ابوسعید بن یونس لکھتے ہیں:

قدم معاوية مصر، وذهب إلى الاندلس، فلما دخل عبدالرحمٰن بن معاوية بن هشام الاندلس وملكها، اقصل به فارسله إلى الشام، ولاّه قضاء الجماعة بالاندلس... إلى أن قال و توفي سنة ثمان و خمسين و مئة

معاویہ مصر آئے اور اندلس چلے گئے جب عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ھشام اندلس آیا اور اس ملک پر قابض ہو گیا تو اس نے معاویہ سے رابطہ کیا اور انہیں شام بھیجا اندلس میں انہیں قضا کا منصب دیا، ابن یونس لکھتے ہیں کہ ۱۵۸ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غازی بن قیس (۱۹۹ھ)

غازی بن قیس قرطبہ کے رہنے والے تھے۔ ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ امیر عبدالرحمٰن بن معاویہ کے زمانے میں اندلس سے مشرق کا سفر کیا۔ وہاں براہِ راست امام مالک بن انس (۱۷۹ھ) سے الموطا سنی۔ان کے علاوہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب، عبدالملک بن جریج اور امام اوزاعی سے حدیث حاصل کی۔قرآن کریم کی تعلیم اہل مدینہ کے قاری نافع بن ابی نعیم سے حاصل کی اور پھر اندلس آ کر قرآن و حدیث کی تعلیم عام کی۔ یہ امام مالک (۱۷۹ھ) سے اُس زمانے میں ملے جب وہ الموطا کی تالیف میں مشغول تھے۔انہیں الموطا زبانی یاد تھی۔ اندلس میں یہ علم و حکمت کے موتیوں سے دامن بھر کے واپس آئے اور قرآن و حدیث کی درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ایک دن ایک شخص نے غازی بن قیس (۱۹۹ھ) کا حافظہ جانچنے کے لیے الموطا کی احادیث پڑھنا شروع کیں اور ترتیب بدل دی۔ غازی بن قیس نے اُس شخص کو روکا اور کہا کہ ایسا نہ کرو۔ تم لوگوں کے سامنے وہ بات ظاہر کرنا چاہتے ہو جو میں چھپانا چاہتا ہوں یعنی میں نہیں چاہتا کہ لوگوں کو پتا چلے کہ مجھے الموطا زبانی یاد ہے[1]۔

یہ انتہا درجے کے متقی پرہیز گار اور عبادت گزار تھے ان کے حوالے سے ابن الفرضی لکھتے ہیں کہ:

> واللہ ما کذبت کذبۃ منذ اغتسلت، ولو لا أن عمر بن عبدالعزیز قالہ ماقلتہ وما قالہ عمر فخراً ولا ریاء ولا قالہ إلا لیقتدی بہ[2].

(۱) قاضی عیاض،ترتیب المدارک و تقریب المسالک،۳/۱۱۴

(۲) ابن الفرضی،تاریخ العلماء والرواۃ، ۱/۳۴۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ کی قسم جب سے میں بالغ ہوا ہوں کبھی جھوٹ نہیں بولا اور اگر حضرت عمر بن عبدالعزیز یہ بیان نہ کرتے تو میں بھی بیان نہ کرتا اور انہوں نے نہ فخر کے لیے یہ بیان کیا اور نہ ریاکاری کے لیے، بلکہ اس لیے یہ بیان کیا تاکہ ان کی پیروی کی جائے۔"

احمد بن عبدالبر (۴۶۳ھ) کہتے ہیں:

کان عاملا نبیلا یروی حدیثاً کثیراً، و یتفقه فی المسائل، رأساً فی علم القرآن، متهجداً بالقرآن، کثیر الصلاة باللیل (۱)

"غازی بن قیس دانش مند، نکتہ رس اور کثرت سے احادیث بیان کرنے والے تھے، مسائل کا گہرا ادراک رکھتے تھے۔ علم قرآن کے امام تھے، رات کو تہجد میں قرآنِ مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے اور رات بھر کثرت سے نوافل پڑھتے۔"

غازی بن قیس نے اہل اندلس کو سب سے پہلے موطا سے متعارف کروایا اور نافع کی قرأت کی ترویج بھی انہوں نے کی۔

"وهو اول من ادخل موطأ مالک، و قراءة نافع، الاندلس" (۲)

ان کے زہد اور تقویٰ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہیں قاضی بننے کی پیش کش کی گئی لیکن انہوں نے انکار کر دیا (۳)۔

وفات:

ان کی وفات کے حوالے سے علامہ ذہبی (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

قلتُ: توفی الغازی فی سنة تسع و تسعین و مئة (۴)

میں کہتا ہوں غازی بن قیس ۱۹۹ ہجری میں فوت ہوئے۔

(۱) قاضی عیاض، ترتیب المدارک، ۱۱۵/۳

(۲) ابن الفرضی، تاریخ العلماء والرواۃ، ۳۴۵/۱

(۳) ایضاً حوالہ بالا (۴) الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۳۲۳/۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

موطا کے اولین راوی

زیاد بن عبدالرحمٰن شبطون

عبدالملک بن حبیب السلمی

یحییٰ بن یحییٰ اللیثی: موطا کے راوی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیاد بن عبدالرحمٰن شبطون (۱۹۹ھ)

زیاد بن عبدالرحمٰن کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ شبطون کے لقب سے مشہور ہیں۔

ان کا نسب نامہ حسب ذیل ہے:

زیاد بن عبدالرحمٰن بن زھیر بن ناشرہ بن لوذان بن یحییٰ بن احطب بن حارث بن وائل لخمی ہے (۱)۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ حاطب بن ابی بلتعہ کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے امام مالک سے موطا سنی اور ان کی کتاب فتاویٰ جو کہ امام مالک سے سماعت پر مشتمل ہے، معروف ہے (۲)۔

فضائل ومناقب:

معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) جو کہ قاضی تھے اور ان کے سسر تھے جب وہ ان کے گھر کوئی چیز بھیجتے تو یہ اُس سے نہ کھاتے۔ بہت زیادہ متقی اور عبادت گزار تھے۔ امیر شام نے انہیں قاضی بننے پر مجبور کیا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور فرار ہو گئے۔ ہشام نے کہا کاش! سارے لوگ ہی زیاد کی طرح متقی ہوتے (۳)۔

ہشام کہتے ہیں ''میں نے لوگوں کو آزمایا لیکن اپنی عبادت اور ریاضت کو زیاد سے زیادہ چھپانے والا کسی کو نہیں پایا۔

(۱) قاضی عیاض، ترتیب المدارک، ۱۱۶/۳

(۲) ایضاً، حوالہ بالا

(۳) الخشنی، قضاۃ قرطبہ، ۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر ہشام زیاد کی بہت زیادہ تعظیم وتکریم کرتے تھے اور خلوت میں مختلف دینی امور کے بارے میں ان سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ حبیب کہتے ہیں کہ ہم زیاد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی بادشاہ کی طرف سے ایک خط زیاد کے پاس آیا تو زیاد نے خط کھولا اور پڑھا اور پھر اپنے اردگرد بیٹھے لوگوں سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ اس خط میں کیا لکھا ہے، اس میں یہ پوچھا گیا ہے کہ میزان جس کے ذریعے قیامت کے دن نامہ اعمال کو تولا جائے گا اس کے پلڑے سونے کے ہوں گے یا چاندی کے، تو میں نے یہ جواب دیا کہ ہمیں مالک بن انس نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”ایک شخص کے اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ہے کہ وہ فضول (لایعنی) باتوں سے پرہیز کرے عنقریب تو اُس میزان کے پاس جائے گا اور حقیقت سے واقف ہو جائے گا(۱)۔

اساتذہ:

زیاد بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن عقبیٰ، لیث بن سعد، سلیمان بن بیلاد، عبدالرحمٰن بن ابی زناد، عبداللہ بن عمر العمری بن محشر، یحییٰ بن ایوب، موسیٰ بن علی بن رباح، محمد بن عبداللہ بن عبید بن عمیر اللیثی، قاسم بن عبداللہ بن اسماعیل بن داؤد، ہارون بن عبداللہ بن ابی یحییٰ، محمد بن ابی سلمہ العمری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن قرشی، ابومعمر بن عباد بن عبدالصمد جو کہ امام مالک کے ساتھی ہیں، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، ابن ابی داؤد، سفیان بن عینیہ، عمر بن قیس اور ابنِ ابی حازم سے احادیث روایت کیں(۲)۔

تلامذہ:

ان سے روایت کرنے والوں میں یحییٰ بن یحییٰ بھی ہیں جنھوں نے امام مالک کے پاس جانے سے پہلے موطا روایت کی ہے۔ پھر اس کے بعد یحییٰ بن یحییٰ امام مالک سے ملے اور موطا کی سماعت کی۔ یحییٰ بن یحییٰ نے کتاب الاعتکاف کے علاوہ پوری موطا

(۱) قاضی عیاض، ترتیب المدارک، ۱۲۰/۳

(۲) ابن الفرضی، تاریخ علماء والرواۃ، ۱۵۵/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک سے روایت کی۔ لیکن کتاب الاعتکاف کی امام مالک سے سماعت میں انہیں شک لاحق ہو گیا اور یہ انہوں نے عن زیاد عن مالک کے واسطے سے بیان کی ہے (۱)۔

قاضی عیاض ترتیب المدارک میں لکھتے ہیں کہ:

وکان زیاد اول من ادخل الی الاندلس مؤطا مالک متفقها بالسماع منه قال یحییٰ بن یحییٰ: " زیاد اول من أدخل الاندلس علم السنن، و مسائل الحلال والحرام، ووجوه الفقه والاحکام، وهو اول من عرف بالسنة في تحويل الاردية في الاستسقاء، و صاحب الصلاة إذ ذاک المصعب بن عمران، فأنكر ذلک و قال هذا نشوة"

قال یحییٰ: "فخرجت بعد ذلک إلی المشرق، و لقیت مالک بن انس واللیث بن سعد و من دونهما فوجدت سنة تحویل الاردية معروفة عندهم فاشية" (۲)

"زیاد اولین شخص ہیں جنہوں نے اندلس میں مؤطا مالک کو متعارف کروایا۔ وہ نہ صرف اس کی سماعت کے شرف سے بہرہ ور تھے بلکہ اس کے مسائل کا ادراک بھی رکھتے تھے۔ یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں زیاد وہ شخص ہیں جنہوں نے اندلس میں سب سے پہلے سنن، حلال وحرام اور فقہ کو متعارف کروایا۔ انہوں نے نماز کے دوران تحویل چادر کی سنت کے بارے میں بتایا تو مصعب بن عمران جو کہ امام تھے انہوں نے اسے بے بنیاد قرار دیا۔ یحییٰ کہتے ہیں جب بعد ازاں میں نے مشرق کا سفر کیا اور مالک بن انس، لیث بن سعد اور دیگر علماء سے ملا تو تحویل چادر کی سنت کو ان کے ہاں معروف اور متداول پایا۔

(۱) ایضاً حوالہ بالا

(۲) قاضی عیاض، ترتیب المدارک، ۱۱۷/۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات:

امام ذہبی (۷۴۸ھ) ان کی وفات کے بارے میں لکھتے ہیں:

مات سنة ثلاث و تسعين و مائه و قيل: مات سنة تسع و تسعين (۱)

یہ ۱۹۳ ہجری میں فوت ہوئے اور ایک قول ۱۹۹ ہجری کا ہے۔

(۱) الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۳۱۲/۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالملک بن حبیب السلمی (۲۳۸ھ)

عبدالملک بن حبیب السلمی کی کنیت ابومروان تھی۔ ان کا نسب نامہ حسب ذیل ہے:

ابومروان عبدالملک بن حبیب بن سلمان بن ہارون (۱) بن جاھمہ بن عباس بن مرداس السلمی العباسی الاندلسی القرطبی المالکی ہے۔ یہ امام مالک کی زندگی میں ۱۷۰ھ کے بعد پیدا ہوئے۔

اساتذہ اور شیوخ:

عبدالملک بن حبیب (۲۳۸ھ) نے غازی بن قیس (۱۹۹ھ)، زیاد شبطون اور صعصعۃ بن سلام سے علم حاصل کیا پھر اُس کے بعد ۲۱۰ھ کے لگ بھگ تحصیل علم کے لیے سفر کیا اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ عبدالملک بن الماجشون، مطرف بن عبداللہ الیساری، اسد بن موسیٰ، اصبغ بن الفرج، ابوصالح، ابراہیم بن منذر حزامی اور امام مالک اور لیث کے ساتھیوں سے علم حاصل کیا اور قرطبہ واپس آ گئے (۲)۔

تالیفات:

انہوں نے الواضحہ کئی ایک جلدوں میں تصنیف کی اس کے علاوہ کتاب الجامع، کتاب فضائل الصحابہ، غریب الحدیث اور مؤطا کی تفسیر، حروب الاسلام، فضل المسجدین، سیرت امام فی من الحد، طبقات الفقہا اور مصابیح الہدیٰ تالیف کیں (۳)۔

(۱) ابن حجر، تهذيب التهذيب ۳۹۰/۶، ہارون کی جگہ مروان آیا ہے۔

(۲) الحمیدی، جذوة المقتبس، ۴۴۷/۲

(۳) ایضاً، حوالہ بالا، ۴۴۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء کے اقوال:

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) کہتے ہیں کہ فقیہ، نحوی، شاعر، اخباری اور نسب نامے یاد رکھنے والے تھے۔

عبدالملک بن حبیب (۲۳۸ھ) البیرہ میں ایک عرصے تک مقیم رہے۔ اس کے بعد امیر عبدالرحمٰن بن الحکم نے انہیں قرطبہ بلوایا اور فتویٰ دینے کی ذمہ داری تفویض کی۔ اس کے ساتھ یحییٰ بن یحییٰ کو نگرانی اور مشاورت کے لیے متعین کیا۔ جب یحییٰ بن یحییٰ کی وفات ہوگئی تو یہ ذمہ داری تنہا انہوں نے سرانجام دی (۱)۔

ذہبی، سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں:

وكان حافظاً للفقه نبيلا، إلا أنه لم يكن له علم بالحديث ولا يعرف صحيحه من سقيمه، ذكر عنه أنه كان يتسهل في سماعه، ويحمل على سبيل الإجازة أكثر روايته (۲)

عبدالملک بن حبیب فقہ کے حافظ اور ماہر تھے لیکن علم حدیث کی زیادہ مہارت انہیں حاصل نہیں تھی وہ صحیح اور سقیم احادیث میں فرق نہیں کر سکتے تھے۔ ان کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ وہ سماعت حدیث میں تساہل سے کام لیتے تھے اور اکثر احادیث، اجازت (۳) کی بناء پر روایت کرتے تھے۔

(۱) یحییٰ بن یحییٰ اللیثی موطا کے راوی ہیں، ان کی روایت کردہ موطا مشرق ومغرب میں متداول ہے۔ ان کے تفصیلی حالات آگے آئیں گے۔

(۲) ابن الفرضی، سیر اعلام النبلاء، ۱۰۴/۱۶

(۳) محدثین کی اصطلاح میں ''اجازۃ'' سے مراد یہ ہے کہ شیخ اپنی رویات یا تالیفات کو روایت کرنے کی کسی شاگرد کو اجازت دے دے۔ علماء نے ان روایات پر عمل اور ان کی روایت پر اختلاف رائے کا اظہار کیا ہے۔ لیکن اکثر محدثین یہ شرط لگاتے ہیں کہ اجازت دینے والا دین اور حدیث کے فن میں قابل اعتماد ہو اور جس کو اجازت دی جا رہی ہے وہ بھی ان شرائط اور اوصاف پر پورا اترتا ہو، تاکہ یہ عظیم علم نااہل لوگوں کے ہاتھوں نہ لگے۔ (سہیل حسن، معجم اصطلاحات حدیث، ۵۸)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن وضاح کہتے ہیں کہ مجھے ابراہیم بن منذر حزامی نے کہا کہ تمہارے ساتھی عبدالملک بن حبیب بڑی کتابیں اپنے ساتھ لایا ہے، اس نے (عبدالملک بن حبیب) مجھے کہا کہ تم مجھے اپنے علم (مرویات) کی اجازت دیتے ہو؟ میں نے عبدالملک بن حبیب سے کہا کہ تمہیں اس کی اجازت ہے۔ اس نے نہ ایک حرف کی میرے سامنے قرأت کی ہے اور نہ میں نے ایک حرف کی قرأت اس کے سامنے کی ہے ①۔

ابوعبداللہ محمد بن عمر بن لبابہ قرطبی، عثمان بن عبیداللہ بن عثمان کے مولیٰ تھے اور فقیہ تھے امیر عبداللہ کے زمانے میں دیگر مشیروں کے ساتھ یہ بھی مشاورت اور فتوے کے منصب پر فائز تھے۔ ناصر کے زمانے میں تنہا اس منصب پر فائز ہو گئے لیکن یہ حدیث کا زیادہ علم نہ رکھتے تھے۔ ۳۱۴ھ میں فوت ہوئے۔

محمد بن عمر بن لبابہ کہتے ہیں کہ: ابن حبیب اندلس کے عالم ہیں اور یحییٰ بن یحییٰ عاقل اندلس ہیں اور عیسیٰ بن دینار فقیہ اندلس ہیں ②۔

ابوالقاسم بن بشکوال بیان کرتے ہیں کہ جب سحنون کو عبدالملک بن حبیب کی وفات کی خبر دی گئی تو انہوں نے کہا:

مات عالم الاندلس! بل و الله عالم الدنیا③

آج اندلس کا عالم اس دنیا سے رخصت ہو گیا بلکہ اللہ کی قسم دنیا بھر کا عالم!

احمد بن محمد بن عبدالبر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

ابن حبیب اول من اظهر الحدیث بالأندلس و كان لا یفهم طرقه، ویصحف④ الاسماء، و یحتج بالمناکیر فکان أهل زمانه ینسبونه إلی الکذب ولا یرضونه⑤

① الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۰۴/۱۶؛ المقری، نفح الطیب، ۷/۲

② قاضی عیاض، ترتیب المدارک، ۳۸۲/۳ ③ ایضاً حوالہ بالا

④ تصحیف سے مراد یہ ہے کہ ناموں کو الٹ پلٹ دیا جائے جیسے عبداللہ بن عمر کو عمر بن عبداللہ پڑھ دیا جائے۔ یا الفاظ اور متن کے اندر تبدیلی کر دی جائے دیکھئے ڈاکٹر سہیل حسن، (معجم اصطلاحات حدیث ۵۸)

⑤ الذھبی، سیر اعلام النبلا ۱۰۶/۱۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابن حبیب نے اندلس میں سب سے پہلے حدیث کو متعارف کرایا لیکن وہ حدیث کے مختلف سلسلوں (طرق) کو نہیں جانتے تھے اور راویوں کے ناموں میں تصحیف کر دیا کرتے تھے۔ وہ منکر روایات سے استدلال کرتے تھے۔ ان کے ہم عصر ان کی طرف کذب بیانی کی نسبت کرتے تھے اور انہیں پسند نہیں کرتے تھے''

جن لوگوں نے ابن حبیب کو ضعیف قرار دیا ہے اُن میں ابو محمد بن حزم بھی ہیں لیکن وہ محض تصحیف کا شکار تھے وانستہ جھوٹ نہیں بولتے تھے (۱) یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مشرق کے سفر کے دوران ایک مجلس میں حاضر ہوئے اہل مجلس نے انہیں حقارت کی نظر سے دیکھا تو انہوں نے یہ شعر کہے:

لَاتَنْظُرَنَّ إلیٰ جَسْمِی وَ قِلَّتِہ
وَانْظُرْ لِصَدْرِیْ وَمَا یَحْوِیْ مِنَ السُّنَنِ
فَرُبَّ زِیْ مَنْظَرٍ مِنْ غَیْرِ مَعْرِفَۃٍ
وَرُبَّ مَنْ تَزْدرِیہ العین ذو فِطَن
وَ رَبُّ لؤلوۃ فِیْ عَیْنِ مَزْبَلَۃٍ لم
یُلْقَ بَال لَھَا إلّا إلیٰ زَمَن (۲)

''میرے جسم اور اس کی کمزوری کو نہ دیکھو بلکہ میرے سینے کو اور جو اس میں سنت کا خزینہ ہے اسے دیکھو
بہت سارے اجنبی اور بہت سارے حقیر نظر آنے والے صاحبِ فہم وفراست ہوتے ہیں۔
بہت سارے موتی آنکھ کو چھوٹے دکھائی دیتے ہیں لیکن ان کی قدر و قیمت ایک طویل زمانے کے بعد دنیا کے سامنے عیاں ہوتی ہے۔

(۱) ایضاً حوالہ بالا

(۲) المقری، نفح الطیب، ۸/۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالملک بن حبیب (۲۳۸ھ) کے بارے میں محدثین اور آئمہ جرح و تعدیل کے مختلف بلکہ متضاد اقوال ملتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے لیکن عبدالملک بن حبیب (۲۳۸ھ) کو مجروح قرار دینے والے محدثین محض اس بناء پر انہیں تنقید کا نشانہ بناتے ہیں کہ وہ ''اجازۃ'' کے ذریعے حصول علم اور اس کی روایت پر عمل پیرا تھے۔ اور ان ناقدین کے ہاں سماعت کے بغیر محض ''اجازۃ'' کے ذریعے روایت اور اس پر عمل جائز نہیں۔ لیکن درحقیقت عبدالملک بن حبیب (۲۳۸ھ) ثقہ تھے اور دانستہ کذب بیانی سے کام نہیں لیتے تھے۔ علامہ مقری نے اسی صورتحال کے حوالے سے لکھا ہے:

قلت أما ما ذكره من عدم معرفته بالحديث فهو غير مسلم، وقد نقل عنه غير واحد من جهابذة المحدثين، حتى إن في شفاء عياض أحاديث لم يعرف أهل المشرق النقاد مخرجها، مع اعترافهم بجلالة حفاظ الاندلس الذين نقلوها كبقي بن مخلد وابن حبيب و غيرهما على ماهو معلوم، وأما ما ذكره عنه في الإجازة بما في الغزارة فذلك على مذهب من يرى الاجازة وهو مذهب مستفيض، واعتراض من اعترض عليه إنما هو بناء على القول بمنع الإجازة (۱)

میرے خیال میں جہاں تک عبدالملک بن حبیب کی حدیث سے ناواقفیت کا معاملہ ہے تو یہ تسلیم کیے جانے کے قابل نہیں کیونکہ ان سے نامور محدثین نے احادیث کو روایت کیا ہے۔ اہل اندلس کے ہاں ایسے غرائب موجود تھے جو بہت سارے محدثین کے علم میں نہیں۔ قاضی عیاض کی ''شفا'' میں ایسی احادیث موجود ہیں جو اہل مشرق کے ناقدین حدیث بھی نہیں جانتے۔ حالانکہ وہ اندلس کے حفاظ حدیث کے مقام و مرتبے کے معترف ہیں، جنہیں بقی بن

(۱) ایضاً، حوالہ بالا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخلد، ابن حبیب اور دیگر محدثین نے نقل کیا ہے۔ جہاں تک اس کثرت سے احادیث کے نقل کرنے کا معاملہ ہے تو وہ ان لوگوں کے مذہب کے مطابق روا ہے جو بطریق ''اجازت'' احادیث کے اخذ وروایت کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہ مذہب بھی متداول ہے اور جو لوگ اعتراض کرتے ہیں ان کے نزدیک ''اجازۃ'' کے ذریعے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

حمیدی اپنی سند کے ساتھ ایک حدیث جذوۃ المقتبس میں ان سے روایت کرتے ہیں:

أخبرني احمد بن عمر بن أنس، قال : حدثني الحسين بن يعقوب، قال : حدثنا سعيد بن فحلون، قال : حدثنا يوسف بن يحيىٰ المغامي، قال حدثنا عبدالملك بن حبيب السلمي قال حدثني ابن عبدالحكم وغيرة عن ابن لهيعة، عن ابى الزبير عن جابر بن عبدالله : أن النبى صلى الله عليه وسلم قال : الجمعة في الجماعة فريضة على كل مسلم إلا على ستةٍ : المملوك، والمسافر، والمريض، والمرأة، والكبير الفانى"(۱)

مجھے احمد بن عمر بن انس نے خبر دی وہ کہتے ہیں مجھے حسین بن یعقوب نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں سعید بن فحلون نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں یوسف بن یحیٰی المغامی نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں ہمیں عبدالملک بن حبیب السلمی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھے ابن عبدالحکم نے بیان کیا انہوں نے ابن لھیعہ اور وہ ابی زبیر سے

---

(۱) روایت میں چھ افراد سے جمعہ کی فرضیت کے ساقط ہونے کا ذکر ہے لیکن تفصیل میں صرف پانچ افراد بیان ہوئے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چھ افراد کے علاوہ جمعہ کی نماز، باجماعت ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے: غلام، مسافر، مریض، عورت اور قریب المرگ بوڑھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یحییٰ بن یحییٰ اللیثی (۲۳۴ھ)

یحییٰ بن یحییٰ اللیثی کی کنیت ابو محمد تھی۔ اصیلی کہتے ہیں کہ ان کی کنیت ابو عیسیٰ تھی۔ ان کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے: یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر بن وسلاس (اور ایک قول کے مطابق وسلاسن ہے) بن شمال بن منغایا اللیثی ہے۔ یہ نسلاً بربر تھے جسے مصمودہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے دادا کثیر جن کی کنیت ابو عیسیٰ تھی، وہ اندلس آئے اور قرطبہ میں اقامت پذیر ہوئے۔ یہاں یحییٰ نے زیاد بن عبدالرحمٰن، جو کہ شبطون قرطبی کے لقب سے مشہور ہیں، موطا مالک بن انس سنی۔ اس کے بعد یحییٰ بن مضر القیسی الاندلسی سے احادیث کی سماعت کی۔ اس کے بعد ۲۸ سال کی عمر میں مشرق کا سفر کیا اور امام مالک بن انس سے موطا سنی۔ سوائے کتاب الاعتکاف کے جس کی سماعت میں انہیں شک لاحق ہوا اور ان کی روایت کردہ موطا میں کتاب الاعتکاف بروایت زیاد مروی ہے۔ مکہ مکرمہ میں سفیان بن عینیہ، مصر میں لیث بن سعد، عبداللہ بن وہب، عبدالرحمٰن بن قاسم سے سماعت کی (۱)۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں نافع بن ابی نعیم سے قرأت سیکھی (۲) لیکن یہ قول محل نظر ہے کیونکہ نافع کی وفات امام مالک (۱۷۹ھ) سے دس سال پہلے ہوئی۔

امام مالک (۱۷۹ھ) سے استفادے اور طویل صحبت کے بعد مدینہ اور مصر میں مالکی فقہا سے استفادہ کیا۔ امام مالک (۱۷۹ھ) انہیں عاقل اندلس کہا کرتے تھے۔ اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ امام مالک (۱۷۹ھ) کی مجلس میں

(۱) قاضی عیاض، ترتیب المدارک، ۱۴۴/۳

(۲) الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۵۲۰/۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود تھے کہ کسی نے کہا ہاتھی آ گیا تو سب طلبہ ہاتھی دیکھنے کے لیے دوڑ پڑے۔ یحییٰ اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ امام مالک (۱۷۹ھ) نے انہیں کہا تم ہاتھی دیکھنے کیوں نہیں گئے حالانکہ یہ تمہارے ملک اندلس میں بھی نہیں پایا جاتا۔ یحییٰ نے جواب دیا کہ میں اپنے ملک سے علم حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں ہاتھی دیکھنے کے لیے نہیں آیا۔ امام مالک کو یہ بات بہت بھائی اور انہیں عاقلِ اندلس کا خطاب دیا(۱)۔

یحییٰ (۲۳۴ھ) جب اندلس واپس آئے تو بہت زیادہ شان و شوکت انہیں حاصل ہوئی اور ان کے ذریعے سے اندلس میں مالکی مذہب پھیلا۔ بہت سارے لوگوں نے ان سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور بے شمار لوگوں نے ان سے احادیث روایت کیں۔ مؤطا کے جتنے بھی نسخے مشہور اور متداول ہیں ان میں سب سے بہترین یحییٰ (۲۳۴ھ) کا روایت کردہ نسخہ ہے۔ یہ اپنی امامت اور دین داری کی وجہ سے امراء کے ہاں بے حد قابل تکریم تھے اور یہ ہمیشہ عہدے اور مناصب سے دور رہے اور قاضی بننے سے انکار کرنے کی وجہ سے ان کی تعظیم و تکریم قاضیوں سے بڑھ کر تھی۔ ابن حزم اندلسی کہتے ہیں کہ ''دو مذہب حکومت اور سلطنت کی سرپرستی کی وجہ سے زیادہ پھیلے پھولے ان میں سے ایک امام ابوحنیفہ (۱۵۰ھ) کا مذہب ہے جو کہ چیف جسٹس (قاضی القضاۃ) ابویوسف (۱۸۳ھ) کی وجہ سے پھیلا کیونکہ مشرق سے لے کر افریقہ تک حنفی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہی قاضی مقرر کیے جاتے تھے اور دوسرا مذہب مالک بن انس (۱۷۹ھ) کا ہے جو کہ یحییٰ بن یحییٰ (۲۳۴ھ) کی وجہ سے اندلس میں پھیلا پھولا کیونکہ دور دراز علاقوں میں ان کے مشورے اور انتخاب کے بعد ہی کوئی قاضی مقرر کیا جاتا اور یہ صرف اپنے ساتھیوں یا مالکی مذہب سے تعلق رکھنے والے قاضیوں کو مقرر کرتے۔''

احمد بن ابی الفیاض اپنی کتاب میں لکھتے ہیں امیر عبدالرحمٰن بن الحکم نے، جو کہ ربضی کے لقب کے ساتھ مشہور ہیں، فقہاء کو اپنے محل میں بلایا اور اُن سے فتویٰ پوچھا۔ عبدالرحمٰن بن حکم نے رمضان المبارک میں اپنی ایک باندی جس سے وہ بہت زیادہ محبت کرتا تھا، روزے کی حالت میں تعلق قائم کر لیا۔ پھر اسے شدید ندامت ہوئی۔ اس نے

(۱) قاضی عیاض، ترتیب المدارک، ۱۴۴/۳؛ المقری، نفح الطیب ۳۲۷/۱، ۳۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء سے اس کے کفارے کے بارے میں پوچھا۔ یحییٰ بن یحییٰ نے جواب دیا کہ وہ دو ماہ مسلسل روزے رکھیں۔ جب یحییٰ (۲۳۴ھ) نے یہ فتویٰ دیا تو باقی فقہا سب چُپ ہو گئے۔ جب عبدالرحمٰن کی مجلس سے یہ فقہاء باہر آئے تو انہوں نے یحییٰ (۲۳۴ھ) سے کہا آپ نے امام مالک (۲۳۴ھ) کے مسلک کے مطابق فتویٰ کیوں نہ دیا کہ اسے اختیار تھا کہ چاہے وہ غلام آزاد کرتا یا مسکینوں کو کھانا کھلاتا یا روزے رکھتا۔ یحییٰ (۲۳۴ھ) نے جواب دیا اگر ہم اس کے لیے یہ دروازہ کھول دیتے تو اس کے لیے بڑا آسان تھا کہ ہر روز وہ روزے کی حالت میں تعلق قائم کرتا اور ایک غلام آزاد کر دیا کرتا اور میں نے یہ مشکل صورت اس کے سامنے اس لیے رکھی ہے تاکہ وہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے (۱)۔

ابتدائی حالات زندگی اور طلب علم کے لیے سفر:

رازی کہتے ہیں یحییٰ بن یحییٰ (۲۳۴ھ) کو علم حاصل کرنے کا شوق اس وقت پیدا ہوا جب وہ زیاد (۱۹۹ھ) کے حلقہ درس کے پاس سے گزرتے تو ان کے پاس بیٹھ جایا کرتے اور ان کی باتوں کو توجہ سے سنتے۔ زیاد کو ان کی یہ عادت بہت پسند آئی اور یحییٰ (۲۳۴ھ) کو اپنے قریب بلایا اور کہا اے بیٹا اگر تو علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اپنے بال تراشو اور اچھے کپڑے پہنا کرو۔ یحییٰ (۲۳۴ھ) نے اس وقت خادموں والا لباس پہنا ہوا تھا۔ یحییٰ (۲۳۴ھ) نے ایسا ہی کیا۔ یہ دیکھ کر زیاد کو بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ یحییٰ (۲۳۴ھ) نے محنت سے پڑھنا شروع کیا اور ان کا شمار زیاد کے لائق ترین شاگردوں میں ہونے لگا (۲)۔ ایک دن زیاد نے انہیں کہا کہ جن لوگوں سے ہم نے علم حاصل کیا ہے وہ ابھی زندہ ہیں اس لیے ان کے علاوہ کمتر درجے کے لوگوں سے علم حاصل کرنا کم ہمتی ہے۔ یحییٰ نے زیاد سے کچھ مال لیا اور تحصیل علم کے لیے نکل پڑے۔ پہلے انہوں نے حج ادا کیا پھر امام مالک (۱۷۹ھ) اور لیث سے احادیث سنیں۔ امام مالک سے ان کی ملاقات ۱۷۹ء میں ہوئی جو کہ امام مالک کا سال وفات ہے۔ یہ اندلس واپس

(۱) الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۰/۱۴۵

(۲) قاضی عیاض، ترتیب المدارک، ۳/۳۸۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے اور ان کے والد کی وفات کے بعد جو حصہ انہیں اپنے والد کے ترکے میں سے ملا اسے لے کر پھر علم حاصل کرنے کے لیے نکل پڑے۔ اس سفر میں انہوں نے حج ادا کیا اور امام مالک کے جلیل القدر ساتھیوں سے احادیث کی سماعت کی①۔

ابن الحارث نے بھی یہی نقل کیا ہے کہ یحییٰ دو دفعہ اندلس سے تحصیل علم کے لیے روانہ ہوئے پہلے سفر میں انہوں نے امام مالک، لیث اور ابن وھب سے سماعت کی اور دوسرے سفر میں صرف ابن القاسم سے استفادہ کیا②۔

لیکن شیرازی کہتے ہیں کہ یحییٰ نے بالکل ابتدائی عمر میں امام مالک کی طرف سفر کیا اور مدینہ اور مصر میں مالکی علماء سے استفادہ کیا③۔

علماء کے اقوال:

احمد بن خالد کہتے ہیں:

لم یعط احد من اهل العلم بالاندلس، منذدخلها الاسلام، من الحظوة، وعظم القدر وجلالة الذکر، ما اعطیه یحییٰ بن یحییٰ④

اندلس میں جب سے اسلام کی اشاعت ہوئی ہے، اتنی قدر و منزلت اور بلند رتبہ کسی کو نہیں ملا جتنا یحییٰ بن یحییٰ کو ملا۔

ابن لبابہ کہتے ہیں:

فقیه الاندلس عیسیٰ، وعالمها ابن حبیب و عاقلها یحییٰ بن یحییٰ⑤

① حوالہ بالا

② ایضاً حوالہ بالا

③ ایضاً حوالہ بالا، ۳۸۱/۳

④ ابن الفرضی، تاریخ العلماء والرواۃ بالاندلس، ۱۷۷/۲

⑤ الذھبی، سیر اعلام النبلاء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندلس کے فقیہ عیسیٰ ہیں اور اندلس کے عالم ابن حبیب ہیں اور یحییٰ بن یحییٰ اندلس کے عاقل ہیں۔

ابراہیم بن باز کہتے ہیں:

واللہ الذی لاالہ إلا ھو، مارایت أوقر من یحییٰ بن یحییٰ قط، مارایته یبصق ولا یسعل فی مجلسه ولا یتحرک عن حالہ وکان أخذ بزی مالک و سمته (۱)

قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں نے کبھی یحییٰ بن یحییٰ سے زیادہ باوقار شخص زندگی میں نہیں دیکھا، نہ انہیں کبھی میں نے تھوکتے ہوئے دیکھا نہ یہ اپنی مجلس میں کھانستے اور نہ (تدریس کے دوران) اپنی جگہ سے ادھر ادھر حرکت کرتے، وہ بودوباش اور وضع قطع میں امام مالک کے اسوہ پر عمل پیرا تھے۔

یحییٰ بن یحییٰ (۲۳۴ھ) کی شخصیت کے حوالے سے مذکورہ بیان یہ واضح کرتا ہے کہ اسلامی روایت میں شاگرد نہ صرف روحانی طور پر اپنے اساتذہ سے کسب فیض کرتے بلکہ اپنے ظاہر کو بھی اپنے شیوخ اور اساتذہ کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کرتے۔ مذکورہ بالا طرز عمل کا آغاز یحییٰ نے بچپن سے اختیار کر لیا جب ان کے شیخ زیاد نے انہیں اچھی وضع قطع اختیار کرنے کی نصیحت کی۔

ابن بشکوال (۵۷۸ھ) کہتے ہیں: (۲)

إن یحییٰ بن یحییٰ کان مجاب الدعوة، وإنه أخذ فی سمته وھیئته و نفسه و مقعده ھیئات مالک (۳)

یحییٰ بن یحییٰ (۲۳۴ھ) مستجاب الدعوات تھے وہ وضع قطع اور

---

(۱) قاضی عیاض، ترتیب المدارک، ۳۸۳/۳

(۲) یہ قول ابن بشکوال کی کتاب 'الصلة' سے نقل نہیں کیا گیا بلکہ ابن بشکوال کی 'تاریخ' سے لیا گیا ہے (ابن خلکان: وفیات الاعیان، ۱۹۶)

(۳) المقری، نفح الطیب، ۱۲/۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشست و برخاست میں بالکل امام مالک کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔

ان سے یہ روایت بھی نقل کی جاتی ہے:

أخذت بركاب الليث بن سعد، فأراد غلامه أن يمنعني، فقال: دعه، ثم قال لي الليث خدمك العلم، فلم تزل بي الايام حتى رايت مالكا(۱)

فقہی مسلک:

یحییٰ بن یحییٰ (۲۳۴ھ) مسلک کے اعتبار سے مالکی تھے لیکن بعض مسائل میں انہوں نے امام مالک (۱۷۹ھ) سے اختلاف بھی کیا ہے۔ابن الفرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں:

وكان يفتي برأى مالك بن أنس لايدع ذلك إلا في القنوت في الصبح فإنه تركه لرأى الليث(۲)

یحییٰ بن یحییٰ امام مالک کے مسلک کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے لیکن صرف صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا درست نہیں سمجھتے تھے انہوں نے یہ مسلک لیث کی رائے کے مطابق (القنوت فی الصبح) چھوڑا۔

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں:

أخبرنا العباس بن أصبغ قال: نامحمد بن خالد بن وهب قال أنا ابن وضاح قال: سمعت يحيىٰ بن يحيىٰ يقول سمعت الليث بن سعد، يقول سمعت يحيىٰ بن يحيىٰ يقول: إنما قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم نحو من اربعين يوما يدعو على قوم و يدعو لآخرين، ثم ترك القنوت، قال يحيىٰ: ولي أنا أيضا منذ سمعت

(۱) الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۵۲۰/۱۰

(۲) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس ۱۷۶/۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هذا الحديث من الليث بن سعد نحواً من أربعين سنة لم أقنت (۱)

ہمیں عباس بن اصبغ نے خبر دی وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن خالد بن وھب نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں ابن وضاح نے بیان کیا کہ میں نے یحییٰ بن یحییٰ کو بیان کرتے ہوئے سنا، یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے لیث بن سعد کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ چالیس دن تک قنوت پڑھتے رہے اور ایک قوم کو بددعا دیتے رہے اور دوسری قوم کے لیے دعا کرتے رہے۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ حدیث سنی ہے چالیس سال سے قنوت نہیں پڑھا۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے لیث بن سعد سے یہ حدیث سنی ہے چالیس سال سے قنوت نہیں پڑھی۔

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) ان کے فقہی مسلک کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں:

وترک یحییٰ بن یحییٰ أیضاً رأی مالک فی الیمین مع الشاهد وأخذ بقول اللیث فی ذلک و ایجاب شهیدین وکان لایری بعثة الحکمین عند تشاجر الزوجین وکان ذلک مما ینکر علیه (۲)

یحییٰ بن یحییٰ نے (دو گواہوں کے نہ ہونے کی صورت میں) ایک گواہ کے ساتھ قسم کی امام مالک کی رائے کو ترک کیا اور اس مسئلے میں لیث کے مسلک کو اختیار کیا جو کہ دو گواہوں کی موجودگی ضروری

(۱) بخاری میں یہ حدیث حضرت انس سے روایت کی گئی ہے ۲/۲۰۸؛ کتاب الوتر ۳/۱۳۵؛ کتاب الجنائز ۶/۱۹۵؛ کتاب الخمس ۷/۲۹۶؛ المغازی ۱۱/۱۶۲؛ مسلم ۶۷۷، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴؛ ابوداؤد ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، النسائی ۲/۲۰۰؛ جامع الاصول ۵/۳۸۴

(۲) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۲/۱۷۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیتے ہیں۔ یحییٰ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کی صورت میں دو ثالث بھیجنے کو درست نہیں سمجھتے تھے۔ جن معاملات میں یحییٰ پر اعتراض کیا جاتا ہے ان میں سے ایک یہ معاملہ بھی ہے۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں:

وذكر أبو عبدالملك بن عبدالبر أن يحييٰ كان لايرى الحكمين (١)

(١) قاضی عیاض، ترتیب المدارک، ۳۸۴/۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

اندلس میں حدیث کی اشاعت کا دوسرا مرحلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل

بقی بن مخلد کے حالات زندگی اور تالیفات

بقی بن مخلد کی تالیفات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی اشاعت کا دوسرا مرحلہ

تیسری صدی ہجری کے نصف اول میں علم حدیث کے فروغ میں زیادہ تک مصری اور مدنی اسناد کو اہمیت حاصل رہی۔ اہل اندلس نے علم حدیث کے حصول کے لیے مصر، مدینہ، اور حجاز کے شیوخ سے استفادہ کیا۔ عراق اس زمانے میں حدیث کا بڑا مرکز تھا لیکن اہل اندلس کے عراقی محدثین سے براہ راست استفادے کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا (۱)۔

ابن حبیب اور ان کے دیگر ہم عصر اندلسی علماء نے اپنے علمی اسفار کو حجاز تک محدود رکھا۔ اس کی ایک نمایاں وجہ اندلس کی اموی امارت اور عباسی خلافت کی باہمی عداوت بھی تھی لیکن یہ صورتحال عبدالرحمٰن ثانی کے زمانے میں تبدیل ہونا شروع ہوئی جب اندلس عراقی اثر ونفوذ سے براہ راست متاثر ہونا شروع ہوا۔ عبدالرحمٰن ثانی کے زمانے میں بقی بن مخلد، محمد بن وضاح اور صحاح ستہ کے مؤلفین کے معاصرین اہل اندلس نے عراق کا رخ کیا۔

(۱) For details see Jouynball, Muslim Tradition, pp 45-66

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقی بن مخلد

نام:

بقی بن مخلد بن یزید، لقب شیخ الاسلام، کنیت ابوعبدالرحمٰن، الاندلسی القرطبی۔

تاریخ اور مقام پیدائش:

وہ شہر قرطبہ میں ۲۱ رمضان المبارک ۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے (۱)۔ بعض روایات کے مطابق ان کی پیدائش مندرجہ بالا تاریخ سے دو سال قبل ہوئی تھی۔ وہ اندلس کے سنہری دور میں پیدا ہوئے۔ اس زمانے میں اندلس عباسی دربار سے آزاد ریاست تھی اور اس کے چپے چپے سے علم وہنر کے چشمے پھوٹتے تھے (۲)۔

بقی عالم طفولت میں تھے کہ اندلس اور بغداد کے درمیان علمی ثقافتی اور تجارتی رابطے شروع ہو چکے تھے اور بغداد کے تاجروں نے اندلس کا رخ کر لیا تھا، وہ اپنے سامانِ تجارت کے ساتھ اپنے اطوار و عادات اور تہذیب و ثقافت بھی لے جاتے تھے، دوسری طرف اندلس سے تشنگان علوم کے لیے مشرق کے دروازے کھلے تھے۔ وہ اپنی علمی پیاس کو بجھانے کے لیے بغداد، بصرہ، کوفہ، ہمدان، یمن اور حرمین کا رخ کرتے تھے (۳)۔

---

(۱) الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۲۸۵/۱۳

(۲) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۹۲/۲، ۹۳

(۳) اکرم ضیاء العمری، بقی بن مخلد و مقدمۃ مسندہ، ص ۳۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائی تعلیم:

بقی بن مخلد نے ابتدائی تعلیم قرطبہ ہی میں حاصل کی تھی۔ وہاں کے مشہور فقیہ اور محدث محمد بن عیسیٰ المعافری کی خدمت میں رہے اور اکتساب علم کیا یہ قرطبہ کے چوٹی کے علماء میں سے تھے۔ روایت وآثار کے عالم تھے۔ انہوں نے طلب علم کے لیے حجاز اور عراق کا سفر کیا تھا(۱)۔

اسفار علمیہ:

سرزمین اندلس کے علماء سے استفادہ کرنے کے بعد وہ مشرق اسلامی کے سفر پر نکلے، یہاں پر علماء حرمین، مصر، شام، جزیرہ، حلوان، بصرہ، کوفہ، واسط، خراسان، عدن اور قیروان سے استفادہ کیا۔ امام ذھبی (۷۴۸ھ) کی رائے یہ ہے کہ ان کا خراسان و ہمدان جانا تاریخی طور پر ثابت نہیں، نیز جزیرہ اور یمن میں آمد بھی محل نظر ہے(۲) لیکن امام ذھبی (۷۴۸ھ) نے جس رائے کا اظہار کیا اس کے لیے کوئی حوالہ نہیں دیا۔

بہر حال مشرق میں بقی بن مخلد شہر شہر اور گاؤں گاؤں کا چکر لگا کر علمائے حدیث سے روایات لیتے تھے، اور حج کے موسم میں حرمین شریفین میں ٹھہرتے تھے۔ اس طرح دنیا کے مختلف کونوں سے آئے ہوئے علماء دین سے روایت ودرایت کے علوم کا فیض حاصل کرتے تھے(۳)۔ ان اسفار میں وہ بڑے بڑے مشائخ سے استفادہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور بعض مؤلفین سے ان کی تالیفات کی اجازت براہ راست حاصل کی۔ بصرہ میں مشہور محدث اور مؤرخ خلیفہ بن الخیاط (ت ۲۴۰) سے ان کی کتاب الطبقات اور التاریخ کی اجازت لی۔ کوفہ میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے ان کی معرکۃ الآراء کتاب "مصنف" کی اجازت حاصل کی(۴)۔

---

(۱) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۹۲/۲، ۹۳

(۲) ابن الفرضی، سیر اعلام النبلاء، ۲۸۹/۱۳

(۳) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۹۲/۲

(۴) اکرم ضیاء العمری، بقی بن مخلد و مقدمۃ مسندہ، ۲۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی زمانے میں آپ نے امام احمد بن حنبل کی خدمت میں حاضری کا شرف بھی حاصل کیا۔

عبدالرحمٰن بن احمد بن بقی بن مخلد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اس نے اپنے دادا بقی بن مخلد سے سنا ہے کہ:

میں نے مکہ سے بغداد کا سفر کیا تاکہ امام احمد بن حنبل سے ملاقات کروں۔ جب میں بغداد کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ امام صاحب اس وقت سخت امتحان اور آزمائش میں ہیں، اور کسی کو ان سے ملاقات کی اجازت نہیں۔ اس بات کا مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ جب بغداد میں داخل ہوا وہاں ایک سرائے میں کرائے پر جگہ لے لی، اور پھر جامع مسجد چلا گیا، تاکہ لوگوں سے مل بیٹھوں۔ میں ایک حلقہ علمی میں چلا گیا، دیکھا کہ ایک آدمی رجال کے بارے میں درس دے رہا ہے، جب کسی نے بتایا کہ یہ یحییٰ بن معین ہیں تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ احمد بن حنبل کے بارے میں فرمائیں کہ وہ کس پایہ کے آدمی ہیں انہوں نے مجھے حیرت سے دیکھا اور کہا: کہ ہم جیسے لوگ ''احمد بن حنبل'' کے بارے میں کیا کہیں؟ وہ تو امام المسلمین ہیں! وہ تو اس وقت کے مسلمانوں میں بہتر اور افضل شخصیت ہیں۔ میں وہاں سے سیدھا احمد بن حنبل کے مکان کی تلاش میں نکلا۔ پتہ معلوم ہوا تو جا کر دروازے پر دستک دی، امام صاحب نکل آئے تو میں نے عرض کیا: ابوعبداللہ! میں بہت دور سے آیا ہوں اور اس ملک میں یہ میری پہلی آمد ہے۔ میں آپ سے حدیث وسنت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے آپ کے ہاں حاضر ہوا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مہمان خانے کے اندر آجائیں لیکن خیال رکھو کہ کوئی آپ کو دیکھ نہ لے۔ جب میں اندر گیا تو امام صاحب نے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے جواب دیا، مغرب اقصیٰ سے۔ انہوں نے کہا: افریقہ سے؟ میں نے کہا میرا ملک اندلس ہے۔ سمندر پار کر کے پھر ہم افریقہ میں داخل ہوتے ہیں۔ امام صاحب نے کہا کہ یقیناً آپ بہت دور سے آئے ہیں۔ لیکن آج کل میں ایک امتحان میں ہوں۔ شاید آپ کو اس کا علم ہو چکا ہوگا۔ میں نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے، البتہ یہاں پر چونکہ میں نووارد ہوں اور کوئی مجھے جانتا نہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں روزانہ سائل کی حیثیت سے آؤں گا اور اسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح آپ کے گھر کے سامنے آواز لگاؤں گا۔ اس طرح باہر تشریف لانے پر اگر آپ مجھے روزانہ ایک حدیث بھی پڑھاتے رہیں گے تو میرے لیے کافی ہوگا۔ امام صاحب نے کہا، بالکل ٹھیک ہے لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کسی کو بتائیں گے نہیں۔ میں نے کہا یہ شرط مجھے بالکل منظور ہے۔ میں روزانہ چھڑی لے کر ایک میلا کپڑا سر پر باندھتا اور امام صاحب کے دروازے پر آ کر زور سے چیختا "الاجر رحمک اللہ" جو اس وقت کے سائلوں کا نعرہ ہوتا تھا۔ وہ نکلتے اور مجھے دو تین حدیثیں یا اس سے زیادہ سناتے۔ میں نے اس طریقہ کی پابندی کی حتیٰ کہ امام صاحب پر پابندی لگانے والے شخص کا انتقال ہوگیا(۱)۔

امام ذہبی (۷۴۸ھ) نے اس واقعہ کو نقل کر کے اس کو بے اصل قرار دیا ہے۔ اس کے لیے انہوں نے ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ بقی بن مخلد امام احمد کے پاس ۲۳۰ھ کے بعد آئے ہیں جبکہ امام احمد بن حنبل سے (۲۲۸ھ) احادیث کا سلسلہ قطع ہوگیا تھا اور واثق کی موت اور متوکل کی خلافت کے بعد (۲۳۲ھ) امام احمد نے روایت حدیث خود ترک کر دی تھی اور اس پر آخر تک ڈٹے رہے تھے۔ اس کے بعد صرف اسماء الرجال اور فقہ کو موضوع بحث بنایا تھا۔

دوسری دلیل یہ پیش کی ہے کہ اگر بقی بن مخلد امام احمد بن حنبل سے تین سو احادیث سن چکے ہوتے (جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تحدید موجود ہے) تو اپنی مسند میں اس کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ کرتے جبکہ میرے پاس مسند بقی کے جو دو اجزاء موجود ہیں ان میں امام احمد سے ایک روایت بھی نہیں ہے(۲)۔

امام ذہبی کے اس اعتراض کا مشہور محدث اکرم ضیاء عمری نے ناقدانہ جائزہ لیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ اعتراض بالکل کمزور اور ناقابل اعتماد ہے، لکھتے ہیں:

اس روایت کی سند نہایت درجہ قوی ہے اس کو عبدالرحمٰن نے اپنے والد احمد اور اس نے اپنے والد بقی سے نقل کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن احمد ثقہ اور ضابط ہیں۔ اپنے لکھنے پر اعتماد کرتے تھے اور اس کے والد احمد بن بقی تو قرطبہ کے ممتاز عابد، زاہد اور قاضی تھے۔ وہ

(۱) ابن الفرضی، سیر اعلام النبلاء، ۱۳/۲۹۳

(۲) ایضاً، حوالہ بالا، ۲۹۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے والد بقی بن مخلد کے بارے میں سب سے زیادہ معلومات رکھتے تھے، اس لیے سند کے اعتبار سے یہ واقعہ قوی اور قابل اعتماد ہے۔

امام ذھبی (۷۴۸ھ) کا دوسرا اعتراض اس پرمبنی ہے کہ بقی بن مخلد کی ملاقات امام احمد بن حنبل سے اس زمانے میں ہوئی جب امام صاحب نے خود روایات کرنا ترک کر دیا تھا۔ اس بات کے لیے علامہ ذھبی (۷۴۸ھ) نے کوئی دلیل پیش نہیں کی، نہ تاریخ میں ایسی کوئی حجت ہے جس سے امام ذھبی (۷۴۸ھ) کی اس بات کا اشارہ ملتا ہو، بلکہ یہ بات تو معلوم اور مسلم ہے کہ بقی بن مخلد کوفہ میں ۲۲۷ھ میں آئے تھے۔ تو کیا کوفہ میں رہتے ہوئے وہ امام احمد کی ملاقات کے لیے نہیں گئے ہوں گے بہت ممکن ہے کہ واثق باللہ کی وفات جو ۲۲۷ھ میں ہوئی ہے، سے قبل دونوں کی ملاقات ہو چکی ہو۔ البتہ جس روایت میں ہے کہ ''حتیٰ کہ ابتلاء میں ڈالنے والا شخص وفات پا گیا'' تو خطیب کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ واثق باللہ نے خود بھی عقیدہ اعتزال سے رجوع کر کے اہل سنت کا مسلک اختیار کر لیا تھا۔

مسند بقی میں امام احمد کی روایت نہ ہونے کی دلیل بھی اتنی قوی نہیں ہے کیونکہ امام ذھبی (۷۴۸ھ) نے تو اس کے دو اجزاء کا ذکر کیا ہے کہ اُن میں احمد بن حنبل کی روایت نہیں، صرف دو اجزاء سے پوری کتاب کے بارے میں رائے قائم کرنے میں کوئی وزن نہیں ہے واللہ اعلم (۱)۔

اندلس واپسی:

حجاز و بغداد کے منابع علم سے سیراب ہونے کے بعد ۲۴۴ھ میں واپس اندلس پہنچے اس سفر میں انہوں نے روایت و درایت کے ایسے ذخیرے جمع کیے جن کی اجازت مصنفین سے براہ راست حاصل کی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب اندلس میں ہر طرف مذہب مالکی کی سیادت و قیادت تھی اور ملک کے تمام قابل ذکر علماء اس فقہی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ اندلس میں مذہب مالکی امام مالک کے چند شاگردوں کے ذریعے پھیل گیا تھا۔ جنہوں نے مدینہ منورہ میں براہ راست

(۱) اکرم ضیاء العمری، بقی بن مخلد و مقدمۃ مسندہ، ۳۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک سے علم حاصل کر لیا تھا۔

جب بقی بن مخلد اندلس واپس آ گئے اور اپنی خداداد صلاحیت اور قابل اعتماد علم کی روشنی میں انہوں نے روایات کے مطابق فتویٰ دینا شروع کر دیا اور حدیث کی ایسی نئی کتابیں ساتھ لے آئے جو اب تک علماء اندلس کے درمیان معروف نہیں تھی تو اس بات پر اندلس کے علماء و مشائخ کے درمیان ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور رفتہ رفتہ یہ بات اس وقت کے حاکم امیر محمد بن عبدالرحمٰن بن الحکم تک پہنچ گئی۔ اُس نے معترضین اور بقی بن مخلد کو یکجا بٹھا کر بقی کے پاس موجود تالیفات کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد نہ یہ کہ اُسے سراہا بلکہ اُن کی افادیت کے پیش نظر حکم دیا کہ ان کی نقول شاہی کتب خانے میں رکھی جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اُس نے بقی کو علوم کی نشر واشاعت کی اجازت بھی دی امیر نے کہا:

"انشر علمک وارو ماعندک واجلس للناس ینتفعوا بک"

(اپنے علم کو پھیلاؤ جو علم آپ کے پاس ہے اس کی روایت کرتے رہو اور لوگوں کے لیے بیٹھتے رہو تاکہ وہ آپ کے علم سے نفع حاصل کریں (۱)۔

وفات:

بقی بن مخلد کی وفات بروز سہ شنبہ ۲۷ یا ۲۸ جمادی الاخیر ۲۷۶ھ میں قرطبہ میں ہوئی۔ ان کی نماز جنازہ ان کے داماد محمد بن یزید نے پڑھائی اور مقبرہ بنی عباس میں ان کی تدفین ہوئی (۲)۔

تقویٰ اور علمی مرتبہ:

حافظ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ بقی بن مخلد نیک اور متقی شخص تھے۔ کثیر الصیام تھے اور گوشہ نشین تھے۔ ان امور میں اپنے زمانے میں بے نظیر تھے اور اپنے شہر میں

(۱) الذھبی، تذکرۃ الحفاظ، ۶۳۰/۲

(۲) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۹۳/۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منفرد (۱)۔ حمیدی نے کہا ہے کہ وہ حافظ حدیث، ائمہ دین اور زھاد و صالحین میں سے تھے (۲)۔ ورع اور تقویٰ کا یہ حال تھا کہ انہوں نے "قضا" کو کبھی قبول نہیں کیا، حالانکہ کئی بار امراء اندلس نے پیش کش کی تھی۔ اور جب آخر میں ان کے ایک نہایت قدردان امیر منذر بن عبدالرحمٰن نے بے حد اصرار کیا تو انہوں نے ایک دوسرے عالم بن معاویہ کا نام بتا دیا اور اس طرح اپنا دامن قضا سے بچا لیا (۳)۔

اساتذہ اور مشائخ:

جن مشائخ سے بقی بن مخلد کی ملاقات ہوئی اور ان سے باقاعدہ استفادہ کیا ہے ان کی تعداد دوسو چوراسی ہے، کتب التراجم میں جن کا ذکر ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ابراہیم بن خالد الکلبی متوفی ۲۴۰ھ۔
(۲) ابراہیم بن محمد الشافعی متوفی ۲۳۸ھ۔
(۳) ابراہیم بن منذر الحزامی حجازی متوفی ۲۳۶ھ۔
(۴) ابراہیم بن ہشام الغسانی۔
(۵) احمد بن ابراہیم الدورقی متوفی ۲۴۶ھ
(۶) احمد بن عبداللہ بن میمون متوفی ۲۴۶ھ
(۷) احمد بن عمرو بن السرح ابوالطاھر متوفی ۲۵۵ھ
(۸) احمد بن محمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ
(۹) اسحاق بن سعید
(۱۰) اسماعیل بن عبید الحرانی متوفی ۲۴۰ھ
(۱۱) بکار بن عبداللہ بن بشر
(۱۲) حبارۃ بن مغلس الحمانی متوفی ۲۴۱ھ

(۱) ابن الفرضی، سیر اعلام النبلاء، ۲۸۹/۱۳
(۲) الحمیدی، جذوۃ المقتبس، ۱۷۷
(۳) اکرم ضیاء العمری، بقی بن مخلد و مقدمۃ مسندہ، ۵۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۳) حارث بن مسکین متوفی ۲۵۰

(۱۴) حرملۃ بن یحیٰ التجیبی المصری متوفی ۲۴۳ھ

(۱۵) داؤد بن رشید الھاشمی الخوارزمی نزیل بغداد

(۱۶) زھیر بن حارث

(۱۷) زھیر بن حرب ابوخیثمہ النسائی متوفی ۲۳۴ھ

(۱۸) زھیر بن عباد الرؤاسی

(۱۹) سحنون بن سعید الفقیہ متوفی ۲۴۰ھ

(۲۰) سلمۃ بن شبیب المسمعی النیشاپوری متوفی ۲۴۰ھ کے بعد

(۲۱) سوید بن سعد الانباری متوفی ۲۴۰ھ

(۲۲) شیبان بن فروخ الجبطی متوفی ۲۳۶ھ

(۲۳) صفران بن صالح الدمشقی متوفی ۲۳۸ھ

(۲۴) عباس بن عثمان المودب الدمشقی متوفی ۲۳۸ھ

(۲۵) عباس بن الولید الخلال الدمشقی متوفی ۲۴۸ھ

(۲۶) عبدالرحمٰن بن ابراھیم رحیم متوفی ۲۴۵ھ

(۲۷) عبداللہ بن احمد بن ذکوان۔

(۲۸) ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ کوفہ میں

(۲۹) عبیداللہ بن عمر القواریری البصری متوفی ۲۳۵ھ

(۳۰) عثمان بن محمد بن ابراھیم بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۹ھ

(۳۱) عمرو بن علی الفلاس متوفی ۲۴۹ھ

(۳۲) عون بن یونس افریقہ میں

(۳۳) عیسی ابن حماد زغبۃ متوفی ۲۴۸ھ

(۳۴) القاسم بن عثمان الجوعی الدمشقی

(۳۵) کثیر بن عبید المدلجی متوفی ۲۵۰ھ

(۳۶) محمد بن ابان الواسطی متوفی ۲۳۸ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۷) محمد بن بشار بندار متوفی ۲۵۵ھ
(۳۸) محمد بن ابی بکر المقدمی متوفی ۲۳۴ھ
(۳۹) محمد بن رمح بن المہاجر التجیبی متوفی ۲۴۲ھ
(۴۰) محمد بن عبداللہ بن نمیر متوفی ۲۳۴ھ
(۴۱) محمد بن عبید ابن حساب متوفی ۲۳۸ھ
(۴۲) محمد بن العلاء الکوفی ابو کریب متوفی ۲۴۷ھ
(۴۳) محمد بن عیسی الاعشی متوفی ۲۲۱ھ
(۴۴) محمد بن المثنی الزمن ابو موسیٰ متوفی ۲۵۲ھ
(۴۵) محمد بن مصطفیٰ الحمصی
(۴۶) محمد بن یحیٰی بن ابی عمر العدنی متوفی ۲۴۳ھ
(۴۷) محمود بن خالد السلمی الدمشقی متوفی ۲۴۷ھ
(۴۸) ابو مصعب الزہری الحجازی
(۴۹) منجاب بن الحارث التمیمی الکوفی متوفی ۲۳۱ھ
(۵۰) ھارون بن عبداللہ الحمال متوفی ۲۴۳ھ
(۵۱) ھدیۃ بن الخالد القیسی البصری متوفی بعد ۲۳۰ھ
(۵۲) ھریم بن عبدالاعلی الاسدی البصری متوفی ۲۳۴ھ
(۵۳) ہشام بن خالد الازرق الدمشقی متوفی ۲۴۹ھ
(۵۴) ہشام بن عبدالملک البزنی الحمصی متوفی ۲۵۱ھ
(۵۵) ہشام بن عمار الدمشقی متوفی ۲۴۵ھ
(۵۶) ھناد بن السری الکوفی متوفی ۲۴۳ھ
(۵۷) الولید بن عتبہ الاشجعی الدمشقی متوفی ۲۴۰ھ
(۵۸) یحیٰی بن بشر الحریری الکوفی متوفی ۲۲۷ھ
(۵۹) یحیٰی بن عبدالحمید الحمانی متوفی ۲۲۷ھ
(۶۰) یحیٰی بن عبداللہ بن بکیر المصری متوفی ۲۲۸ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶۱) یحییٰ بن یحییٰ اللیثی القرطبی
(۶۲) یعقوب بن حمید بن کاسب المدنی نزیل مکۃ متوفی ۲۴۰ھ (۱)

تلامذہ:

کتب تراجم میں ان کے تلامذہ کا نام تفصیل کے ساتھ موجود نہیں۔ ان کے تبحر علمی کا چرچا پورے اندلس کے ساتھ حجاز اور بغداد میں بھی ہو چکا تھا۔ ان کے ایک ساتھی احمد بن ابی خیثمہ کا بیان ہے کہ ہم نے ان کا نام مکنستہ (جھاڑو) رکھا تھا کہ جہاں پر بقی بن مخلد ہوتے تھے تشنگان علم کو اپنی طرف کھینچ لیتے کوئی کسی دوسرے درس میں جانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا تھا۔ ایک معاصر عالم کی یہ شہادت کتنی وزنی ہے۔ اس سے بآسانی اندازہ ہوتا ہے کہ بقی بن مخلد سے استفادہ کرنے والے تشنگان علم کی تعداد کیا ہو گی؟ اہل مشرق کا بقی بن مخلد سے استفادے کا بہت کم ذکر ملتا ہے، اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ جب تک بقی بن مخلد مشرق میں تھے اس وقت ان کے اساتذہ و مشائخ زندہ تھے جن سے لوگ مسلسل استفادہ کرتے رہتے تھے۔ اور جس وقت ان کے مشائخ دنیا میں نہیں رہے تو وہ واپس اندلس جا چکے تھے۔ مصر و افریقہ میں بھی (قلیل تعداد میں) طالبان علوم نبوت نے ان سے استفادہ کیا ہے بقی بن مخلد کے اپنے الفاظ ملاحظہ کیجیے:

"لما قدمت من العراق علی یحییٰ بن بکیر اجلسنی الی جنبه و سمع منی سبعة احادیث (۲)

جب میں عراق سے آیا تو یحییٰ بن بکیر نے اپنے ساتھ بٹھا لیا اور سات احادیث مجھ سے سنیں، نیز کہتے ہیں:

قدمت علی سحنون، فکان ابنه محمد یسمع علی فی داخل بیت سحنون بمحضر سحنون (۳)

(۱) اکرم ضیاء العمری، بقی بن مخلد و مقدمة مسنده، ۴۲، ۴۵
(۲) یاقوت الحموی، معجم الادباء، ۸۳/۴
(۳) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۹۲/۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سحنون کے پاس آیا تو اس کے گھر پر اس کا بیٹا سحنون کی موجودگی میں مجھ سے احادیث سنتا تھا، ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل مشائخ کا نام ملتا ہے:

(۱) احمد بن بقی بن مخلد
(۲) احمد بن خالد بن یزید
(۳) احمد بن عبداللہ بن محمد بن المبارک الاموی بوالقاسم
(۴) اسلم بن عبدالعزیز بن ہشام القاضی
(۵) ایوب بن سلیمان المری
(۶) حسن بن سعد بن ادریس البربری
(۷) عبداللہ بن یونس المرادی
(۸) عبدالواحد بن حمدون
(۹) علی بن عبدالقادر بن ابی شیبہ الاندلسی
(۱۰) محمد بن عمر بن لبابہ
(۱۱) محمد بن قاسم بن محمد
(۱۲) محمد بن وزیر
(۱۳) مروان بن عبدالملک القیسی
(۱۴) مہاجر بن عبدالرحمٰن
(۱۵) نمر بن ہارون بن رفاعہ العبسی
(۱۶) ہشام بن الولید الغافقی (۱)

(۱) ایضاً حوالہ بالا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقی بن مخلد کی تالیفات

۱۔ التفسیر الکبیر:

بقی بن مخلد کی تالیفات میں سب سے اہم کتاب ''التفسیر الکبیر'' ہے۔ علامہ ابن حزم ظاہری اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

هو الكتاب الذى أقطع قطعا لا استثنى فيه أنه لم يؤلف في الاسلام مثله، ولا تفسير محمد بن جرير الطبرى ولا غيره۔(۱)

''میں قطعی طور پر بلا استثنا کہتا ہوں کہ اسلام کی پوری تاریخ میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی، حتیٰ کہ محمد بن جریر طبری اور دیگر مؤلفین کی تفاسیر بھی اس کی ہم پلہ نہیں۔''

۲۔ المسند الکبیر:

دوسری اہم کتاب، بقی بن مخلد کی مسند ہے جس کے بارے میں ابن حزم لکھتے ہیں:

رتبه على أسماء الصحابة رضى الله عنهم، فروى فيه عن ألف و ثلثمائة صاحب و نيف، ثم رتب حديث كل صاحب علىٰ أسماء الفقه و أبواب الاحكام وهو مصنف

---

(۱) الحمیدی، جذوۃ المقتبس، ۱/۲۷۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و مسند، ولا أعلم هذه الرتبه لأحد قبله، مع ثقته و ضبطه و إتقانه، واحتفاله فيه في الحديث و جودة شيوخه، فإنه روى عن مائتي رجل و أربعة و ثمانين رجلا ليس فيهم عشرة ضعفاء وسائرهم أعلام مشاهير (۱).

انہوں نے یہ کتاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں اور فقہی ابواب کی ترتیب کو ملحوظ رکھ کر ترتیب دی ہے۔ جس میں تیرہ سو سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات کو انہوں نے جمع کیا ہے۔ انہوں نے ہر صحابی کی احادیث کو یکجا ذکر کیا ہے اور فقہی ابواب کی ترتیب کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ اس اعتبار سے یہ بیک وقت مسند بھی ہے اور مصنف بھی ہے۔ میرے علم کی حد تک آج تک کسی کو یہ بلند رتبہ نہیں ملا، جو ثقاہت، ضبط و اتقان اور حدیث کا اس قدر کثیر علم رکھتا ہو اور جس کے شیوخ بھی بلند پایہ ہوں۔ انہوں نے اس مسند میں دو سو چوراسی شیوخ سے احادیث نقل کی ہیں اور ان میں دس بھی ضعیف راوی نہیں ہوں گے۔ یہ سارے کے سارے شیوخ مشہور علماء ہیں۔

طاہر بن عبدالعزیز کہتے ہیں:

حملت مع نفسي جزاء من مسند أبي عبدالرحمن بقي بن مخلد إلى المشرق، فأريته محمد بن اسماعيل الصائغ، فقال ماا غترف هذا إلا من بحر علم وعجب من كثرة علمه (۲)

میں جب مشرق گیا تو اپنے ساتھ عبدالرحمٰن بقی بن مخلد کی مسند کا کچھ حصہ بھی لے گیا، جب یہ کتاب میں نے محمد بن اسماعیل صائغ

(۱) ایضاً، حوالہ بالا
(۲) جذوۃ المقتبس ۱/۱۷۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دکھائی تو وہ مؤلف کے علمی رتبے سے حیران ہوئے اور کہا کہ علم کے سمندر سے چلو بھر کے لائے ہو۔

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) کہتے ہیں:

ليس لاحد مثله ①

کسی نے اس کتاب جیسی تالیف مرتب نہیں کی۔

ابن الجوزی لکھتے ہیں:

روى فيه عن ألف وستمائه صحابى بل يزيدون على هذا العدد ②

اس مسند میں سولہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی گئی ہیں بلکہ ان کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے۔

ابن کثیر نے بھی یہ تعداد نقل کی ہے اور بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ ابن کثیر نے یہ تعداد ابن الجوزی سے نقل کی ہے۔ ہوسکتا ہے ابن الجوزی کی عبارت میں تحریف ہوگئی ہو اور اصل تعداد تیرہ سو ہی ہو لیکن سولہ سو نقل ہوگئی ہو کیونکہ ابن الجوزی نے بقی بن مخلد کے مرتب کردہ جدول کو دیکھا ہے اور اس کے ذریعے تعداد کا اندازہ لگایا ہے۔

ابن کثیر کہتے ہیں کہ ''ابن حزم، مسند بقی بن مخلد کو مسند احمد پر ترجیح دیتے ہیں لیکن میرے خیال میں یہ بات محل نظر ہے کیونکہ مسند احمد بہرحال مسند بقی بن مخلد پر فوقیت رکھتی ہے ③۔ لیکن ابن کثیر کے اس قول کی کیا بنیاد ہے؟ حالانکہ انہوں نے صراحت نہیں کی کہ آیا انہوں نے مسند بقی بن مخلد کو دیکھا ہے یا نہیں، اور اس کے بغیر انہوں نے مسند احمد بن حنبل کی فوقیت کا فیصلہ کیسے دے دیا؟

بقی بن مخلد نے ایک دلچسپ واقعہ بھی اس مسند کے بارے میں نقل کیا ہے جو اس مسند کی تالیف کے وقت پیش آیا۔

---

① ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۹۲/۱

② ابن الجوزی، منتظم، ۱۰۰/۵

③ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۸۲،۵۶/۱۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب میں نے اپنی اس مسند کو ترتیب دیا تو میرے پاس عبیداللہ بن یحییٰ اور اس کا بھائی اسحٰق آئے اور انہوں نے کہا، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ نے ایک مسند مرتب کی ہے جس میں ابومصعب اور ابن بکیر کو آپ نے پہلے ذکر کیا ہے اور ہمارے والد کو بعد میں ذکر کیا ہے۔ بقی کہتے ہیں "میں نے ابومصعب کو اس لیے پہلے ذکر کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

فقدموا قريشاً ولا تقدموها (۱)

قریش کو مقدم رکھو اور اس پر سبقت نہ لے جاؤ۔

اور ابن بکیر کو میں نے اس کی بزرگی کی وجہ سے مقدم کیا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے "کبر کبر" اس کے علاوہ ابن بکیر نے امام مالک سے دس مرتبہ مؤطا سنی ہے اور تمہارے والد نے صرف ایک مرتبہ مؤطا سنی ہے۔

بقی کہتے ہیں وہ دونوں میرے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور اس کے بعد کبھی نہیں آئے اور انہوں نے میرے ساتھ عداوت کا رویہ اختیار کر لیا۔ (۲)

مسند بقی بن مخلد کے بارے میں اتنا معلوم ہے کہ مشرق کے چند اکابر علماء حدیث اس سے واقف ہو چکے تھے، امام ذھبی (۷۴۸ھ) نے تو صاف لکھا ہے کہ میرے پاس مسند بقی کے دو جزء موجود ہیں، نیز حافظ ابن حجر کے ذخیرہ کتب میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ حافظ کے پاس مسند بقی کا ایک نسخہ موجود تھا۔

دورِ حاضر میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا ہے کہ اس نے مسند بقی بن مخلد کا کوئی نسخہ دیکھا ہے۔ ہندوستان کے ایک معروف عالم دین صاحب تحفۃ الاحوذی نے لکھا ہے کہ اس کا ایک نسخہ حرمین کے کتب خانے میں موجود ہے۔ باقی تفصیل انہوں نے ذکر نہیں کی۔

ڈاکٹر ضیاء العمری لکھتے ہیں:

و قد فتشت في مكتبات برلين و كوته ولا ينبرك فلم أقف على أثر لمسند بقي بن مخلد، ولكن توجد مجموعة كبيرة من المخطوطات العربيه في مكتبة

(۱) اکرم ضیاء العمری، بقی بن مخلد و مقدمة مسنده، ۴۹

(۲) ایضاً حوالہ بالا، ص ۲۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برلين لم تفهرس بعد، و كذلك مكتبة برلين الشرقية حيث لم تفهرس مخطوطا تها بعد و لكن لاازال ثمة أمل فى العثور عليه فى المكتبات الخاصة و بعض المكتبات العامة و خاصه فى مكتبة برلين الغربية و بلاد المغرب وتركيا و نحن نعلل النفس بذلك (۱)

''میں نے برلن، کوتہ اور لائبزک کے کتب خانے چھان لیے لیکن مجھے مسند بقی بن مخلد کی کوئی نشانی نہیں ملی تاہم برلن کے کتب خانے میں عربی مخطوطات کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے، جس کی فہرست ابھی نہیں بنی ہے۔ اسی طرح مشرقی برلن کے کتب خانے کے قلمی نسخوں کی فہرستیں ابھی نہیں بنی ہیں۔ ابھی تک یہ امید برقرار ہے کہ کسی شخصی کتب خانے یا عام کتب خانے میں جن میں برلن، مغرب اور ترکی کے کتب خانے شامل ہیں اس کا کوئی نسخہ دریافت ہو جائے گا اور ہم اس تسلی کے ساتھ اپنے دل کو بہلاتے ہیں۔''

احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد:

تراجم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات زندگی پر لکھی جانے والی کتب میں محدثین اور اسماء الرجال کے ماہرین نے ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات زندگی کو قلم بند کیا ہے۔ ابن حجر کی کتاب ''الاصابہ'' میں بارہ ہزار تین سو چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات ملتے ہیں۔ ان میں سے بعض حضرات ایسے بھی ہیں جن کو شرف صحابیت حاصل نہیں ہے اور تابعین کے طبقے میں آتے ہیں۔ اس کی تفصیل اور اسباب ابن حجر نے الاصابہ کے مقدمے میں بیان کی ہے۔ حافظ ذہبی (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ اسد الغابہ میں ابن الاثیر (۶۳۰ھ) نے سات ہزار پانچ سو چون اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات لکھے

(۱) الذهبی، مقدمه تجرید اسماء الصحابة

(۲) الذهبی، الاصابه، ۲/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں (۲) لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان میں بعض حضرات یقیناً صحابہ رضی اللہ عنہم نہیں ہیں۔ حافظ ذہبی (۷۴۸ھ) نے اسد الغابہ میں مذکور ایسے حضرات کے ذکر کو حذف کر کے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات زندگی کو "تجرید اسماء الصحابہ" میں یکجا ذکر کیا ہے۔ اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد اس کتاب کے مطابق آٹھ ہزار آٹھ سو چھیاسٹھ ہو جاتی ہے (۱) لیکن اس تجرید اسماء الصحابہ، کا بھی وہی معاملہ ہے کہ بعض حضرات ایسے آ گئے ہیں جن کی صحابیت یقینی نہیں ہے۔

ابن حجر نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ ان کی کتاب 'الاصابہ' میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کل تعداد کا دسواں حصہ بھی نہیں ہے (۲)۔ ابوزرعہ رازی نے ذکر کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو جن حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث سنیں ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور ان سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کو سماعت کی بناء پر یا رویت کی بنیاد پر روایت کیا ہے۔

یہ قدرتی بات ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کے حوالے سے کوئی قطعی تعداد معلوم نہیں ہے لیکن امام شافعی نے ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ ان میں تیس ہزار مدینہ کے باشندے تھے اور باقی تیس ہزار دیگر عرب میں پھیلے ہوئے تھے لیکن اس قول پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ بھی محض اندازہ ہے اور ابوزرعہ کے مذکورہ بالا قول کے ساتھ بھی متصادم ہے ابوزرعہ کہتے ہیں:

شهد حجة الوداع أربعون ألفاً، وكان معه بتبوك سبعون ألفاً (۳)

حجۃ الوداع میں چالیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جب کہ غزوہ تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ستر ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ لیکن یہ قول بھی محل نظر ہے، کیونکہ بخاری اور مسلم میں غزوہ تبوک کے شرکاء کی تعداد کے حوالے سے آیا ہے کہ:

(۱) الذھبی، الاصابہ، ۲/۱

(۲) الذھبی، الاصابہ، ۲/۱

(۳) اکرم ضیاء العمری، بقی بن مخلد و مقدمۃ مسندہ، ۱۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان الناس کثیر لا یحصیھم دیوان(۱)
لوگ اتنی کثیر تعداد میں تھے کہ ان کی تعداد کسی رجسٹر میں درج نہیں کی جا سکتی تھی۔

یہ امر بھی واضح ہے کہ باقاعدہ مردم شماری اور اس کا ریکارڈ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتب کیا گیا۔

سفیان ثوری سے نقل کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کا اندازہ بارہ ہزار لگایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تو دنیا سے رخصت ہو چکے تھے یا ان میں سے بہت سارے غزوات میں شہید ہو چکے تھے(۲)۔

ابوزرعہ رازی کے اندازے کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی سماعت حدیث ثابت ہے لیکن یہ تعداد ان سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، چاہے انہیں سماعت حدیث کا موقع ملا یا نہیں ملا لیکن اس قول سے بھی احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحیح تعداد کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

لیکن اس معاملے میں کوئی شک نہیں کہ بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احادیث ہم تک نہیں پہنچیں۔ امام حاکم نیشاپوری (۴۰۵ھ) نے احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد چار ہزار بیان کی ہے۔ جبکہ علامہ ذہبی کا خیال ہے کہ ان کی تعداد پندرہ سو ہے دو ہزار بھی نہیں۔

احادیث کے راوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کے حوالے سے علامہ ذہبی کا اندازہ قرین صحت ہے۔ ابن جوزی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کا جو جدول مرتب کیا ہے اس کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد اٹھارہ سو اٹھاون ہے (جن میں ۱۶۴۲

(۱) الذھبی، الاصابہ، ۲/۱

(۲) بخاری کتاب المغازی کعب بن مالک کی روایت میں آیا ہے: والمسلمون مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر ولا یجمعھم کتاب حافظ" دیوان کا لفظ امام زہری کا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور ۲۱۶ صحابیات ہیں)۔ ان میں سے بھی بعض کی روایت احادیث ثابت نہیں ہے۔ امام احمد نے اپنی مسند میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا صحابیات کی احادیث نقل کی ہیں ان کی تعداد ۹۰۴ ہے اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں کیا ہے اور امام احمد نے ان کا ذکر نہیں کیا ان کی تعداد ۵۶۸ ہے۔ اس کے علاوہ ابوبکر البرقی نے اپنی فہرست میں جن صحابہ رضی اللہ عنہم کا اضافہ کیا ہے جن کا ذکر نہ امام احمد نے کیا ہے اور نہ بقی بن مخلد نے کیا ہے ان کی تعداد ۸۷ ہے۔ اس تعداد میں ابن جوزی نے دیگر مصادر کی مدد سے جو اضافہ کیا ہے وہ ۶ ہے۔ اس طرح احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجموعی تعداد ۱۵۶۵ ہو جاتی ہے لیکن اس تعداد میں بھی وہ راوی شامل ہیں جو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نہیں ہیں بلکہ تابعین ہیں جیسا کہ مسند بقی بن مخلد میں بعض تابعین کو مرسل احادیث روایت کرنے کی بنیاد پر صحابی شمار کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے علامہ ذہبی کا اندازہ درست ہے اور امام حاکم کی بیان کردہ تعداد بہت زیادہ ہے (۱)۔

مسند بقی بن مخلد کے حوالے سے ابن حزم کا قول بھی محل نظر ہے جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس میں ۱۳۰۰ سے کچھ زائد صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث جمع کی ہیں لیکن یہ قول ابن حزم کے مرتب کردہ فہرست سے مطابق نہیں رکھتی جس میں انہوں نے ایک ہزار تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا صحابیات کا ذکر کیا ہے۔ باقی راوی کہاں گئے اس کے بارے میں انہوں نے وضاحت نہیں کی (۲)۔

مسند احمد اور مسند بقی کا تقابل:

(۱) جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احادیث مسند احمد میں آئی ہیں شیخ البانی کی فہرست کے مطابق ان کی تعداد ۹۰۴ ہے جبکہ مسند بقی میں ایک ہزار تیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احادیث ذکر کی گئی ہیں لیکن مسند بقی میں بعض تابعین کو بھی صحابی سمجھا گیا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں

(۱) اکرم ضیاء العمری، بقی بن مخلد و مقدمۃ مسندہ، ۱۹

(۲) المقری، نفح الطیب، ۵۸۱/۱، ۱۳۱/۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی وضاحت کی ہے (۱)۔

(۲) مسند بقی میں مذکور کل احادیث کی تعداد ۳۰۹۶۹ ہے جبکہ مسند احمد میں عبداللہ کی زیادات کے علاوہ مذکورہ احادیث کی تعداد تیس ہزار ہے۔

(۳) بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات کی تعداد مسند بقی میں زیادہ ہے جبکہ مسند احمد میں اسی صحابی کی روایت کردہ احادیث کی تعداد کم ہے، مثلاً مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ کی مرویات کی تعداد ۳۸۷۹ ہے جبکہ مسند بقی میں حضرت ابوہریرہ کی مرویات کی تعداد ۵۳۷۴ ہے۔

اس طرح حضرت عبداللہ بن عمر کی مرویات کی تعداد مسند بقی بن مخلد میں ۲۲۱۰ ہے جبکہ مسند احمد بن حنبل ان کی تعداد ۲۰۲۹ ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد مسند بقی میں ۱۵۷ ہے جبکہ مسند احمد بن حنبل میں ۵۳ ہے۔ حضرت انس کی مرویات کی تعداد مسند بقی میں ۲۲۸۶ ہے جبکہ مسند احمد میں ۲۱۹۲ ہے۔ بعض اوقات مسند احمد میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرویات کی تعداد زیادہ ہے جبکہ مسند بقی بن مخلد میں کم ہے مثلاً مسند احمد میں حضرت علی کی مرویات کی تعداد ۸۱۹ ہے جبکہ مسند بقی میں ۵۸۶ ہے لیکن مرویات کی تعداد کا یہ اختلاف سلسلہ سند میں ہے۔ متن کے اندر کس قدر فرق پایا جاتا ہے یہ امر قابل غور ہے۔

(۴) اگرچہ بقی بن مخلد امام احمد بن حنبل کے شاگرد رہے ہیں لیکن مسند بقی ان سے استفادے کا نتیجہ نہیں ہے۔ بقی بن مخلد نے ۲۸۴ شیوخ سے روایات کو اپنی مسند میں جمع کیا ہے ان میں دس بھی ضعیف نہیں ہیں بلکہ سب کے سب مشاہیر اور بڑے بڑے محدثین ہیں۔ یہ قول ابن حزم کا ہے جنہوں نے مسند بقی بن مخلد کو دیکھا ہے جبکہ مسند احمد میں امام احمد بن حنبل نے ۲۸۳ شیوخ سے احادیث کو نقل کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے مسند بقی کی دو جلدیں دیکھنے کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان میں کوئی حدیث بھی امام احمد سے روایت نہیں کی گئی۔

(۱) الذهبی، الاصابة، ۳/۳۶۱، ۶/۳۴۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵ بقی بن مخلد نے اپنی مسند کو بڑی احتیاط اور جانچ پرکھ کے بعد مرتب کیا ہے۔
ابن حجر کے مطابق انہوں نے اسحٰق بن راہویہ کے اسلوب کو اپنایا ہے۔
ابن حزم مسند بقی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وما اعلم هذه الرتبة لاحد قبله مع ثقته و ضبطه واتقانه واحتفاله فيه في الحديث وجودة شيوخة فإنه روى عن مائتي رجل و أربعة و ثمانين رجلا ليس فيهم عشرة ضعفاء و سائرهم أعلام مشاهير (۱)

میرے علم کی حد تک آج تک کسی کو یہ بلند رتبہ نہیں ملا، جو ثقاہت، ضبط و اتقان اور حدیث کا اس قدر کثیر علم رکھتا ہو اور جس کے شیوخ بھی بلند پایہ ہوں۔ انہوں نے اس مسند میں ۲۸۴ شیوخ سے احادیث نقل کی ہیں ان میں دس بھی ضعیف نہیں ہوں گے بلکہ سب نامور علماء اور مشاہیر محدثین ہیں۔

۶ جہاں تک دونوں مسانید کی ترتیب اور حسن تالیف کا تعلق ہے تو مسند بقی بن مخلد، مسند احمد پر فوقیت رکھتی ہے کیونکہ یہ بیک مسند بھی ہے اور مصنف بھی ہے یعنی ہر صحابی کی احادیث کو فقہی ابواب کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے اور یہ نادر اسلوب اس سے پہلے کسی نے اختیار نہیں کیا۔

۷ سند عالی، کے معاملے میں مسند احمد، مسند بقی پر فوقیت رکھتی ہے کیونکہ امام احمد، بقی بن مخلد کے شیوخ میں سے ہیں۔

۸ ابن کثیر مسند احمد کو مسند پر ترجیح دیتے ہیں لیکن انہوں نے وضاحت نہیں کی کہ آیا انہوں نے خود مسند احمد کو دیکھا ہے یا نہیں (۲)۔

۹ مسند احمد کے ۱۲۷ اجزاء ہیں جبکہ مسند بقی دوسو اجزاء پر مشتمل ہے (۳) لیکن اس

---

(۱) ابن کثیر، البداية والنهاية، ۵۶/۱۱، ۵۷

(۲) الاشبیلی، فہرست، ۱۳۹، ۱۴۰

(۳) الحمیدی، جذوة المقتبس، ۱/۲۷۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا یہ مطلب نہیں کہ مسند احمد کی ضخامت کم ہے کیونکہ اجزاء کا تعلق کاغذ کے سائز اور رسم الخط کے فرق کی وجہ سے مختلف ہے۔

⟨۱۰⟩ دونوں مسانید میں مرویات کا اختلاف مقلّین صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہے مکثرین میں نہیں۔

(ا) جن صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرویات کی تعداد بیس سے زیادہ ہے ان دونوں کی مرویات دونوں میں یکساں ہیں۔

(ب) جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر بقی نے کیا ہے اور امام احمد نے نہیں کیا ان کی تعداد اکتیس ہے جن میں تین، دو اور ایک احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل نہیں۔

(ج) جن صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرویات تین یا دو ہیں اور انہیں بقی نے ذکر کیا ہے اور امام احمد نے ذکر نہیں کیا ان کی تعداد ۸۲ ہے۔

(د) ایک حدیث روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم، جنہیں امام احمد نے ذکر نہیں کیا اور مسند بقی میں ان کا ذکر آیا ہے ان کی تعداد ۳۳۴ ہے۔

(ھ) مجموعی طور پر جن صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر مسند بقی میں ہے اور مسند احمد میں نہیں ان کی تعداد ۵۶۸ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسند احمد اور مسند بقی ایک نظر میں

موضوع	مسند احمد	مسند بقی
کل احادیث	30,000	30969
راوی صحابہ کی تعداد	904	1013
حضرت ابو ہریرہ کی مرویات	3879	5374
حضرت عمر کی مرویات	310	537
حضرت عبداللہ بن عمر کی مرویات	2029	2210
حضرت عبداللہ بن مسعود کی مرویات	900	848
حضرت علی کی مرویات	819	586
حضرت عائشہ کی مرویات	1340	2210
حضرت معاذ بن جبل کی مرویات	53	157
حضرت انس بن مالک کی مرویات	2192	2286
اجزاء کی تعداد	127	200
شیوخ کی تعداد	283	284

۳۔ مصنف فی فتاویٰ الصحابة والتابعین و من دونهم:

تفسیر اور مسند کے علاوہ بقی بن مخلد کے علمی آثار میں ایک مصنف کا ذکر بھی ملتا ہے اس کے بارے میں ابن حزم لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أربى فيه على مصنف أبي بكر بن أبي شيبة، و مصنف عبدالرزاق بن همام، و مصنف سعيد بن منصور و غيرها وانتظم علماً عظيماً لم يقع في شيءٍ من هذه(۱)

بقی بن مخلد اس مصنف کی ترتیب وتصنیف میں مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق بن ہمام اور مصنف سعید بن منصور وغیرہ پر سبقت لے گئے ہیں۔ انہوں نے اس مصنف میں علم کا بڑا ذخیرہ سمو دیا ہے۔

کتانی اپنی مشہور کتاب الرسالۃ المستطرفہ میں لکھتے ہیں:

وهو كتاب شهير و جامع كبير، خرج اكثر احاديثه الشيخان والاربعة.

یہ کتاب بڑی مشہور اور احادیث کے بڑے ذخیرے پر مشتمل ہے اس کی اکثر احادیث بخاری اور مسلم اور اصحاب سنن نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں۔

۴۔ ماروی فی الحوض والکوثر:

یہ کتاب بھی نایاب ہے لیکن جیسا کہ اس کے عنوان سے ظاہر ہے اس میں بقی نے حوض اور کوثر کے متعلق احادیث کو جمع کیا ہوگا اور اس کی ضخامت کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ایک مختصر کتاب یا کتابچہ ہوگی کیونکہ اس موضوع پر زیادہ روایات نہیں ملتیں۔

۵۔ عددمالکل واحد من الصحابة من الحديث:

یہ کتاب دراصل ایک فہرست ہے جس میں بقی بن مخلد نے احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد، ان کے اسمائے گرامی اور ان کی روایات یا

(۱) الکتانی، الرسالۃ المستطرفۃ، ۴۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث کی تعداد ذکر کی ہے۔ اس کتاب کو ابن حزم (۴۵۶ھ) نے ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے قلمی نسخے بعض کتب خانوں میں موجود ہیں ایک نسخہ شام کے مکتبہ ظاہریہ میں ہے۔ ڈاکٹر اکرم ضیا عمری نے اس کی فوٹو کاپی کر کے اسے شائع کیا ہے۔ اس کا خلاصہ ذیل کے جدول سے واضح ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول نمبر ۱

نمبر شمار	راویان احادیث کی قسم	احادیث کی تعداد	احادیث روایت کرنے والے صحابہ کی تعداد
۱	ہزاروں احادیث روایت کرنے والے	12400	4
۲	ہزار احادیث روایت کرنے والے	4370	3
۳	دوسو احادیث روایت کرنے والے	4516	10
۴	سو احادیث روایت کرنے والے	3100	21
۵	دسیوں احادیث روایت کرنے والے	3810	91
۶	انیس احادیث روایت کرنے والے	38	2
۷	اٹھارہ احادیث روایت کرنے والے	108	6
۸	سترہ احادیث روایت کرنے والے	51	3
۹	سولہ احادیث روایت کرنے والے	48	3
۱۰	پندرہ احادیث روایت کرنے والے	60	4
۱۱	چودہ احادیث روایت کرنے والے	154	11
۱۲	تیرہ احادیث روایت کرنے والے	91	7
۱۳	بارہ احادیث روایت کرنے والے	108	9
۱۴	گیارہ احادیث روایت کرنے والے	99	9
۱۵	دس احادیث روایت کرنے والے	140	14

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶	نو احادیث روایت کرنے والے	108	12
۱۷	آٹھ احادیث روایت کرنے والے	144	18
۱۸	سات احادیث روایت کرنے والے	196	28
۱۹	چھ احادیث روایت کرنے والے	162	27
۲۰	پانچ احادیث روایت کرنے والے	140	28
۲۱	چار احادیث روایت کرنے والے	212	53
۲۲	تین احادیث روایت کرنے والے	216	72
۲۳	دو احادیث روایت کرنے والے	240	120
۲۴	ایک حدیث روایت کرنے والے	458	458
	کل میزان	**30969**	**1013**

بقی کی فہرست اور دیگر فہارس کا تقابلی مطالعہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات کی تعداد کے ضمن میں بقی بن مخلد کی فہرست منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ اس کے علاوہ ابوبکر احمد بن عبداللہ البرقی (۲۷۰ھ) نے بھی اس موضوع پر کام کیا ہے۔ اس کی ایک کتاب ''تاریخ'' کے عنوان سے ہے اور دوسری تالیف ''معرفۃ الصحابۃ'' کے عنوان سے ہے لیکن یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا آیا یہ دونوں الگ الگ کتابیں ہیں یا ایک ہی تصنیف کے دو نام ہیں۔ حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں اس سے اقتباس دیا ہے(۱)۔ برقی کے حوالے سے حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ وہ حافظ حدیث اور اس فن کے ماہرین میں سے تھے(۲)۔

ان دونوں کتابوں (فہارس) کے تقابلی مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے، جیسا کہ ابن جوزی نے ''تلقیح فھوم اھل الاثر'' کے اندر بیان کیا ہے کہ بعض اوقات برقی نے بقی بن مخلد سے زیادہ تعداد میں احادیث صحابہ کی طرف منسوب کی ہیں مثلاً ابوبکر برقی

(۱) الذھبی، الاصابہ، ۲۶۲/۵۶، ۲۹۸

(۲) الذھبی، تذکرۃ الحفاظ، ۵۷۰/۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک کی مرویات کی تعداد پچاس ہے جو کہ اہل مصر نے ان سے روایت کی ہیں۔ صرف ایک حدیث ایسی ہے جو اہل شام نے ان سے روایت کی ہے جبکہ بقی بن مخلد حضرت انس کی مرویات کی تعداد تین بیان کرتے ہیں (۱)۔

اس طرح حارث بن البرصاء کے بارے میں برقی چار احادیث منسوب کرتے ہیں اور بقی بن مخلد انہیں دو احادیث روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کرتے ہیں۔ اس طرح عبدالرحمٰن بن ازھر کے بارے میں برقی کہتے ہیں کہ ان سے چار احادیث مروی ہیں جبکہ بقی انہیں دو احادیث روایت کرنے والوں میں شمار کرتے ہیں اور بقی انہیں دو احادیث روایت کرنے والوں میں بیان کرتے ہیں (۲)۔

حکم بن عمرو غفاری کے بارے میں بقی ایک حدیث روایت کرنے والا بیان کرتے ہیں جبکہ برقی انہیں چار احادیث روایت کرنے والا بیان کرتے ہیں۔

برقی سعید بن عامر کو دو، سفیان بن وہب الخولانی اور شیبہ بن عجمان کو تین تین احادیث والا بیان کرتے ہیں جبکہ بقی انہیں ایک حدیث روایت کرنے والا شمار کرتے ہیں لیکن مجموعی طور پر بقی بن مخلد کی فہرست زیادہ جامع اور مکمل ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیادہ تعداد کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔

بقی بن مخلد کی دیگر علمی خدمات:

بقی بن مخلد کی اپنی تالیفات کا تفصیلی ذکر بیان ہو چکا لیکن اس کے علاوہ ان کی علمی خدمات میں سے یہ ہے کہ انہوں نے اہل اندلس کو پہلی مرتبہ درج ذیل کتب سے روشناس کروایا:

1. مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ
2. امام شافعی کی مشہور کتاب ''کتاب الام''۔
3. خلیفہ بن خیاط کی ''کتاب التاریخ''۔

---

(۱) ابن الجوزی، تلقیح فهوم اهل الاثر، ۳۶۶

(۲) ایضاً، حوالہ بالا ۳۷۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ خلیفہ بن خیاط کی ''کتاب الطبقات''

⑤ دورقی کی ''سیرت عمر بن عبدالعزیز''۔

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں:

''فھذہ المصنفات انفرد بقي بن مخلد بإدخالها إلى الاندلس لاول مرة، ولاشک أنه تحمل مصنفات أخرى كثيرة بالسماع أوالاجازة في رحلتيه الطويلتين، ولم تسمها المصادر فقد كان يرى أن الاجازة كالسماع''(۱)

یہ تصنیفات پہلی مرتبہ بقی بن مخلد اندلس لے کر آئے اور اس امر میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے اپنے دونوں طویل علمی اسفار کے دوران بے شمار دیگر کتب کا سماعت کے ذریعے یا اجازت کے ذریعے علم حاصل کیا۔ اگرچہ مصادر اس حوالے سے خاموش ہیں۔ بقی بن مخلد اجازت کو سماعت کے مساوی سمجھتے تھے۔

بقی بن مخلد نے خلیفہ بن خیاط کی تاریخ میں کچھ اضافے بھی کیے۔

---

(۱) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۲۶۴،۲۶۲/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن وضاح (۲۸۷ھ)

محمد بن وضاح، بقی بن مخلد کے ہم عصر ہیں۔ ان دونوں حضرات کے علمی سفر اور تعلیمی خدمات سے اندلس میں علم حدیث کی اشاعت کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے جو کہ تیسری صدی ہجری کے پہلے نصف پر مشتمل ہے۔

محمد بن وضاح کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

محمد بن وضاح بن یزیع المروانی، عبدالرحمٰن بن معاویہ کے آزاد کردہ غلام (مولیٰ) تھے۔ یہ ۱۹۹ ہجری میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ:

ان کے اساتذہ کی تعداد ازابیل فائیرو (Isabel Fiero) نے ۲۶۶ لکھی ہے (۱)۔ تاہم ان میں مشہور محدثین یحییٰ بن معین، اسماعیل بن ابی اویس اصبغ بن الفرج، زھیر بن عباد، حرملہ، یعقوب بن کاسب اسحٰق بن ابی اسرائیل، محمد بن رمح اور ان کے طبقے کے دیگر شیوخ شامل ہیں (۲)۔

تلامذہ:

ان سے روایت کرنے والوں میں احمد بن خالد الجباب، قاسم بن اصبغ، محمد بن ایمن، احمد بن عبادہ، محمد بن المسور وغیرہ شامل ہیں (۳)۔

(۱) Isabel Fiero, *the Introduction of Hadith in Spain* p. 80

(۲) الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۳/۴۴۵

(۳) ایضاً، حوالہ بالا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء کے اقوال:

حافظ ذہبی (۷۴۸ھ) میزان الاعتدال میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں

"محمد بن وضاح القرطبی الحافظ، محدث الاندلس مع بقی بن مخلد أخذ عن اصحاب مالک والیث وروی علماً جماً"(۱)

محمد بن وضاح القرطبی، حافظ حدیث اور محدث اندلس بقی بن مخلد کے ہم عصر تھے۔ انہوں نے امام مالکؒ، لیثؒ کے شاگردوں سے علم حاصل کیا اور کثرت سے علم حدیث کی روایت کی۔

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں:

کان عالما بالحدیث، بصیراً بطرقه و علله، کثیر الحکایة عن العباد، ورعا، زاهداً، صبوراً علی نشر العلم متعففاً، نفع الله اهل الاندلس به و کان ابن الجباب یعظمه و یصف عقله و فضله و لا یقدم علیه احدا، غیر أنه ینکر رده لکثیر من الحدیث(۲)

ابن وضاح حدیث کے عالم، اس کی اسناد اور علل سے باخبر تھے۔ صوفیاء کی حکایات کثرت سے بیان کرتے تھے۔ یہ بہت متقی، زاہد اور علم کی اشاعت میں بے انتہا صبر کرنے والے تھے۔ دنیوی معاملات سے کنارہ کش (عفیف) تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے اہل اندلس کو بے انتہا فائدہ پہنچایا۔ ابن جباب ان کی بے حد تعظیم کرتے تھے اور ان کی عقل مندی اور فضیلت کی تعریف کرتے تھے اور انہیں دیگر محدثین پر فوقیت دیتے تھے لیکن بہت ساری

(۱) الذھبی، میزان الاعتدال ۵۹/۴

(۲) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۱۶/۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث کو محمد بن وضاح کے حدیث نہ ماننے کو وہ رد کرتے تھے۔

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں:

وکان ابن وضاح کثیراً ما یقول: لیس ھذا من کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شيءٍ وھو ثابت من کلامہ صلی اللہ علیہ وسلم ولہ خطأ کثیر محفوظ عنہ، و أشیاء کان یغلط فیھا ویصحفھا، وکان لا علم عندہ بالفقہ ولا بالعربیۃ ①.

ابن وضاح اکثر کہا کرتے تھے یہ (حدیث) آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے حالانکہ وہ حدیث آپ ﷺ سے ثابت ہوتی تھی۔ اس بارے میں ان کی بہت ساری غلطیاں کتابوں میں محفوظ ہیں۔ بہت ساری باتوں میں غلطی کر جاتے تھے اور تصحیف ② کرتے تھے۔ ابن وضاح فقہ اور عربی زبان سے نا آشنا تھے۔

---

① ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۱۹/۲

② حدیث میں ثقہ راویوں کے بیان کردہ الفاظ کے برعکس ایسے الفاظ بیان کرنا جو لفظی یا معنوی طور پر مختلف ہوں، مثلاً حدیث میں مذکور لفظ احجم کو راوی نے احتجر میں بدل دیا۔ تصحیف کی کئی اقسام ہیں (۱) سند میں تصحیف مثلاً عوام بن مراجم کو عوام بن مزاحم میں بدل دیا (۲) متن میں تصحیف مثلاً مذکورہ بالا مثال میں احجم کو احتجر سے بدل دیا، (۳) پڑھنے میں تصحیف کرنا مثلا حدیث من صام رمضان واتبعہ ستاً من شوال میں ستاً کو شیأ پڑھ لیا۔ (۴) سننے میں غلطی کی وجہ سے تصحیف مثلاً عاصم الاحول کو عاصم الاحدب سنا گیا۔ معنوی تصحیف: راوی حدیث کے الفاظ تو اصل ہی نقل کرتا ہے، مگر ان کی تفسیر ایسی کرتا ہے جو حقیقتاً مراد نہیں ہوتی مثلاً حدیث میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الی عنزۃ. عنزہ سے مراد نیزہ نما لاٹھی ہے۔ بنی عنیزہ نے اسے اپنے لیے باعث شرف سمجھتے ہوئے کہا کہ ہمارے لیے یہ بات باعث اعزاز ہے کہ رسول اللہ نے ہماری طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے۔ (سہیل حسن، معجم اصطلاحات حدیث، ۱۳۹)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہبی، ابن الفرضی کے مذکورہ بالا تبصرے کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

هو صدوق في نفسه، راس في الحديث ①

وہ اپنی ذات میں ایک راست گو انسان تھے اور حدیث کے ماہر تھے۔

ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں اپنی سند سے ایک حدیث بھی ابن وضاح سے نقل کی ہے:

أنبا نا هارون، عن أبي القاسم بن بقي، عن شريح بن محمد أن أبا بن حزم أجازله: أخبرنا احمد بن الجسور، حدثنا محمد بن عبدالله بن أبي دليم حدثنا يزيد، أخبرنا حميد، عن بكر بن عبدالله، عن ابن عمر قال أهل رسول الله صلى الله عليه وسلم بالحج و اهللنا معه فلما قدم، قال من لم يكن معه هدى فليحلل ②

ہمیں ھارون نے خبر دی اور انہوں نے ابوالقاسم بن بقی سے اور انہوں نے شریح بن محمد سے روایت کی کہ انہیں ابن حزم نے اجازت دی وہ کہتے ہیں ہمیں احمد بن صبور نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن عبداللہ بن ابی دلیم نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں محمد بن وضاح نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں یزید نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں حمید نے بکر بن عبداللہ سے اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حج کے لیے احرام باندھا، ہم نے بھی آپ کے ساتھ حج کے لیے احرام باندھا، جب آپ ﷺ (مکہ) تشریف لائے تو فرمایا جو قربانی کا جانور ساتھ نہ لایا ہو وہ احرام کھول دے۔

① الذھبی، میزان الاعتدال، ۵۹/۴

② اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ یزید سے مراد ابن ہارون ہے اور حمید سے مراد ابن ابی حمید الطویل ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقی بن مخلد اور ابن وضاح کا تقابل:

بقی بن مخلد اور ابن وضاح میں بہت سارے مشترک اوصاف پائے جاتے ہیں یہ دونوں اندلس میں علم حدیث کے فروغ اور تعارف کے دوسرے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ دونوں موالی تھے۔ محمد بن وضاح کے دادا، عبدالرحمٰن الداخل کے آزادہ کردہ غلام تھے۔ بقی بن مخلد کی طرح محمد بن وضاح نے بھی دو دفعہ مشرق کا سفر کیا۔ ابن وضاح نے پہلا سفر اہل تصوف اور صوفیاء اور زیادہ سے ملنے کے لیے کیا۔ اس دوران ان کی دلچسپی علم حدیث حاصل کرنے میں بڑھی۔ دوسرے سفر کا مقصد صرف اور صرف حدیث کا حصول اور محدثین سے استفادہ تھا۔ بقی بن مخلد کی طرح ابن وضاح نے بھی بہت زیادہ شیوخ سے حدیث کی سماعت کی۔ ان کے اساتذہ کی تعداد ۲۶۵ بیان کی جاتی ہے جبکہ بقی بن مخلد کے شیوخ کی تعداد ۲۸۴ بیان کی جاتی ہے۔ بقی بن مخلد کے برعکس ابن وضاح بصرہ نہیں گئے۔

جس طرح بقی بن مخلد نے اندلس میں بہت ساری کتب اور علوم کو متعارف کروایا اسی طرح ابن وضاح نے وکیع بن الجراح (۱۹۷ھ) کی مصنف، سفیان ثوری (۱۶۱ھ) کی ''جامع کبیر'' ابن ابی شیبہ (۲۳۵ھ) کی مسند الفزاری کی ''السیر'' اور ابن المبارک (۱۸۱ھ) کی فضل الجہاد سے اہل اندلس کو متعارف کروایا۔

حدیث کی روایت کے سلسلے میں ابن وضاح نے مؤطا بروایت یحییٰ کی اشاعت اور سحنون کی مدونہ سے اہل اندلس کو متعارف کروایا۔ سحنون کی مدونہ سے اہل اندلس کو متعارف کروانا بڑی اہمیت کا حامل کارنامہ ہے۔ مالکی طبقات میں ابن وضاح نمایاں اہمیت رکھتے ہیں۔

ایک ماہر محدث ہونے کی وجہ سے انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ کے روایت کردہ نسخے میں بعض احادیث کی اسناد میں غلطیوں کی نشان دہی بھی کی۔ ابن حجر عسقلانی انہیں اسماء الرجال کا ماہر بتاتے ہیں(۱)۔

---

(۱) Isabel Fiero, *Introduction of Hadithy*, p. 80

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک تصنیف و تالیف کا تعلق ہے، انہوں نے بقی بن مخلد کی طرح کوئی مسند یا مصنف تو تالیف نہیں کی البتہ ان کا زیادہ تر کام سوانحی نوعیت ہے۔ انہوں نے العباد والعوابد، مناقب امام مالک، تسمیۃ الرجال اور سیرت عمر بن عبدالعزیز تالیف کیں لیکن ان کی یہ ساری تالیفات زمانے کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکیں ①۔ بقی بن مخلد کے برعکس ان کے حدیث کے ماہر ہونے کے بارے میں متضاد آراء پائی جاتی ہیں جیسا کہ علماء کے اقوال کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

وفات:

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں کہ محمد بن وضاح ہفتے کی رات چھبیس محرم ۲۸۷ ہجری کو فوت ہوئے اور ام سلمہ کے قبرستان میں دفن ہوئے ②۔

ابن وضاح کے حالات زندگی کے لیے دیکھیے: (تاریخ علماء الاندلس ۱۵/۲۔۱۷، جذوۃ المقتبس ۹۲۔۹۴، تاریخ ابن عساکر ۴۲/۱۶، ۴۳، بغیۃ الملتمس ۱۳۲، ۱۳۴، تذکرہ الحفاظ ۶۴۶/۲، ۶۴۸، میزان الاعتدال ۵۹/۴، الوافی بالوفیات ۱۷۴/۵، طبقات القراء لابن الجزری ۲۷۵/۲، لسان المیزان ۴۱۶/۵، ۴۱۷، النجوم الزاھرۃ ۱۲۱/۳، طبقات ۲۸۳، شذرات الذھب ۱۹۴/۲۔)

---

① Isabel Fiero, *Introduction of Hadithy*, p. 80

② ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۱۶/۲

(***) ابن وضاح کے حالات زندگی کے لیے دیکھیے: تاریخ علماء الاندلس ۲/ ۱۵-۱۷؛ جذوۃ المقتبس ۹۲-۹۴؛ تاریخ ابن عساکر ۱۶/ ۴۲-۴۳؛ بغیۃ الملتمس ۱۳۲،۱۳۴؛ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۶۴۶،۶۴۸؛ میزان الاعتدال ۴/ ۵۹؛ الوافی بالوفیات ۵/ ۱۷۴؛ طبقات القراء لابن الجزری ۲/ ۲۷۵؛ لسان المیزان ۵/ ۴۱۶-۴۱۷؛ النجوم الزاھرۃ ۳/ ۱۲۱؛ طبقات ۲۸۳،شذرات الذھب ۲/ ۱۹۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاسم بن محمد قاسم القرطبی البیانی (۲۷۷ھ)

یہ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے آزاد کردہ غلام (مولیٰ) تھے۔قرطبہ میں پیدا ہوئے۔ان کی تاریخ پیدائش ۲۲۰ ہجری کے لگ بھگ ہوئی (۱)۔ان کی کنیت ابو محمد تھی۔

علماء کے اقوال:

علامہ ذہبی (۷۴۸ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

عظی معرفته بالحدیث براعته فی الفقه والمسائل وفاق اهل العصر و ضرب بامامته المثل وصارا ماماً مجتهدا لا یقلد احدا مع قوة میله إلیٰ مذهب الشافعي و بصره به (۲)

انہیں حدیث کی معرفت تامہ حاصل تھی۔ فقہ اور مسائل پر گہری دسترس حاصل تھی۔اپنے معاصرین پر انہیں فوقیت حاصل تھی ان کی علمی امامت اور حیثیت ضرب المثل تھی۔ یہ امامت اور درجہ اجتہاد پر فائز تھے۔شافعی مسلک کی طرف میلان ہونے کے باوجود کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

ابن الفرضی لکھتے ہیں (۴۰۳ھ) کہ مجھے عباس بن اصبغ نے بیان کیا کہ ان کے بیٹے محمد بن قاسم نے ان سے کہا کہ اے ابا جان مجھے وصیت کیجیے تو انہوں نے کہا:

اوصیک بکتاب الله، فلاتنس حظک منه و اقرا منه

(۱) الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۳۲۸/۱۲

(۲) ایضاً حوالہ بالا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كل يوم جزءاً واجعل عليك واجباً وان أردت أن تاخذ من هذا الامر بحظ يعني الفقه فعليك براى الشافعي، فإني رأيته أقل خطاء ولم يكن بالاندلس مثل قاسم بن محمد في حسن النظر، والبصر والحجة(۱)

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تلاوت کلام پاک سے اپنا حصہ لینا نہ بھولو اور روزانہ ایک پارہ تلاوت کرنا اپنے ذمہ واجب قرار دے لو اور اگر تم فقہ کے اندر مہارت حاصل کرنا چاہتے ہو تو امام شافعی کی رائے کو اختیار کر لو کیونکہ میں نے اس کے اندر کم غلطیاں پائی ہیں۔

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) ایک دوسرے راوی احمد کے حوالے سے لکھتے ہیں:

سمعت احمد بن خالد و محمد بن عمر بن لبابة يقولان ما راينا أفقه من قاسم بن محمد ممن دخل الاندلس من أهل الرحل(۲)

میں نے احمد بن خالد اور محمد بن عمر بن لبابہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اندلس سے جتنے لوگ تحصیل علم کے لیے گئے ان میں قاسم بن محمد سے بڑا فقیہ ہم نے نہیں دیکھا۔

اسلم بن عبدالعزیز کے حوالے سے ابن الفرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں:

لم يقدم علينا من الأندلس أحد أعلم من قاسم بن محمد ولقد عاتبته في حين انصرافه إلى الاندلس، فقلت له أقم عندنا فإنك تعقد ههنا رياسة، ويحتاج الناس إليك فقال لا بد لي من الوطن(۳)

میں نے محمد بن عبداللہ بن حکم کو کہتے ہوئے سنا کہ اندلس سے جتنے

(۱) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۳۵۶/۱

(۲) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۳۵۶/۱

(۳) ایضاً، حوالہ بالا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ ہمارے پاس آئے قاسم بن محمد ان میں سب سے بڑے عالم تھے۔ جب وہ اندلس واپس جانے لگے تو میں نے انہیں روکنے کے لیے قائل کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ تم یہاں بڑا مقام حاصل کر سکتے ہو۔لیکن انہوں نے جواب دیا کہ نہیں وطن واپس جانا ضروری ہے۔

تالیفات:

قاسم بن محمد نے یحییٰ بن ابراہیم اور عبداللہ بن خالد کے رد میں ایک کتاب لکھی جس سے ان کی علمی حیثیت کا اندازہ ہوتا ہے۔اس کے علاوہ خبر واحد کے موضوع پر بھی ایک کتاب لکھی (۱)۔

اساتذہ:

اپنے علمی سفر کے دوران قاسم بن محمد نے، محمد بن عبداللہ بن حکم ابوابراہیم المزنی، محمد بن عبدالرحیم، ابراہیم بن محمد الشافعی حارث بن مسکین، ابوطاہر احمد بن عمرو، یونس بن عبدالاعلی اور ابراہیم بن منذر حزامی سے احادیث کی سماعت کی (۲)۔

تلامذہ:

ان سے روایت کرنے والوں میں محمد بن عبدالملک، ابن زراد اور ان کے بیٹے محمد بن قاسم شامل ہیں (۳)۔

وفات:

رازی کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۲۷۷ ہجری میں ہوئی۔ایک دوسرے قول کے مطابق ۲۷۸ ہجری میں ''بلای'' کے قلعے کی فتح والے سال ان کی وفات ہوئی۔

(۱) ایضاً، حوالہ بالا، ۱/۳۵۷

(۲) الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۳۲۸/۱۲، ۳۲۹

(۳) الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۳۲۸/۱۲، ۳۲۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن عبدالسلام بن ثعلبة الخشنی ۲۸۶ھ

ابوعبداللہ محمد بن عبدالسلام بن ثعلبہ بن الحسن بن کلیب الخشنی، قرطبہ کے رہنے والے تھے۔ عراق اور دیگر مراکز علمیہ کی طرف سفر کیا اور ایک لمبے عرصے تک مختلف شہروں میں شیوخ حدیث سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ اس کے بعد اندلس واپس آئے اور حدیث کی تدریس میں مشغول ہو گئے (۱)۔

اساتذہ اور شیوخ:

مشرق میں محمد بن عبدالسلام نے محمد بن یحییٰ بن ابی عمر المدنی، محمد بن المثنی، محمد بن عبدالسلام نے محمد بن یحییٰ بن ابی عمر المدنی، محمد بن بشار بندار، سلمہ بن شبیب، ابوابراہیم اسماعیل بن یحییٰ المزنی (امام شافعی کے شاگرد) محمد بن مغیرہ، محمد بن وھب المسعری (یہ دونوں ابوعبید قاسم بن سلام کے شاگرد ہیں) اور دیگر شیوخ سے استفادہ کیا (۲)۔

حمیدی لکھتے ہیں کہ مجھے بعض مشائخ نے کہا کہ محمد بن عبدالسلام نے امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل سے بھی احادیث کی سماعت کی ہے لیکن ان کے بارے میں جتنی روایات مجھ تک پہنچی ہیں، میں نے کہیں یہ نہیں دیکھا کہ انہوں نے امام احمد بن حنبل سے بھی احادیث کی سماعت کی ہے (۳)۔

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں:

(۱) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۱/۳۵۷

(۲) الحمیدی، جذوۃ المقتبس، ۱/۱۱۷

(۳) ایضاً، حوالہ بالا ۱۱۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سمع بمصر من سلمة بن شبيب صاحب عبدالرزاق، و من ابی الطاهر احمد بن عمرو بن السرح، و محمد بن عبدالرحیم البرقی و جماعة كثيرة من البصریین والمصريين و غيرهم و أدخل الاندلس كثيراً من حديث الأئمه و كثيرا من اللغة والشعرا لجاهلی روایة"(۱)

مصر میں محمد بن عبدالسلام نے عبدالرزاق کے شاگرد سلمہ بن شبیب ابوطاہر احمد بن عمرو بن سرح، محمد بن عبدالرحیم برقی اور دیگر بے شمار شیوخ سے احادیث کی سماعت کی۔ اس کے علاوہ بصرہ اور مصر کے علماء سے استفادہ کیا۔ بہت سارے ائمہ کی روایات سے اہل اندلس کو متعارف کرایا۔ عربی زبان اور جاہلیت کی شاعری کی روایت بھی اندلس لے کر آئے۔

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) ان کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وكان فصيح اللسان، جزل المنطق و كان صارماً أنوفاً منقبضاً عن السلطان، وأراده الامير محمد على القضاء فأبى وقال أبيت كما أبت السموات والارض إباية إشفاق لا إباية عصيان(۲).

یہ بڑے زبان آور اور مدلل گفتگو کرنے والے، حق گو اور حکومت اور مناصب سے دور بھاگتے تھے۔ امیر محمد نے قاضی بنانا چاہا لیکن انہوں نے قاضی بننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرا انکار آسمان اور زمین کے انکار کی طرح ہے جنہوں نے 'امانت' (خلافت) کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا تھا(۳)۔

---

(۱) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۱۶/۲

(۲) ایضاً حوالہ بالا

(۳) اشارہ ہے إنا عرضنا الامانة على السموات والارض کی طرف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالغنی بن سعید لکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالسلام نے تاریخ اندلس لکھی اور ابن وضاح سے روایت کی۔ لیکن ان کی یہ غلط فہمی دو وجوہات پر مبنی ہے۔ اندلس کی تاریخ کے مولف محمد بن حارث الخشنی ہیں نہ کہ محمد بن عبدالسلام۔ دوسرا سبب ان کی غلط فہمی کا یہ ہے کہ ابن وضاح اور محمد بن عبدالسلام الخشنی دونوں ایک طبقے کے ہیں اور دونوں کا سال وفات بھی ایک ہے۔ ابن وضاح سے روایت کرنے والے بھی محمد بن حارث ہیں۔ ان کی غلط فہمی کی بنیاد ابن یونس کی تاریخ ہے لیکن اگر وہ غور سے ابن یونس کی کتاب کا مطالعہ کرتے تو دیکھتے کہ انہوں نے محمد بن حارث الخشنی کا سال وفات ۳۱۰ ہجری لکھا ہے اور محمد بن عبدالسلام الخشنی کا سال وفات ۲۸۶ ہجری ہے۔ ابن یونس نے دو جگہوں پر باب ''سین'' اور ''نون'' میں خشنی کا ذکر کیا ہے اور ان کے نام ونسب اور دیگر تفصیل نہیں لکھی (۱)۔

محمد بن عبدالسلام شاعر بھی تھے۔ جب مشرق سے اندلس واپس لوٹے تو انہوں نے یہ شعر کہے۔

كـأن لـم يـكـن بين ولم تـك فرقة
إذا كـان مـن بـعـد الـفـراق تـلاقـي
أخـي إنـمـا الـدنيا مـحـلة فـرقـه
ودار غـــرور آذنـــت بـفـــراق
تـزود أخـي مـن قبل أن تسكن الثرى
ويـلـتـف سـاق لـلـنـشـور بسـاق (۲)

(۱) الحمیدی، جذوة المقتبس، ۱/۱۱۸، ۱۱۹

(۲) الحمیدی، جذوة المقتبس، ۱/۱۱۸، ۱۱۹
محمد بن عبدالسلام الخشنی کے تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے:

طبقات النحويين واللغويين ۲۶۸؛ تاريخ علماء الاندلس ۲/۱۴، ۱۵؛ جذوة المقتبس ۶۸-۷۰؛ بغية الملتمس ۱۰۲، ۱۰۵؛ اللباب ۱/۴۴۶؛ تذكرة الحفاظ ۲/۶۴۹؛ البلغة فی تاريخ أئمة اللغة ۲۲۶؛ طبقات الحفاظ ۲۸۴، بغية الوعاة ۱/۱۶۰۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا جدائی اور فرقت کبھی دیکھی ہی نہیں۔
جب جدائی کے بعد وصال اور ملاقات ہوئی۔
اے دوست یہ دنیا جدائی کا گھر ہے۔
دھوکے کا گھر ہے اور ہر آن جدائی کا کھٹکا رہتا ہے۔
اے میرے بھائی! مٹی میں بسیرا کرنے سے پہلے زادِ راہ اکٹھا کر لے۔
قبل اس کے کہ وہ وقت آئے جب حشر نشر کے لیے پنڈلی سے پنڈلی لپیٹ دی جائے۔

تلامذہ:

ان سے روایت کرنے والوں میں اسلم بن عبدالعزیز، احمد بن خالد، محمد بن قاسم بن محمد قاسم بن اصبع اور ان کے بیٹے محمد بن محمد بن عبدالسلام شامل ہیں۔

وفات:

اندلس ہی میں ۲۸۶ ہجری کو فوت ہوئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

چوتھی صدی ہجری کے محدثین

احمد بن خالد بن یزید قرطبی

قاسم ابن اصبغ

خالد بن سعد

ابن مفرج

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد بن خالد بن یزید قرطبی (۳۲۲ھ)

احمد بن خالد بن یزید ابن الحباب کے لقب سے مشہور ہیں۔ ان کی کنیت ابوعمر تھی۔
ان کے بارے میں حمیدی لکھتے ہیں:

كان حافظا متقناً، و رواية للحديث مكثرا [1]

یہ حدیث کے حافظ، ماہر اور کثرت سے احادیث روایت کرنے والے تھے۔

اساتذہ اور شیوخ:

انہوں نے بھی تحصیل علم کے لیے سفر کیا اور بہت سارے شیوخ سے استفادہ کیا۔ ان میں عبدالرزاق بن ھمام کے ساتھی اسحاق بن ابراھیم الدبری، ابوعبید قاسم بن سلام کے ساتھی علی ابن عبدالعزیز شامل ہیں۔ اندلسی علماء اور شیوخ میں انہوں نے محمد بن وضاح، ابراہیم بن محمد بن الفراز، یحیٰی بن عمر بن یوسف، بقی بن مخلد، محمد بن عبدالسلام خشنی، قاسم بن محمد سے استفادہ کیا۔

ابوعمر بن عبدالبر کہتے ہیں کہ انہوں نے عبید بن محمد الکشوری سے احادیث کی سماعت کی۔

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

كان امام وقته غير مدافع في الفقه والحديث والعبادة [2]

---

[1] الحمیدی، جذوة المقتبس، ۱/۱۹۲

[2] ابن الفرضی، تاریخ علماء اندلس، ۱/۳۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اپنے زمانے کے امام تھے اور فقہ، حدیث اور عبادت گزاری میں کوئی ان کا مدمقابل نہ تھا۔

تلامذہ:

ان سے حدیث روایت کرنے والوں میں ان کا بیٹا محمد، ابومحمد عبداللہ بن محمد بن علی الباجی، محمد بن محمد بن ابی دلیم، خالد بن سعد اور عبداللہ بن محمد بن عثمان وغیرہ شامل ہیں۔ (۱)

تالیفات:

انہوں نے مالک بن انس کی مرویات پر مشتمل ایک مسند مرتب کی۔

وفات:

خالد بن یزید نے سوموار کی رات سولہ جمادی الثانی ۳۲۲ھ کو وفات پائی۔ (۲)

(۱) الحمیدی، جذوۃ المقتبس، ۱/۱۹۲

(۲) ابن الفرضی، تاریخ علماء اندلس، ۱/۳۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاسم ابن اصبغ (۳۴۵ھ)

نام ونسب:

ابن محمد بن یوسف بن ناصح، اندلس کے محدث اور حافظ حدیث تھے۔ ان کی کنیت ابومحمد القرطبی ہے۔ یہ بنی امیہ کے موالی میں سے تھے۔

اساتذہ اورشیوخ:

ان کے اساتذہ میں بقی بن مخلد، محمد بن وضاح، اصبغ بن خلیل، محمد بن عبدالسلام الخشنی اور اندلس کے دیگر علماء حدیث شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں محمد بن اسماعیل الصائغ اوران کے طبقے کے دیگر علماء سے حدیث کی سماعت کی۔ محمد بن الجہم السمری، ابومحمد بن قتیبہ، جعفر بن محمد بن شاکر، ابوبکر بن ابی الدنیا، حارث بن ابی اسامہ، محمد بن اسماعیل ترمذی بھی ان کے اساتذہ کی فہرست میں آتے ہیں۔ اسماعیل القاضی نے ان سے بہت احادیث روایت کی ہیں۔ ابوبکر ابی خثیمہ سے انہوں نے ان کی تاریخ کی کتاب کی سماعت کی۔ کوفہ میں ابراہیم بن عبداللہ القصار جوکہ وکیع کے ساتھی ہیں، سے استفادہ کیا۔ امام ابوداؤد سے ان کی سماعت ثابت نہیں ہے۔ لیکن قاسم بن اصبغ نے ابوداؤد کی طرز پر ''سنن'' مرتب کی (۱)۔

تالیفات:

سنن کے علاوہ قاسم ابن اصبغ کی دیگر تالیفات میں صحیح مسلم کی طرز پر ایک

(۱) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۴۰۶/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"صحیح" کی تالیف ہے۔اس کے علاوہ انہوں نے "برالوالدین"، "مسند مالک"، "المنتقی فی الآثار"، "الانساب" جیسی کتب مرتب کیں①۔

تلامذہ:

ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے پوتے قاسم بن محمد، عبداللہ بن محمد الباجی، عبداللہ بن نصر، عبدالوارث بن سفیان، قاضی محمد بن احمد مفرج، ابوعثمان سعید بن نصر، احمد بن قاسم التاھرتی، قاسم بن محمد بن عسلون، ابوعمر احمد بن الجسور اور دیگر بہت سارے مشہور علماء شامل ہیں۔

اندلس میں قاسم بن اصبغ عالی مسند کی انفرادیت رکھتے ہیں۔ حفظ اور اتقان کے وصف سے تذکرہ نویس اور سوانح نگار انہیں متصف مانتے ہیں۔ فصیح عربی اور فتویٰ دینے کے ماہر ہیں۔

ابن حزم، ابن عبدالبر، ابوالولید الباجی کی تالیفات، قاسم ابن اصبغ کی روایات سے بھری پڑی ہیں۔

وفات:

جمادی اولیٰ ۳۴۰ ہجری میں قرطبہ کے اندر ان کا انتقال ہوا۔ انہوں نے تقریباً نوے سال کی عمر میں وفات پائی②۔

---

① الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۲۴۱/۱۵

② الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۲۴۱/۱۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالد بن سعد القرطبی (۳۵۲ھ)

نام ونسب:

خالد بن سعد القرطبی کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ یہ حدیث کے امام اور حافظ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔ حدیث کی باریکیوں اور علل کے ماہر تھے۔

علماء کے اقوال:

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

سمعت عبدالله بن محمد الباجي يثني عليه وكان اسماعيل يرفع به جدا وبحسان بن عبدالله الاستجي و يغلو في مدحهما (۱)

میں نے عبداللہ بن محمد الباجی کو خالد بن سعد کی تعریف کرتے ہوئے پایا۔ اسماعیل خالد بن سعد اور حسان بن عبداللہ استجی کی بے حد تعریف وتوصیف کرتے تھے۔ ان دونوں کی مدح سرائی میں مبالغے کی حد تک رطب اللسان رہتے تھے۔

ان کی ذہانت اور لیاقت کے بارے میں ابن الفرضی لکھتے ہیں:

أخبرني محمد بن رفاعة الشيخ الصالح قال أخبرني خالد بن سعد أنه حفظ عشرين حديثاً من سمعة واحدة (۲)

---

(۱) ابن الفرضی، تاريخ علماء الاندلس، ۱/۱۳۰

(۲) ایضاً حوالہ بالا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے محمد بن رفاعہ نے بتایا وہ کہتے ہیں مجھے خالد بن سعد نے بتایا کہ انہوں نے محض ایک دفعہ سننے سے بیس احادیث زبانی یاد کرلیں۔

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) ان کی قدرومنزلت کے بارے میں مستنصر باللہ کا قول نقل کرتے ہیں:

إذا فاخرنا اهل المشرق بيحيى بن معين، فاخرناهم بخالد بن سعد ①

اگر اہل مشرق یحییٰ بن معین کی وجہ سے ہم پر فخر کرتے ہیں تو ہم خالد بن سعد کی وجہ سے ان پر فخر کرتے ہیں۔

اساتذہ اور شیوخ:

خالد بن سعد نے سعید بن عثمان، طاہر بن عبدالعزیز، عبداللہ بن ابوالولید، محمد بن عمر بن لبابہ، ابوعبیدہ، عمر بن حفص، اسلم بن عبدالعزیز، احمد بن خالد، عثمان بن عبدالرحمٰن، احمد بن بقی، محمد بن قاسم، محمد بن عبدالملک بن ایمن، محمد بن فطیس البیری سے احادیث کی سماعت کی۔

تالیفات:

خالد بن سعد نے مستنصر باللہ کے لیے اندلس کے رجال پر ایک کتاب لکھی۔

وفات:

خالد بن سعد نے پانچ ذی الحجہ ۳۵۲ ہجری میں انتقال فرمایا۔

---

① ایضاً حوالہ بالا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن مفرج (۳۸۰ھ)

نام ونسب:

قاضی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ مفرج القرطبی کی کنیت ابوبکر تھی۔ یہ امام، فقیہ اور حدیث کے حافظ تھے۔

اساتذہ اور شیوخ:

انہوں نے ابوسعید بن الاعرابی، قاسم ابن اصبغ، خثیمہ بن سلیمان، ابوالمیمون بن راشد، محمد بن الصموت سے اندلس میں احادیث کی سماعت کی۔ حجاز، شام اور یمن میں بھی مختلف ائمہ حدیث اور علماء سے استفادہ کیا اس سفر کے دوران ابن عون اللہ ان کے ساتھ تھے۔ ان کے شیوخ کی تعداد ۲۳۰ تک پہنچتی ہے (۱)۔

علماء کے اقوال:

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

اتصل بصاحب الاندلس، و کان ذامکانة عنده صنف له عدة کتب، فولاه القضاء قال و کان حافظا بصیرا باسماء الرجال واحوالهم، أکثر الناس عنه (۲)

ابن مفرج اندلس کے والی سے ملے۔ ان کی والی اندلس کے ہاں

---

(۱) الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۳۹۱/۱۶

(۲) ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس، ۹۴/۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت قدر و منزلت تھی۔ یہ حدیث کے حافظ، اسماء الرجال اور ان کے حالات زندگی کے جاننے والے تھے۔ بہت سارے لوگوں نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

ابوعبداللہ بن عفیف کہتے ہیں:

كان ابن مفرج من أغنى الناس بالعلم و أحفظهم بالحديث ما رايت مثله في هذا الفن، من اوثق المحدثين، و اجودهم ضبطا (۱)

ابن مفرج تمام لوگوں سے زیادہ عالم تھے۔ ان سے زیادہ احادیث ان کو یاد تھیں، میں نے حدیث کے فن میں کوئی ان جیسا ماہر نہیں دیکھا۔ یہ ثقہ محدثین میں سے تھے اور ضبط کے معاملے میں دیگر محدثین پر فوقیت رکھتے تھے۔

تالیفات:

ان کی مولفات اور کتب کے بارے میں حمیدی لکھتے ہیں:

له كتب في الفقه و في فقه التابعين و الف كتاب فقه الحسن البصري في سبع مجلدات و فقه الزهري في عدة اجزاء و جمع مسندا مما حمله عن قاسم بن اصبغ في مجلدات (۲)

(۱) الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۶/۳۹۱

(۲) الحمیدی، جذوہ المقتبس، ۴۰

ابن مفرج کے حالات زندگی کے لیے دیکھیے: تاریخ علماء الاندلس ۲/۹۲-۹۱؛ جذوة المقتبس ،۴۰؛ بغية الملتمس ۴۹؛ تذكرة الحفاظ ۳/۹-۱۰۰۷؛ العبر ۳/۱۳-۱۴؛ مراة الجنان ۲/۴۰۹؛ الديباج المذهب ۲/۳۱۴؛ النجوم الزاهرة ۴/۱۵۸؛ طبقات الحفاظ ۳۹۹؛ نفح الطيب ۲/۲۱۱؛ شذرات الذهب ۲/۹۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے فقہ اور فقہ التابعین کے بارے میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ایک کتاب انہوں نے حسن بصری کے فقہی مسائل اور آراء کے بارے میں لکھی جو کہ سات جلدوں میں ہے۔ زہری کی فقہی آراء پر کئی جلدوں میں ایک کتاب لکھی۔ قاسم بن اصبغ سے جو روایات انہوں نے سنیں انہیں ایک مسند کے اندر جمع کیا۔ یہ کتاب بھی کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔

وفات:

ابن الفرضی لکھتے ہیں کہ انہوں نے رجب ۳۸۰ ہجری میں انتقال فرمایا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلف بن قاسم (۳۹۳ھ)

ابن سھل، ابوالقاسم بن الدباغ قرطبہ میں ۳۲۵ ہجری میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ اور شیوخ:

انہوں نے حدیث کی سماعت کے لیے کئی ممالک کا سفر کیا۔دمشق میں ابوالمیمون بن راشد، علی بن ابی العقب اور دیگر علماء سے حدیث سنی۔مصر میں ابوبکر بن ابی الموت، حمزة، ابن الناصح، سلم بن فصل ابومحمد بن الورد سے حدیث کا علم حاصل کیا۔
مکہ مکرمہ میں بکیر الحداد، الآجری اور ابوالحسن الخزاعی سے احادیث کا علم حاصل کیا(۱)۔

تلامذہ:

ان سے احادیث روایت کرنے والوں میں عبداللہ بن محمد الفرضی، ابوعمرو الدانی اور ابن عبدالبر شامل ہیں(۲)۔

علماء کے اقوال:

حمیدی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

جمع ابن الدباغ مسند احادیث مالک و مسند

---

(۱) الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۷/۱۱۳

(۲) ایضاً حوالہ بالا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احـادیث شعبه والكنى التى للصحابة، واقضية شريح و كتـاب الـخـائفين، و زهد بشر الحافى، اكثر عنه شيخنا ابوعمر (۱)، وكـان لا يقدم عليه من شيوخه احدا و بالغ فـي وصـفـه و قـال كتـب بـالمشرق عن نحو ثلاث مئة شيـخ و كـان من اعلم الناس برجال الحديث واكتبهم له وهو محدث الاندلس في وقته (۲)

ابن الدباغ نے امام مالک کی احادیث کو ایک مسند میں جمع کیا اس کے علاوہ شعبہ کی احادیث، صحابہ رضی اللہ عنہم کی کنیتوں کے بارے میں تصنیف، قاضی شریح کے فیصلے، اور بشر الحافی کے زہد کے بارے میں کتب تصنیف کیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک کتاب ''الخائفین'' لکھی۔ ابوعمران کی بہت زیادہ تعریف کرتے ہیں اور اپنے شیوخ میں انہیں سب سے مقدم رکھتے ہیں۔

انہوں نے مشرق میں اپنے تین شیوخ کا ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث کے رجال کے ماہر اور کثیر التصنیف تھے۔ یہ اپنے زمانے میں محدث اندلس کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔

وفات:

انہوں نے ربیع الثانی، ۳۹۳ ہجری میں وفات پائی۔

---

(۱) ابوعمر سے مراد ابن عبدالبر ہیں۔

(۲) الحمیدی، جذوة المقتبس ۲۱۰، ۲۱۱۔

خلف بن قاسم کے حالات زندگی کے لیے دیکھیے: تاريخ علماء الاندلس ۱۳۶۱؛ جذوة المقتبس ۲۰۹؛ بغية الملتمس؛ معجم البلدان ۳۲۵/۴؛ تذكرة الحفاظ ۱۰۲۵/۳؛ الديباج المذهب ۳۵۵/۱؛ نفح الطيب ۱۰۵/۲؛ شذرات الذهب ۱۴۴/۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

پانچویں صدی ہجری کے محدثین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل

خلف بن قاسم: حیات و آثار
ابن المکوی
ابن فطیس
ابن الفرضی
الطلمنکی
ابوعمرو الدانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن المکوی (۴۰۱ھ)

ابوعمر احمد بن عبدالملک بن ہاشم ابن مکوی اندلس کے عالم اور مالکیہ کے بہت بڑے شیخ تھے۔

اسحق بن ابراہیم ① سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ابن مکوی نے علم و فضل میں مہارت حاصل کی اور اپنے ہم عصروں پر فوقیت لے گئے۔ مذہب کے اسرار و رموز کے ماہر اور بہت بڑے فقیہ تھے۔ انتہائی دیندار اور حرص و ہوی سے دور رہنے والے اور ہر معاملے میں انصاف سے کام لیتے تھے۔

ابن مکوی اور علامہ ابوبکر مصیطی نے مذہب مالکی کے بارے میں ''الاستیعاب'' لکھی۔ یہ کتاب سو اجزاء پر مشتمل تھی جو اندلس کے حکمران مستنصر ② کے لیے لکھی۔ مستنصر باللہ نے خوش ہو کر انہیں انعام و اکرام سے نوازا اور انہیں شوریٰ کے لیے منتخب کر لیا۔

ابن عبدالبر نے ابن مکوی سے المدونۃ پڑھی۔

وفات:

ابن مکوی نے ۴۰۱ ہجری میں انتقال کیا۔

① اسحق بن ابراہیم، قرطبہ میں مالکیہ کے بہت بڑے فقیہ تھے۔ ان کی ایک تالیف ''النصائح'' ہے۔ انہوں نے ۳۵۲ ہجری میں انتقال کیا۔ (الذھبی، سیر اعلام النبلاء ۱۶/۷۹۔

② امیر المومنین مستنصر باللہ بن الناصر الاموی المروانی رمضان ۳۵۰ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ مستنصر باللہ بہت بڑا عالم، علماء کا قدردان اور مطالعہ کا شوقین تھا۔ رجال، انساب اور اخبار کا ماہر تھا۔ صفر ۳۶۶ ہجری میں انتقال ہوا۔ (الذھبی، سیر اعلام النبلاء ۸/۲۶۹)

*** ابن المکوی کے حالات زندگی کے لیے دیکھیے: جذوۃ المقتبس ۱۳۲؛ ترتیب المدارک ۴/۶۳۵۔۶۴۲؛ الصلۃ ۱/۲۲؛ العبر ۳/۷۴؛ الوافی بالوفیات ۷/۱۴۴؛ مراۃ الجنان ۳/۳؛ الدیباج المذھب ۱/۱۷۶؛ کشف الظنون ۱/۸۱، شذرات الذھب ۳/۱۶۱؛ ھدیۃ العارفین ۱/۱۷۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن فطیس (۴۰۲ھ)

نام ونسب:

ابومطرف عبدالرحمٰن بن محمد بن عیسیٰ بن فطیس قرطبہ کے رہنے والے اور قضا کے منصب پر فائز تھے۔

اساتذہ اور شیوخ:

انہوں نے ابوعیسی اللیثی، ابوجعفر بن عون اللہ، ابوعبداللہ بن مفرج، ابوالحسن انطاکی، ابومحمد اصیلی اور ابومحمد بن عبدالمومن سے احادیث روایت کیں۔

ابن فطیس حدیث کے حافظ، درایت کے ماہر اور علل اور رجال کے عالم تھے۔

تلامذہ:

ان کے نامور تلامذہ میں ابوعمر طلمنکی، ابوعمر بن سحیق اور ابوعمر بن عبدالبر شامل ہیں۔

تالیفات:

انہوں نے تین جلدوں پر مشتمل ''القصص''، سو اجزاء پر مشتمل ''اسباب النزول'' اور سو اجزاء پر مشتمل ''فضائل الصحابۃ'' لکھی۔ فضائل التابعین سات جلدوں میں اور الناسخ والمنسوخ، الاخوۃ من اھل العلم، اعلام النبوۃ، الکرامات، مسند محمد بن فطیس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچاس اجزاء میں اور مسند قاسم بن اصبغ تین جلدوں میں اور المناولة (۱) والا جازۃ ایک جلد میں لکھی۔

مظفر بن ابی عامر کے زمانے میں وزیر رہے۔

وفات:

پندرہ ذی القعدہ ۴۰۲ ہجری میں انتقال کیا۔

(۱) المناولة: یہ حدیث کے حاصل کرنے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں مناولہ سے مراد یہ ہے کہ استاد اپنے طالب علم کو اپنی مکتوبہ روایات دے اور اسے کہے کہ تم انہیں روایت کر سکتے ہیں۔ مناولہ کی دو قسمیں ہیں: (ا) مناولہ مع الاجازۃ: اس کی صورت یہ ہے کہ استاد اپنے شاگرد کو اپنی مکتوبہ روایات دے اور اسے کہے کہ اس کتاب کی مجھے فلاں سے اجازت حاصل ہے تم اسے مجھ سے روایت کر سکتے ہو۔ (ب) مناولہ بغیر الاجازۃ: اس کی صورت یہ ہے کہ استاد اپنے شاگرد کو اپنی کتاب دے اور صرف یہ بتائے کہ یہ کتاب اس نے فلاں سے سنی ہے۔ (سہیل حسن، معجم اصطلاحات حدیث، ۳۴۲)

*** ابن فطیس کے حالات زندگی کے لیے دیکھیے:

ترتیب المدراک ۶۷۱/۴، الصلة ۳۱۲/۱۔۳۰۹؛ بغیة الملتمس ۳۵۶؛ المغرب فی حلی المغرب ۲۱۶/۱؛ العبر ۲۱۶/۱؛ تذکرۃ الحفاظ ۱۰۶۱/۳؛ مراۃ الجنان ۴/۳؛ الدیباج المذھب ۴۷۸/۱؛ النجوم الزاھرۃ ۲۳۱/۴؛ طبقات الحفاظ ۴۱۴؛ طبقات المفسرین ۲۸۷/۱۔۲۸۵؛ شذرات الذھب ۱۶۳/۳؛ ھدیة العارفین ۵۱۵/۱؛ الرسالة المستطرفة ۵۸؛ شجرۃ النور ۱۰۲/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن الفرضی

نام ونسب:

عبداللہ بن محمد بن یوسف الازدی القرطبی، کنیت ان کی ابوالولید تھی۔ اندلس کے مشہور مورخ، ادیب، شاعر، فقیہ، عالم اور محدث تھے۔ انہوں نے قرطبہ میں تحصیل علم کے بعد مشرق کا سفر کیا۔ مکہ مکرمہ، قیروان اور مصر کے علماء سے استفادہ کیا۔ اندلس واپس آ کر قرطبہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ حافظ بن عبدالبر نے ابن الفرضی سے روایت کی ہے اور ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

> كان فقيها حافظا، عالما في جميع فنون العلم في الحديث والرجال أخذت معه عن اكثر شيوخي، وكان حسن الصحبة والمعاشرة، قتلته البربر وبقي ملقى في داره ثلاثة أيام(1)

> تمام علوم وفنون میں عالم اور فقیہ تھے۔ حدیث اور رجال میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ میں نے ان کے ساتھ اپنے اکثر شیوخ سے استفادہ کیا ہے (وہ میرے ہم سبق تھے)۔ وہ بہت اچھے دوست اور ملنسار تھے۔ بربروں نے انہیں شہید کر دیا اور شہادت کے بعد وہ تین دن تک اپنے گھر میں پڑے رہے۔

تصنیفات:

آپ کی تصانیف میں سب سے اہم تاریخ علماء الاندلس ہے۔

(1) ابن بشکوال، الصلۃ، ۱/۲۵۲؛ الذھبی تذکرۃ الحفاظ، ۳/۱۰۷۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب کے مقدمے میں ابن الفرضی (۴۰۳ھ) لکھتے ہیں:

هذا كتاب جمعناه في فقهاء الاندلس و علمائهم و رواتهم، واهل العناية منهم ملخصا على حروف المعجم، قصدنا فيه قصد الاختصار إذكانت نيتنا قديما: أن نؤلف في ذلك كتابا موعبا: على المدن يشتمل على الاخبار والحكايات ثم عاقت عوائق عن بلوغ المراد فيه فجمعنا هذا الكتاب مختصرا (۱)

یہ کتاب ہم نے اندلس کے قابل ذکر فقہاء، علما اور محدثین کے احوال پر مشتمل لکھی ہے۔ حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق اسے مرتب کیا ہے۔ اس کتاب میں ہم نے بہت زیادہ اختصار سے کام لیا ہے۔ بہت عرصے سے ہمارے پیش نظر تھا کہ ایسی کتاب لکھی جائے جس میں تفصیل کے ساتھ مذکورہ موضوع کا احاطہ کیا جائے جس میں مختلف شہروں کے بارے میں معلومات اور حکایات کو جمع کیا جائے لیکن اس ارادے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لہذا یہ مختصری کتاب پیش خدمت ہے۔

اسلوب تحریر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وغرضنافيه ذكر أسماء الرجال و كناهم و أنسابهم ومن كان يغلب عليه حفظ الراى منهم ومن كان الحديث والرواية أملك به و أغلب عليه ومن كانت له إلى المشرق رحلة و ممن روى ومن أجل من لقي و من بلغ منهم مبلغ الأخذعنه ومن كان يشاور في الاحكام و يستفتي ومن ولي منهم خطة القضاء ومن المولد والوفاة ما أمكنني على حسب ماقيدته (۲)

---

(۱) ابن الفرضی، مقدمہ تاریخ علماء الاندلس ۱/۱

(۲) ابن الفرضی، مقدمہ تاریخ علماء الاندلس ۱/۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کو لکھتے ہوئے ہمارے پیش نظر یہ رہا ہے کہ رجال کے نام، ان کی کنیت، نسب نامہ اور ان کے غالب علمی رجحان کے بارے میں لکھا جائے جو فقہ کے اندر مہارت رکھتے ہیں یا حدیث اور روایت ان کا امتیاز ہے یا محدثین کا وصف ان میں غالب ہے۔ اس کے علاوہ ان میں سے جنھوں نے بلادِ مشرق کا سفر کیا ہے اور کن علماء سے روایت کی ہے اور کن جلیل القدر علماء سے انہوں نے استفادہ کیا ہے، ان میں سے کون تدریس کے منصب تک پہنچا اور کون مشاورت اور افتاء کی ذمہ داریاں ادا کرتا رہا۔ کون ان میں سے قاضی بنا۔ اس کے علاوہ تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کے بارے میں جس قدر ممکن ہوسکا میں نے معلومات قلم بند کردی ہیں۔ کتاب کی سند اور اپنی معلومات کے مصادر کے حوالے سے ابن الفرضی لکھتے ہیں:

"فما كان في كتابنا هذا عن أحمد دون ان ننبه فهو احمد بن محمد بن عبدالبر أخبرنا به عنه محمد بن رفاعة في تاريخه، و ما كان فيه عن خالد فهو خالد بن سعد أخبرنا به عنه اسماعيل وما كان فيه عن أبي سعيد فهو ابوسعيد عبدالرحمن بن احمد بن يونس ابن عبدالاعلىٰ المصرى خرجته من تاريخه في أهل مصر والمغرب أخذ ذلك من كتاب أنفذه إليه امير المومنين الحكم بن عبدالرحمن المستنصر بالله رحمه الله وفيه عن غير ذلك الكتاب أخبرنا به يحيىٰ بن مالك العائذى عن أبي صالح احمد بن عبدالرحمن بن ابى صالح عن أبي سعيد (۱)

(۱) ابن الفرضی، مقدمہ تاریخ علماء الاندلس، ۳/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب میں جہاں ہم نے احمد سے کوئی بات نقل کی ہے اوران کی کنیت یا نسب کو ذکر نہیں کیا تو احمد سے مراد احمد بن محمد بن عبدالبر ہیں۔ان کے بارے میں ہمیں محمد بن رفاعہ کی تاریخ سے روایات ملی ہیں اور جہاں خالد سے کوئی روایت مذکور ہے وہاں خالد سے مراد خالد بن سعد ہیں جن کے بارے میں اسماعیل نے ہمیں معلومات دی ہیں اور جہاں ابوسعید کا نام آیا ہے تو ابوسعید سے مراد عبدالرحمٰن بن احمد بن یونس بن عبدالاعلی مصری ہیں جن کی تاریخ سے میں نے استفادہ کیا ہے جوانہوں نے حکم بن عبدالرحمٰن مستنصر باللہ کی خدمت میں پیش کی تھی۔اس کے علاوہ جو باقی روایات اس کتاب میں مذکور ہیں ان کے بارے میں ہمیں یحییٰ بن مالک العائذی نے معلومات فراہم کی ہیں۔

معاجم رجال عامہ میں یہ قدیم ترین کتاب ہے جو اندلس کی تاریخ اور رجال کا بنیادی مصدر ہے۔اس کتاب کی تدوین میں مصنف نے انتہائی دقت وصحت کو پیش نظر رکھا ہے۔کتاب کے مصادر اور سند کے حوالے سے اوپر گذر چکا ہے کہ اس نے کس قدر اہتمام کے ساتھ معلومات اکٹھی کی ہیں۔ابن الفرضی (۴۰۳ھ) نے خود لکھا ہے کہ مختلف لوگوں کی قبور کی نشاندہی کے بعد جب مجھے یقین ہو گیا تو میں نے اپنی مصدقہ معلومات اس کتاب میں درج کی ہیں۔کئی ایک مقامات پر اس نے واضح کیا ہے کہ اسے قابل اطمینان معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) کے ایک شاگرد ابوبکر محمد بن احمد بن محمد بن مہلب (۴۵۰ھ) نے ابن الفرضی کی تاریخ کا ذیل تحریر کیا جس کا نام تعلیق علی تاریخ ابن الفرضی واستلحاق رکھا اور رشید الدین محمد بن ابراہیم العطو اط (۷۱۸ھ) نے ابن الفرضی کی تاریخ شعراء الاندلس کا تکملہ درر الغرر فی شعراء الاندلس کے نام سے لکھا[1]۔

اس کے علاوہ ان کی تصنیفات میں المؤتلف والمختلف، مشتبہ النسبۃ اور اخبار شعراء الاندلس ہیں۔

---

(۱) ابن الابار، التکملۃ، ۱۹۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اساتذہ اور شیوخ:

ابن الفرضی (۴۰۳ھ) نے ابوجعفر بن عون اللہ، ابوعبداللہ بن مفرج، عبداللہ بن قاسم، عباس ابن اصبغ، خلف بن القاسم اور دیگر اندلسی علماء سے استفادہ کیا۔ حج کے دوران انہوں نے ابوبکر احمد بن محمد بن المھندس (۱)، یوسف بن الدخیل، حسن بن اسماعیل الضراب (۲) ابومحمد بن ابی زید احمد بن رحمون اور احمد بن نصر الداوودی سے استفادہ کیا۔

ابومروان بن حیان ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

> وممن قتل اخذ قرطبة الفقيه الاديب الفصيح ابن الفرضي، ووری متغيرا من غير غسل ولا كفن ولا صلاة ولم ير مثله بقرطبة في سعة الرواية و حفظ الحديث و معرفة الرجال والافتنان في العلوم والأدب البارع ولد سنة احدى و خمسين وثلاث مئة و حج سنة اثنتين و ثمانين، و جمع من الكتب اكثر ما يجمعه احد من علماء البلد

سقوط قرطبہ کے دن فقیہ، ادیب ابن الفرضی بھی قتل کیے گئے انہیں غسل، کفن اور نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا۔ وسعت روایت، حدیث کے حفظ، رجال کی معرفت اور علوم وادب کے اندر مہارت میں کوئی ان کا ثانی نہیں تھا۔ ۳۵۱ ہجری میں پیدا ہوئے

---

(۱) ابن المھندس، مصر کے محدث تھے، کثرت سے احادیث روایت کرنے والوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کا امام نسائی سے سماع ثابت نہیں ہے جیسا کہ مشہور ہے۔ نوے سال کی عمر میں ۳۸۵ ہجری میں انتقال فرمایا (الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۴۶۲/۱۶)

(۲) ابومحمد حسن بن اسماعیل بھی مصر کے محدث تھے۔ "المروءۃ" کتاب کے مصنف ہیں۔ ۳۱۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۳۹۲ ہجری میں مصر میں انتقال فرمایا۔

(الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۳۸۲/۸)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۸۲ ہجری میں حج کیا اور بہت زیادہ کتابیں انہوں نے جمع کیں۔
حمیدی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

حدثنا علی بن احمد الحافظ، أخبرنی ابو الولید بن الفرضی قال تعلقت باستار الکعبة، وسألت الله تعالی الشهادة، ثم فکرت فی هول القتل، فندمت وهممت أن ارجع فاستقیل الله ذلک فاستحییت ①

ہمیں علی بن احمد نے بتایا اور انہیں ابوالولید بن الفرضی نے بتایا کہ میں نے خانۂ کعبہ کے پردوں سے لپٹ کر اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا کی پھر میں نے قتل کی ہولناکی کے بارے میں سوچا تو اپنی دعا پر نادم ہوا پھر میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی درخواست واپس لے لوں لیکن میں نے حیا محسوس کی اور اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

ابو محمد کہتے ہیں کہ مجھے اُس شخص نے بتایا جس نے ابن الفرضی کو مقتولوں کے درمیان دیکھا وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے ابن الفرضی کے قریب کان لگا کر سنا اور اس وقت وہ جان کنی کے عالم میں نہایت ضعیف آواز میں یہ حدیث پڑھ رہے تھے ②۔

لایکلم احد فی سبیل الله، والله اعلم بمن یکلم فی سبیله إلا جاء یوم القیامة و جرحه یثقب دما، اللون لون الدم، والریح ریح المسک ③

جو شخص بھی اللہ کے راستے میں زخمی کیا جاتا ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے کون اس کے راستے میں زخمی کیا جاتا ہے وہ قیامت کے دن اس

---

① الحمیدی، جذوة المقتبس، ۱/۳۹۷

② ایضاً، حوالہ بالا

③ یہ روایت مسلم بن الحجاج نے "الصحیح" میں عن عمرو ابن محمد الناقد اور ابو خیثمه زهیر بن حرب، عن سفیان عن الزناد، عن الاعرج عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم کی سند کے ساتھ بیان کی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا، جس کی رنگت خون جیسی ہوگی لیکن خوشبو مشک کی سی ہوگی۔

وفات:

آپ سات شوال، ۴۰۳ ہجری کو قرطبہ میں شہید ہوئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الطَلَمَنْکی (۴۲۹ھ)

ابوعمر احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابی عیسٰی المعافری، بہت بڑے محدث، حدیث کے حافظ اور قرأت کے امام تھے۔

انہوں نے اندلس کے اندر بہت سارے علوم کو متعارف کروایا۔ علوم القرآن کے ماہر تھے۔ قرآن مجید کی قرأت، اعراب، ناسخ ومنسوخ اور تفسیر کے بارے میں ان کا علم ضرب المثل تھا۔ انہوں نے حدیث اور سنت کے بارے میں کئی ایک تصنیفات چھوڑیں۔

ابن بشکوال ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

كان سيفا مجردا على أهل الاهواء والبدع، قامعا لهم، غيورا على الشريعه، شديدا في ذات الله ①

آپ اہل اھوا اور بدعت کے سخت مخالف تھے۔ ان کے عقائد اور نظریات کی تردید کرتے، شریعت کے معاملے میں بہت غیور تھے۔ اللہ تعالٰی کی ذات وصفات کے بارے میں کسی لچک اور نرمی کا مظاہرہ نہیں کرتے تھے۔

ابوعمرو الدانی کہتے ہیں:

كان فاضلا ضابطا، شديداً في السنة ②

آپ بہت بڑے عالم اور قوی حافظے کے مالک تھے سنت کے بارے میں کسی رواداری کے قائل نہیں تھے۔

---

① ابن بشکوال، الصلة، ۱/۴۴

② قاضی عیاض، ترتیب المدارک، ۴/۷۵۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ اور شیوخ:

آپ نے ابو عیسیٰ یحییٰ عبداللہ اللیثی ، ابوبکر الزبیدی ابوالحسن بن بشر الانطاکی، ابوجعفر احمد بن عون اللہ ، ابوعبداللہ بن مفرج ، ابومحمد الباجی ، خلف بن محمد الخولانی سے حدیث روایت کی۔ مصر میں ابوبکر احمد بن محمد المھندس (۳۸۵ھ) دمیاط میں محمد بن یحییٰ بن عمار سے استفادہ کیا۔ اس کے علاوہ ابوطیب بن غلبون ، ابوالقاسم عبدالرحمٰن الجوھری، ابومحمد بن ابی زید، یحییٰ بن الحسین المطلبی ، ابوطاہر محمد بن محمد العجیفی ، ابوالعلاء بن ماھان سے احادیث کا علم حاصل کیا(۱)۔

تلامذہ:

آپ سے روایت کرنے والوں میں ابوعمر بن عبدالبر، ابومحمد بن حزم، عبداللہ بن سھل شامل ہیں(۲)۔

تالیفات:

امام ذہبی سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ میں نے سنت کے بارے میں آپ کی ایک کتاب دیکھی جو دو جلدوں پر مشتمل تھی۔ کتاب کا اکثر حصہ نہایت مفید اور معلوماتی

---

(۱) الذھبی ، سیر اعلام النبلاء، ۱۷/ ۵۶۷

(۲) ایضاً، حوالہ بالا

الطلمنکی کے حالات زندگی کے لیے دیکھیے :

جذوة المقتبس ۱۱۴؛ ترتیب المدارک ۴/ ۷۴۹؛ الصلة، ۱/ ۴۴؛ بغیة الملتمس ۱۶۲؛ معجم البلدان ۴/ ۳۹؛العبر ۳/ ۱۶۸؛ معرفة القراء الکبار ۱/ ۳۰۹؛ تذکرة الحفاظ ۳/ ۱۰۹۸؛عیون التواریخ ۱۲/ ۱۷۳؛الوافی بالوفیات ۸/ ۳۲،۳۳؛الدیباج المذھب ۱/ ۱۷۸؛ النجوم الزاھرة ۵/ ۲۸؛شذرات الذھب ۳/ ۲۴۳،طبقات المفسرین للسیوطی ۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا لیکن بعض ابواب ایسے تھے جو آسانی سے قبول نہیں کیے جا سکتے مثلاً ایک باب "بـاب الجنب لله" ہے جس میں انہوں نے ﴿یٰحسرتیٰ علیٰ مافرّطتُ فی جنب اللّٰہ﴾ (الزمر:۵٦) سے استدلال کیا ہے۔ایک کتاب انہوں نے باطنیہ کے رد میں لکھی۔

وفات:

آپ نے ذی الحجہ ۴۲۹ ہجری میں وفات پائی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوعمرو الدانی (۴۴۴ھ)

نام ونسب:

ابوعمرو عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر القرطبی الدانی ① جو کہ ابن الصیرفی کے لقب سے بھی مشہور ہیں، اندلس کے عالم، تجوید وقرأت کے امام اور حدیث کے حافظ تھے۔

ابوعمرو الدانی خود بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ میں ۳۷۱ ہجری میں پیدا ہوا۔ ۳۸۶ ہجری میں میں نے علم حاصل کرنا شروع کیا۔ ۳۹۷ ہجری میں مشرق کی طرف سفر کیا۔ چار ماہ قیروان میں ٹھہرا، پھر مصر کا رُخ کیا۔ ایک سال تک مصر میں قیام کیا اور حج بھی ادا کیا②۔

اساتذہ اور شیوخ:

ابوعمرو الدانی نے ابومسلم محمد بن احمد الکاتب (بغوی کے ساتھی)، احمد بن فراس مکی، عبدالرحمٰن بن عثمان القشیری، خلف بن ابراہیم بن خاقان مصری، حاتم بن عبداللہ البزاز، احمد بن فتح بن الرسان، محمد بن خلیفہ بن عبدالجبار، احمد بن عمر بن محفوظ الجنیزی، سلمہ بن سعید، سلمون بن داود القروی، ابومحمد بن النحاس مصری، محمد بن عبداللہ بن عیسیٰ

① الدانی، دانیہ کی طرف نسبت ہے۔ یہ بلنیسہ صوبے کا شہر ہے۔ ساحل سمندر کے مشرقی حصہ پر واقع ہے (الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۸/۷۷)

② ابن بشکوال، الصلۃ ۲/۴۰۷، یاقوت الحموی، معجم الادبا، ۱۲/۱۲۴-۱۲۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندلسی سے استفادہ کیا۔ اس کے علاوہ ابوعمرو نے ابن مجاہد (۱) کی کتاب السبعۃ کی ابومسلم الکاتب سے سماعت کی۔

تلامذہ:

ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے بیٹے ابوالعباس، ابوداؤد سلیمان بن ابی القاسم نجاح، ابوالحسن علی بن عبدالرحمٰن ابن الدش، ابوالحسین یحییٰ بن ابی زید ابن البیاز، ابوبکر محمد بن المفرج، ابوبکر بن الفصیح، ابوعبداللہ محمد بن مزاحم، ابوعلی الحسین بن محمد ابن مبشر، ابوعبداللہ محمد بن فرج المغامی، ابوالقاسم ابن العربی شامل ہیں۔

علماء کے اقوال:

مغامی کہتے ہیں کہ ابوعمرو مستجاب الدعوات تھے اور مالکی مذہب سے وابستہ تھے (۲)۔

حمیدی لکھتے ہیں:

هو محدث مكثر، و مقرئ مستقدم، سمع بالاندلس والمشرق (۳)

ابوعمرو کثرت سے روایت کرنے والے محدث، ممتاز قاری تھے۔ اندلس اور مشرق میں علم حاصل کیا۔

ابن بشکوال لکھتے ہیں:

كان ابوعمرو احد الائمة في علم القرآن رواياته و تفسيره و معانيه، و طرقه و اعرابه و جمع في ذلك

(۱) ابن مجاہد، ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مجاهد (۳۲۴ھ) نے سب سے پہلے قراء سبعہ کے اختلاف پر کتاب لکھی۔ ڈاکٹر شوقی ضیف نے تحقیق کر کے اس کتاب کو چھپوایا ہے۔

(۲) ابن بشکوال، الصلۃ، ۲/۴۰۶

(۳) الحمیدی، جذوہ المقتبس، ۳۰۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کله توالیف حسانا مفیدة، وله معرفة بالحدیث و طرقه واسماء رجاله و نقلته و کان حسن الخط، جید الضبط، من اھل الذکاء والحفظ (۱)

ابوعمرو علوم القرآن، روایت اور تفسیر، اس کی قرأت اور اعراب کے بہت بڑے امام تھے انہوں نے علوم القرآن پر بڑی خوبصورت اور مفید کتابیں جمع کیں۔ حدیث اور اس کی متعدد اسناد، اسماء الرجال اور راویان حدیث کے بارے میں گہری معلومات رکھتے تھے۔ بڑے خوش خط، قوی حافظے اور ذہانت کے مالک تھے۔

تصنیفات:

ابوعمرو الدانی کی زیادہ تر تصانیف علم قرأت کے بارے میں ہیں۔ انہوں نے جامع البیان فی السبع، کتاب التیسیر، الاقتصاد فی السبع، ایجاز البیان ورش (۱۹۷ھ) (۲) کی قرأت کے بارے میں، المقنع، رسم الخط کے بارے میں لکھی۔ اس کے علاوہ طبقات القراء، الوقف والابتداء، کتاب العدد، التمھید فی حرف نافع، "اللامات والراءات" لکھی۔

الفتن الکائنہ حدیث کے بارے میں ان کے تبحر علمی کا ثبوت ہے۔ انہوں نے عقائد کے بارے میں ایک طویل نظم بھی لکھی ہے جس میں اسلامی عقائد کا نچوڑ، ظواہر اور معتزلہ کی تردید، خلق قرآن کا مسئلہ اور اسماء و صفات کے بارے میں کافی تفصیل کے ساتھ اپنے نظریات کا اظہار کیا ہے۔

---

(۱) ابن بشکوال، الصلة، ۲/۴۰۶

(۲) ورش، ابوعمرو عثمان بن سعید قرأت کے امام ۱۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے، مصر میں ۱۹۷ ہجری میں فوت ہوگئے۔ (الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۲/۱۷۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات:

ابوعمرو الدانی نے ۱۵ شوال ۴۴۴ ہجری کو وفات پائی۔(۱)

(۲) ابن بشکوال، الصلۃ ۲/ ۴۰۷

ابوعمرو الدانی کے حالات کے لیے دیکھیے: جذوۃ المقتبس ۳۰۵، الصلۃ ۲/ ۴۰۵، معجم البلدان ۲/ ۴۳۴، معجم الادباء ۱۲/ ۱۲۴، العبر ۳/ ۲۰۷، تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۱۱۲۰، الدیباج المذھب ۲/ ۸۴، طبقات المفسرین للسیوطی ۱۵۹، نفح الطیب ۲/ ۱۳۵، کشف الظنون ۱/ ۱۳۵، الرسالۃ المستطرفہ ۱۳۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

ابن عبدالبر، حافظ المغرب کا تذکرہ

ابن عبدالبر کی تالیفات

ابوالولید الباجی

ابی نصر حمیدی

حسین بن محمد غسانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عبدالبر

نام ونسب:

آپ کا پورا نام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی ہے۔کنیت ابوعمر اور لقب جمال الدین ہے۔آپ کا سلسلہ نسب غر بن قاسط بن ھنب بن افصٰی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار سے ملتا ہے۔اس لحاظ سے آپ کا تعلق بنوعدنان سے ہے اور آپ خالص عربی النسل ہیں۔مورخ ابن خلکان آپ کی نسبت نمری کے بارے میں لکھتے ہیں:

> النمری بفتح النون والمیم وبعدھا راء، ھذہ النسبة إلی النمر بن قاسط، بفتح النون و کسر المیم وانما تفتح المیم فی النسبة خاصة و ھی قبیلة کبیرة مشهورة(۱)
>
> حافظ ابن عبدالبر، نَمَری (نون اور میم کے زبر کے ساتھ) اس لیے کہلاتے ہیں کہ آپ کا تعلق نَمِر بن قاسط سے ہے۔نسبت کے وقت میم کو زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور یہ بہت بڑا اور مشہور قبیلہ ہے۔

ولادت:

آپ قرطبہ میں جمعہ کے دن ربیع الآخر کے مہینے میں ۳۶۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔آپ کے قریبی ساتھی طاہر بن مفوز کہتے ہیں کہ میں نے ابن عبدالبر کو کہتے ہوئے سنا کہ میں جمعہ کے دن پیدا ہوا جس وقت خطیب خطبہ دے رہا تھا اور یہ ۲۵ ربیع الآخر ۳۶۸ ہجری کا واقعہ ہے(۲)۔

---

(۱) ابن خلکان، وفیات الاعیان، ۶۶/۷

(۲) ابن بشکوال، الصلة، ۶۷۹/۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائی حالات زندگی:

ابن عبدالبر قرطبہ میں پیدا ہوئے۔قرطبہ نہ صرف اندلس کا سیاسی دارالخلافہ تھا بلکہ بڑے بڑے علماء اور علوم وفنون کے ماہرین یہاں جمع ہو گئے تھے۔قرطبہ تہذیب و تمدن کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑے علمی مرکز کے طور پر جانا جاتا تھا۔قرطبہ کے علماء کا عمل حجت کے طور پر مانا جاتا تھا۔طالب علم دور دراز سے سفر کر کے قرطبہ آتے تھے اور اپنی علمی پیاس کو بجھاتے تھے۔حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ، طب، ہندسہ اور فلکیات کے اتنے بڑے علماء اس دور میں یہاں جمع تھے جس کی مثال نہیں ملتی تھی۔اہل قرطبہ فطری طور پر علم و ادب کے رسیا تھے۔اس لیے کاتبوں، وراقین اور کتب فروشوں کی بہت بڑی تعداد اس شہر میں آباد تھی۔اہل قرطبہ علماء کو بڑی قدر ومنزلت کی نظر سے دیکھتے۔عوام اور خواص دونوں علماء کی رائے کا احترام کرتے اور زندگی کے تمام امور میں ان سے راہنمائی حاصل کرتے۔

ابن عبدالبر کا علمی مقام ومرتبہ:

اس علمی ماحول میں ابن عبدالبر پلے بڑھے۔انہوں نے حدیث وسنت اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔علماء سے استفادہ کیا اور محنت اور جدوجہد سے حدیث وسنت کے میدان میں نام کمایا۔حتیٰ کہ انہیں حافظ مغرب کا لقب ملا۔ابن عبدالبر درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے اور تقلید اور فکری جمود کے روادار نہیں تھے۔ابن عبدالبر کے ملکۂ استدلال اور استنباط کے ثبوت کے لیے التمھید اور الاستذکار کے اوراق شاہد ہیں۔بعض علماء انہیں مغرب کا بخاری بھی کہتے ہیں۔

اساتذہ وشیوخ:

امام ذھبی (۷۴۸ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

وجميع شيوخه الذين حمل عنهم لايبلغون (۷۰) نفساً ولا رحل في الحديث، ومع هذا فما هو بدون الخطيب،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا البیهقی ولا ابن حزم فی کثرة الاطلاع (۱)

جن اساتذہ سے ابن عبدالبر نے علم حاصل کیا ان کی تعداد ستر سے کم ہے۔ حدیث کے حصول کے لیے انہوں نے سفر نہیں کیا لیکن اس کے باوجود وہ خطیب، بیہقی اور ابن حزم سے کثرت معلومات میں کسی طور پر کم نہیں۔

ابن عبدالبر کے اساتذہ میں درج ذیل نام نمایاں ہیں: حافظ بن قاسم بن سھل بن الدباغ (۳۹۳ھ) سے ابن عبدالبر نے عبداللہ بن عبدالحکم کی تصنیف سنی۔

عبدالوارث بن سفیان بن جیرون سے استفادہ کیا۔ عبدالوارث کئی سال تک قاسم بن اصبغ کے ساتھ رہے۔

ذہبی (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

سمع ابن عبدالبر عن جماعة حدثوه عن قاسم بن اصبغ (۲)

ابن عبدالبر نے بہت سارے شیوخ سے حدیث کی سماعت کی جنہوں نے قاسم بن اصبغ سے حدیث روایت کی۔

۳۔ عبداللہ بن محمد بن عبدالمومن (۳۹۰ھ)، انہوں نے عراق کا سفر کیا اور اکابر علماء سے استفادہ کیا۔ اندلس کے بڑے بڑے محدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ابن عبدالبر نے ان سے ابن داستہ کے واسطے سے سنن ابی داؤد کی سماعت کی۔ اس کے علاوہ ابوداؤد کی ''الناسخ والمنسوخ'' کی سماعت بھی کی۔

۴۔ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن اسدالجہنی البزار۔ انہوں نے اندلس میں احادیث کا علم حاصل کیا۔ اس کے علاوہ حجاز، شام اور مصر کا بھی سفر کیا۔

۵۔ ابوعلی الحسینی بن عبداللہ بن یعقوب البجانی۔ انہوں نے سعید بن مخلوف کے واسطے سے عبدالملک بن حبیب کی کتاب کی روایت کی اور ابن عبدالبر نے بھی ان سے

---

(۱) الذھبی، تاریخ الاسلام، ۱۴۲

(۲) الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۸/۱۵۵-۱۵۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کو پڑھا۔

۶۔ ابو عمر احمد بن محمد بن احمد بن سعید (۴۰۱ھ) جو کہ ابن الجسور کے لقب سے مشہور ہیں۔ ابن الجسور بہت بڑے محدث، کثرت سے روایت کرنے والے اور ثقہ تھے۔ انہوں نے وہب بن مسرۃ، محمد بن معاویہ قرشی قاسم بن اصبغ سے سماعت کی۔ ان کے نامور تلامذہ میں ابو محمد علی بن احمد اور ابن عبدالبر ہیں۔ ابن عبدالبر نے ''المدونۃ'' کی سماعت کی۔

۷۔ ابو عثمان سعید بن نصر بن عمر بن خلف اندلسی۔ انہوں نے علم حاصل کرنے کے لیے خراسان کا سفر کیا۔ ابو سعید ابن الاعرابی اسماعیل الصفار سے استفادہ کیا۔ ابن عبدالبر نے ان سے ''الموطا'' اور وکیع کی مرویات کی سماعت کی۔ ابن قتیبہ کی ''المشکل'' اور ''مسند الحمیدی'' بھی ان سے پڑھی۔

۸۔ احمد بن قاسم بن عبدالرحمٰن التاھرتی البزار، جس کی کنیت ابوالفضل ہے۔ یہ تاھرت (۱) میں پیدا ہوئے اور اپنے والد کے ساتھ اندلس منتقل ہو گئے۔ انہوں نے ابن ابی دلیم، قاسم بن اصبغ اور وہب بن مسرۃ سے استفادہ کیا۔ ان کے نامور تلامذہ میں ابو عمران الفاسی بھی ہیں۔

۹۔ ابو عمر احمد بن محمد بن عبداللہ الطلمنکی (۴۲۹ھ)، یہ قرأت کے بہت بڑے امام تھے۔ انہوں نے ابوبکر محمد بن یحییٰ الدمیاطی (۳۸۴ھ) (۲) سے استفادہ کیا۔ ان کے نامور تلامذہ میں ابن حزم بھی شامل ہیں۔

۱۰۔ ابو عمر احمد بن عبدالملک الاشبیلی (۴۰۱ھ) ابن المکوی کے لقب سے مشہور ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات بھی گزر چکے ہیں۔ ابن عبدالبر نے طویل عرصے تک ان سے استفادہ کیا۔

---

(۱) تاھرت، مغرب بعید میں تاہرت نام کے دو شہر ہیں ایک کو تاھرت قدیم اور دوسرے کو تاھرت جدید کہا جاتا ہے۔ قدیم زمانے میں اسے 'عراق المغرب' کہا جاتا تھا۔ (یاقوت الحموی، معجم البلدان، ۸/۲)۔

(۲) الدمیاطی، ابوبکر محمد بن یحییٰ بن عمار الدمیاطی ثقہ محدث تھے۔ ابوبکر بن المنذر کے شاگرد تھے۔ ۳۸۴ ہجری میں وفات پائی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء کے اقوال:

حمیدی ان کے مسلک کے بارے میں لکھتے ہیں:

كان يميل في الفقه إلىٰ اقوال الشافعي (۱)

فقہ میں ابن عبدالبر، امام شافعی کے اقوال کو ترجیح دیتے تھے۔

ذہبی (۷۴۸ھ)، تاریخ الاسلام میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

وكان في اول زمانه ظاهري المذهب مدة طويلة، ثم رجع عن ذلك إلىٰ القول بالقياس من غير تقليد احد إلا أنه كان كثيرا ما يميل إلى مذهب الشافعي (۲)

ابن عبدالبر لمبے عرصے تک ظاہری تھے۔ اس کے بعد ظاہری مذہب کو چھوڑ کر انہوں نے کسی تقلید کے بغیر قیاس پر فتویٰ کو اپنا مذہب قرار دیا لیکن اس کے باوجود یہ شافعی مذہب کی طرف میلان رکھتے تھے۔

ابن حزم (۴۵۶ھ) اپنے رسالے ''فضل الاندلس'' میں لکھتے ہیں:

منها كتاب التمهيد لصاحبنا ابي عمر يوسف بن عبدالبر وهو كتاب لا اعلم في الكلام على فقه الحديث مثله اصلا، فكيف أحسن منه (۳)

ان تصانیف میں ہمارے دوست ابوعمر یوسف بن عبدالبر کی تصنیف التمہید ہے۔ میرے علم کی حد تک فقہ الحدیث میں اس جیسی کوئی کتاب نہیں ہے اس سے بہتر کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

ابن بشکوال لکھتے ہیں:

قال ابوعلی بن سکرة سمعت ابا الولید الباحی، وجری

---

(۱) الحمیدی، جذوة المقتبس، ۳۶۷

(۲) الذہبی، تاریخ الاسلام، ۱۴۲

(۳) قاضی عیاض، ترتیب المدارک، ۸۰۹/۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر ابن عبدالبر، فقال هو أحفظ أهل المغرب (۱)

ابوعلی الغسانی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

سمعت ابا عمر بن عبدالبر یقول لم یکن احد ببلدنا مثل قاسم بن محمد و احمد بن خالد الجباب و انا أقول إن شاء الله إن ابا عمر لم یکن بدونهما ولا متخلفا عنهما (۲)

میں نے ابن عبدالبر کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارے ملک میں قاسم بن محمد اور احمد بن خالد الجباب جیسا عالم کوئی نہیں ہے اور میں کہتا ہوں کہ ابوعمر (یعنی ابن عبدالبر) نہ ان دونوں سے کم ہے اور نہ علمی اعتبار سے ان سے پیچھے ہے۔

ابوالولید الباجی (۴۹۴ھ) ان کے بارے میں کہتے ہیں:

لم یکن بالاندلس مثل ابی عمر بن عبدالبر فی الحدیث (۳)

حدیث کے میدان میں اندلس میں کوئی ابوعمر بن عبدالبر جیسا نہیں ہے۔

فتح بن خاقان (۵۳۵ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

ابو عمر یوسف بن عبدالله بن عبدالبرّ امام الاندلس و عالمها الذی اتاحت به معالمها، صحیح المتن والسند، و میز المرسل (۴) من المسند (۵)، و فرق بین

---

(۱) ابن بشکوال، الصلۃ، ۲/۶۷۷

(۲) ایضاً حوالہ بالا

(۳) ایضاً حوالہ بالا

(۴) مرسل سے مراد وہ حدیث ہے جو کسی تابعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو اور صحابی کا ذکر نہ ہو۔ حدیث مرسل، حدیث ضعیف کی قسم ہے کیونکہ اس کی سند میں اتصال نہیں پایا جاتا۔ (سہیل حسن، معجم اصطلاحات حدیث، ۳۰۰)

(۵) مسند وہ حدیث جس کی سند مرفوع اور ظاہری طور پر متصل ہو۔ (حوالہ بالا، ۳۴۰)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الموصول (۱) والمنقطع (۲) و كسا الملة منه نور ساطع، حصر الرواة و أحصى الضعفاء منهم والثقاة، حد في تصحيح السقيم و جدد منه ما كان كالكهف والرقيم مع التنبيه والتوقيف والاتقان و التثقيف، و شرح المقفل واستدرك المغفل، له فنون هي للشريفة ر تاج و في مفرق الملة تاج، كان ثقة، والانفس على تفضيله متفقة (۳)

ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر اندلس کے امام ہیں جنھوں نے اپنے علم سے پورے اندلس کو منور کر دیا۔ متن اور سند کی تصحیح کی، مرسل اور مسند کا فرق بتایا، موصول اور منقطع کو جدا جدا کر دیا۔ ملت کو اپنے علم سے روشن کر دیا۔ راویوں کی تاریخ کا احاطہ کیا۔ ضعیف اور قوی راویوں کے بارے میں آگاہ کیا کمزور روایات کی تصحیح کے بارے میں خبردار کیا۔ مقفل اور مغفل کے بارے میں بتایا۔ وہ ایسے علوم وفنون سے بہرہ ور تھے امت کی مانگ میں تاج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ ثقہ تھے اور تمام لوگ ان کی فضیلت پر متفق ہیں۔

تالیفات:

ابن عبدالبر خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ علمی انہماک اور جہد مسلسل سے انہوں نے متنوع موضوعات پر بیش قیمت کتب تصنیف کیں۔ ان کتابوں میں سے بہت ساری چھپ چکی ہیں کچھ مخطوطات کی صورت میں موجود ہیں اور کچھ زمانے کی گردش کا شکار ہو گئی ہیں۔ موضوعات کے اعتبار سے ان کی کتب کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

---

(۱) وہ روایت جس کی سند میں تمام واسطے موجود ہوں اور کوئی راوی بھی غائب نہ ہو۔ (حوالہ بالا، ۲۹۹)

(۲) منقطع وہ روایت ہے جس میں ایک یا ایک سے زیادہ درمیانی واسطے یا سند کے آغاز میں کوئی راوی مذکور نہ ہو۔ (حوالہ بالا، ۳۶۷)

(۳) فتح بن خاقان، مطمع الانفس، ۳۶۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوم القرآن:

۱. البیان عن تلاوة القرآن

۲. التجوید والمدخل إلى علم القرآن بالتجوید

۳. الاکتفاء فی قراءة نافع و ابی عمرو بن العلاء

۴. الانصاف فیما بین العلماء فی قراءة بسم الله الرحمن الرحیم من الاختلاف

حدیث وفقہ:

حدیث وفقہ کے میدان میں علماء اندلس نے بیش قیمت کتب تصنیف کی ہیں۔ ابن عبدالبر نے بھی مؤطا کے بارے میں کئی کتب تصنیف کی ہیں۔

۵. التمهید لمافی الموطا من المعانی والاسانید

مؤطا امام مالک کی سب سے خوبصورت اور عمدہ شرح ہے۔ ابن عبدالبر نے امام مالک کے شیوخ کے ناموں کی ترتیب کے مطابق ان کی روایات کو مرتب کیا ہے اور ہر ایک روایت کی سند کے رجال پر بحث کی ہے۔ پھر روایت کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اسی کتاب کے بارے میں ابن حزم لکھتے ہیں:

لااعلم فی الکلام علی فقه الحدیث مثله فکیف احسن منه (۱)

فقہ الحدیث میں اس جیسی کوئی اور کتاب میرے علم میں نہیں۔ اس سے بہتر کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

ابن عبدالبر کتاب کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

ولما أجمع اصحابنا علی ما ذکرنا فی المسند

---

(۱) ابن خلکان، وفیات الاعیان، ۶۸/۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والمرسل، واتفق سائر العلماء علی ما وصفنا، رایت أن أجمع فی کتابی ھذا کل ما تضمنه "مؤطا مالک بن أنس" رحمه الله فی روایة یحییٰ اللیثی الاندلسی عنه من حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم مسنده و مقطوعه و مرسله و کل مایمکن اضافته إلیه، صلوات الله و سلامه علیه (۱)

مسند اور مرسل کے بارے میں جو ہم نے ذکر کیا ہے جب اس پر ہمارے اصحاب متفق ہو گئے تو میں نے سوچا کہ اپنی اس کتاب میں مؤطا مالک بن انس جو کہ یحییٰ بن یحییٰ اللیثی کی روایت کردہ ہے اس کو جمع کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث خواہ مسند ہوں یا مقطوع یا مرسل یا ہر وہ روایت جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا ممکن ہو۔

احادیث اور روایات کی اہمیت اور درجہ بندی کے لحاظ سے ابن عبدالبر نے اس کتاب میں مرویات کو درج کیا ہے۔ پہلے متصل روایات کو درج کیا ہے اس کے بعد وہ روایات جن کے اتصال یا انقطاع کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کتاب میں احادیث کو امام مالک کے شیوخ کے ناموں کو حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق درج کیا ہے جس سے کتاب کی اہمیت اور قدر و منزلت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

احادیث روایت کرنے کے بعد ان احادیث سے جو احکام مستنبط ہوتے ہیں یا فقہاء کے جو اقوال منقول ہیں ان کے بارے میں تفصیلی بحث کرتے ہیں اس کے بعد آخر میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ حدیث ذکر کرنے کے بعد اس کے دیگر شواہد (۲) اور

---

(۱) ابن عبدالبر، مقدمہ التمہید، ۳۵

(۲) کسی فرد حدیث کی روایت کے بعد اگر کسی دوسرے صحابی سے ایسا متن مل جائے جو اس حدیث کے ساتھ الفاظ و معانی کے لحاظ سے یا صرف معانی کے اعتبار سے مشابہ ہو تو اسے شاہد کہا جائے گا۔ (سہیل حسن، معجم اصطلاحات حدیث، ۲۰۵)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور متابعات ① اگر ہوں وہ ذکر کرتے ہیں۔ حدیث کے مشکل الفاظ کی تشریح کرتے ہیں۔ راویوں کے تفصیلی حالات، ان کے نسب، وطن اور آباء واجداد کے بارے میں بھی بتاتے ہیں۔

مؤطا کی اس شرح میں ابن عبدالبر نے یحییٰ بن یحییٰ اللیثی کے روایت کردہ نسخے کو بنیاد بنایا ہے۔اس کی وجہ ابن عبدالبر بیان کرتے ہیں:

إنما اعتمدت علی روایة یحیی بن یحیی المذکورة خاصة لموصفه عند اهل بلدنا من الثقة والدین والفضل والعلم والفهم ولکثرة استعمالهم لروایته وراثة عن شیوخهم وعلمائهم، إلا ان یسقط من روایة حدیث من امهات احادیث الأحکام اونحوها ماذکره من غیر روایته إن شاء الله ②

میں نے اس کتاب کی تصنیف کے لیے یحییٰ بن یحییٰ اللیثی کی روایت کو بنیاد بنایا ہے۔ کیونکہ یحییٰ بن یحییٰ اللیثی کا ہمارے ملک میں مقام ومرتبہ، ان کی ثقاہت اور دین داری علم وفہم اور کثرت سے ان کے روایت کردہ نسخے کو استعمال کرنے کی وجہ سے میں نے اسے منتخب کیا ہے۔ سوائے اس صورت میں جب کوئی احادیث احکام میں اہم حدیث رہ گئی ہو تو میں نے دیگر روایات کو بھی ذکر کر دیا ہے۔

حافظ ابن عبدالبر خود اپنی اس کتاب کو بہت زیادہ محبوب رکھتے تھے اس کے

---

① لغوی طور پر متابعت سے مراد موافقت ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ ایک راوی دوسرے کے ساتھ اسی حدیث کی روایت میں شریک ہو۔ اس کے جاننے کا فائدہ یہ ہے کہ اگر راوی ضعیف ہے تو اس کی روایت کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے اور اگر ثقہ ہے تو اس کا تفرد ختم ہو جاتا ہے۔ (ایضاً حوالہ بالا، ۲۹۷)

② ابن عبدالبر، التمهيد، مقدمہ، ۳۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں کہتے ہیں:

سمیر فؤادی من ثلاثین حجة
وصاقل ذهنی والمفرح عن هم
بسطت لهم فیه کلام نبیهم
لما فی معانیه من الفقه والعلم
و فیه من الاداب مایهتدی به
إلی البر والتقوی ونهی عن الظلم(۱)

یہ کتاب تیس سال سے میری مونس اور غم خوار ہے۔ میرے ذہن کو جلا بخشنے والی اور میرے غموں کو دور کرنے والی ہے۔ میں نے اس کتاب کے اندران کے نبی کے کلام کو بیان کیا ہے۔ اس کے معانی ومطالب اور نکات کی وضاحت کی ہے۔ اس میں ایسے آداب ہیں جن کے اپنانے سے نیکی اور تقویٰ حاصل ہوتا ہے اور ظلم سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔

(۱) قاضی عیاض، ترتیب المدارک، ۸۲۰/۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاستذکار لمذاهب علماء الامصار

اس کتاب میں ابن عبدالبر نے مؤطا کی ترتیب کے مطابق اس کی تشریح کی ہے۔ ابن عبدالبر اس کتاب کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

أما بعد! فان جماعة من أهل العلم وطلبه والعناية به من إخواننا. نفعهم الله وإيانا بما علمنا. سألونا في مواطن كثيرة مشافهة، و منهم من سألني ذلك من آفاق نائية مكاتبة أن أصرف لهم كتاب التمهيد على أبواب التمهيد و نسقه وأحذف لهم من تكرار شواهده و طرقه و أصل لهم شرح المسند و المرسل اللذين قصدت إلى شرحهما خاصة في التمهيد بشرح جميع مافي المؤطا من أقاويل الصحابة و التابعين (۱)

حمد وثنا کے بعد، اہل علم، طلبہ اور علم وفضل سے وابستہ حضرات نے (اللہ تعالیٰ ہمیں اور انہیں اپنے حاصل کردہ علم کا فائدہ پہنچائے) بہت سارے مواقع پر براہ راست مجھ سے مطالبہ کیا کہ التمہید کے ابواب اور طرز پر ایک کتاب مرتب کروں۔ بہت سارے لوگوں نے دور دراز مقامات سے خطوط لکھ کر مجھ سے فرمائش کی۔ ان کا مطالبہ تھا کہ میں شواہد اور اسناد کے طرق کو حذف کردوں اور مسند اور مرسل کی وضاحت کروں جو میں نے بطور خاص التمہید میں کی

(۱) ابن عبدالبر، مقدمه التمهيد، ۲۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس کے علاوہ مؤطا میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے اقوال ہیں ان کی تشریح کروں۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ ''التمہید'' کا اختصار اور خلاصہ ہے۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں:

له كتاب التمهيد لما في المؤطا من المعاني والاسانيد... واختصره وسماه الاستذكار ①

ابن عبدالبر کی ایک کتاب ''التمہید لمافی الموطا من المعانی والاسانید'' ہے۔ اس کتاب کو انہوں نے مختصر کیا اور اس کا نام ''الاستذکار'' رکھا۔

لیکن حقیقت میں یہ کتاب التمہید کا اختصار اور خلاصہ نہیں ہے بلکہ ''المؤطا'' کی ایک مستقل شرح اور الگ تصنیف ہے۔

ابن خلکان اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

شرح فيه المؤطا على وجهه و نسق أبوابه ②

اس کتاب میں ابن عبدالبر نے مؤطا کی روایات کی شرح مؤطا کی ترتیب اور اس کے ابواب کے مطابق کی ہے۔

الاستذکار کو علماء کے ہاں بڑی قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ فقہ کے تقابلی مطالعے میں یہ کتاب بنیادی حوالے اور انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔

علامہ ابن رشد ③ نے اپنی کتاب بدایۃ المجتہد میں اس کتاب سے خوب استفادہ کیا ہے۔

---

① حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۱۹۰۷/۲

② ابن خلکان، وفیات الاعیان، ۶۹/۷

③ ابن رشد، ابوالولید محمد بن ابی القاسم احمد ابن محمد بن احمد بن رشد قرطبی ۵۲۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ علوم وفنون کے تمام شعبوں میں گراں قدر تصانیف لکھیں۔ فلسفہ وکلام کے اندر امامت کے مقام پر فائز ہوئے۔ فقہ کے اندر بدایۃ المجتہد اور فلسفہ کے موضوع پر تہافت التہافت مشہور تصانیف ہیں۔ (عمر رضا کحالہ، معجم المولفین، ۳۱۳/۸)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ التفصّی لحدیث المؤطا:

عام طور سے مؤطا پر ابن عبدالبر کی دو شرحیں مشہور ہیں لیکن آپ نے مؤطا کی ایک اور شرح بھی لکھی ہے۔ کشف الظنون میں اس کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے:

صنف الحافظ ابو عمر ابن عبدالبر القرطبی کتاباً سماہ "التفصّی لحدیث المؤطا"①

یعنی حافظ ابن عبدالبر نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام التفصّی لحدیث المؤطا رکھا۔

موسیٰ بن ابو تلید اور ابو محمد بن عتاب کہتے ہیں کہ ہم نے ابو عمر ابن عبدالبر سے ان کی کتاب التفصی پڑھی ہے② اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی حیات میں یہ کتاب پڑھاتے تھے اور اس کی اتنی شہرت ہوگئی تھی کہ لوگ اسے پڑھنے کے لیے آپ کی خدمت میں آتے تھے۔

۴۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب:

ابن عبدالبر کی سب سے معروف اور مایہ ناز کتاب "الاستیعاب" ہے۔ اس کتاب میں آپ نے وہ روایات جمع کی ہیں جن کا تعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء اور حیات سے ہے۔ آپ سے پہلے اس موضوع پر کئی محدثین نے کام کیا تھا۔ مثلاً ابوالقاسم بغوی، ابوبکر بن ابی داؤد، عبدان، شیخ مطین، ابن السکن، ابن شاہین، ابومنصور الماوردی، ابن حبان، طبرانی اور حافظ ابن مندہ وغیرہ۔ ان سب حضرات کے کام کو مدنظر رکھ کر آپ نے الاستیعاب مرتب کی۔ ابن عبدالبر نے اپنی کوشش کے مطابق ان تمام کتب کا مواد اپنی کتاب میں جمع کیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ سے بہت کچھ رہ گیا۔ حافظ ابن حجر اس بارے میں لکھتے ہیں:

سمی کتابہ الاستیعاب لظنہ انہ استوعب ما فی کتب

① حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲/۱۹۰۷

② الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۳/۷۵۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من قبله و مع ذلک ففاته شئی کثیر فذیل علیه ابوبکر بن فتحون ذیلا حافلا و ذیل علیه جماعة فی تصانیف لطیفة(۱)

یعنی ابن عبدالبر نے اپنی کتاب کا نام ''الاستیعاب'' اس لیے رکھا کہ آپ اس موضوع پر اسے گزشتہ کتب کی جامع سمجھتے تھے لیکن آپ کا یہ خیال صحیح نہیں۔ بہت کچھ آپ سے رہ گیا یہی وجہ ہے کہ بعد میں ابوبکر بن فتحون اور دیگر علماء نے اس کتاب پر ضمیمے لکھے۔

ابوبکر محمد بن خلف بن سلیمان بن فتحون (م ۵۴۰ھ) نے الاستیعاب پر جو ضمیمہ (ذیل) لکھا ہے۔ اس کا نام ''الاستلحاق علی الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب'' ہے(۲)۔

یہ بات صحیح ہے کہ ''الاستیعاب'' اس موضوع پر بالکل جامع کتاب نہیں ہے۔ لیکن بہرحال یہ معرفۃ الصحابہ میں ایک مفید، مستند اور قابل اعتماد مجموعہ ہے۔ بعد میں جن محدثین نے اس عنوان پر کام کیا ہے انہوں نے اس کتاب پر اعتماد کیا ہے اور اس سے پورا پورا استفادہ کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے بھی ''الاصابہ'' کی ترتیب میں اسے پوری طرح پیش نظر رکھا ہے۔ مطبعۃ السعادۃ۔ مصر نے الاصابۃ کے ساتھ ہی حاشیہ پر ''الاستیعاب'' کو چھاپ دیا ہے۔ اس طرح قاری بیک وقت دونوں کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ الاستیعاب کی ترتیب بہت عمدہ اور خوبصورت ہے ابن خلکان اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جمع ابن عبدالبر فی اسماء الصحابه رضی الله عنهم کتاباً جلیلاً مفیداً سمّاه الاستیعاب فی معرفة الاصحاب''(۳)

یعنی ابن عبدالبر نے اسماء صحابہ کے عنوان سے بہت جلیل القدر اور مفید کتاب لکھی جس کا نام الاستیعاب رکھا۔

---

(۱) الذھبی، الاصابه فی تمییز الصحابة، ۳/۱

(۲) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۷۳/۳

(۳) ابن خلکان، وفیات الاعیان، ۷۰/۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ جامع بیان العلم و فضله وما ینبغی فی روایته و حمله:

حافظ ابن عبدالبر کی یہ کتاب علم اور علماء کی فضیلت نیز علماء کے فرائض کے موضوع پر نہایت مفید اور دلچسپ کتاب ہے۔ آپ نے اس میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور دیگر جلیل القدر علماء کے اقوال جمع کیے ہیں اور بہت خوبصورت انداز میں ترتیب دی ہے۔ آپ سے پہلے اس موضوع پر کئی علماء نے قلم اٹھایا۔ کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: مجھ سے پہلے بھی اس قسم کی کتابیں کئی آدمی لکھ چکے ہیں وہ کافی ہوتیں تو میں یہ کتاب نہ لکھتا اور ان کی طرف اشارہ کر دیتا۔ لیکن وہ کافی نہیں۔ ہر مولف نے وہی جمع کیا ہے جو اس کے ذہن میں محفوظ تھا اور جس کے تلف ہو جانے کا اندیشہ تھا یا جسے اس نے طالب علم کی راہنمائی کے لیے مناسب سمجھا (۱)۔

عبدالرزاق ملیح آبادی نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا ہے، لکھتے ہیں: عربی ادب میں ''جامع بیان العلم وفضلہ'' بڑے پائے کی کتاب مانی جاتی ہے۔ علم اور فضیلت علم پر اس سے بہتر اور جامع کتاب دیکھی نہیں گئی۔ اسلامی نقطۂ نظر سے علم، اہل علم اور طالبان علم کے بارے میں آدمی جو کچھ جاننا چاہے اس کتاب میں موجود ملے گا۔

کتاب کی تالیف محدثین کرام کے دل نشین طریقہ پر ہوئی ہے۔ ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ اور ہر باب میں روایتیں کچھ اس طرح جمع کر دی گئی ہیں کہ موضوع کے خشک ہونے پر بھی کتاب دلچسپ بن گئی ہے (۲)۔

کتاب کے آخر میں امام شافعی کا سفرنامہ مختصراً ذکر کیا گیا ہے جو مفید اور دلچسپ ہے۔ یہ کتاب اسانید کے ساتھ دو جلدوں میں چھپتی رہی۔ بعد میں اسانید اور مکرر روایات کو حذف کیا گیا اور ایک جلد میں طبع ہوتی رہی۔

۶۔ کتاب الکافی فی فقه اهل المدینه المالکی:

فقہ مالکی پر حافظ ابن عبدالبر کی شاہکار کتاب ہے۔ اس کتاب میں آپ نے

(۱) ابن عبدالبر، جامع بیان العلم و فضله، ترجمہ عبدالرزاق ملیح آبادی، ۴۲

(۲) ابن عبدالبر، جامع بیان العلم، ۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی مجتہدانہ بصیرت سے کام لیا ہے اور بعض مسائل میں اپنا نقطہ نظر واضح کیا ہے۔ کتاب کی تالیف کے بارے میں لکھتے ہیں:

ان بعض اخواننا من اهل الطلب والعناية والرغبة في الزيادة من التعلم سألني ان اجمع له، كتابا مختصرا في الفقه يجمع المسائل التي هي اصول وامهات لما يبنى عليها من الفروع والبينات في فوائد الاحكام و معرفة الحلال والحرام، يكون جامعاً، مهذباً، وكافياً مقرباً و مختصراً مبوباً ليستذكر به عند الاشتغال وما يدرك الانسان من الملال، يكفي عن المؤلفات الطوال و يقوم مقام المذاكرة عند عدم المدارسة، فرأيت ان اجيبه الى ذلك لما رجوت فيه من عون العالم المقتصر، و نفع الطالب المسترشد التماسا لثواب الله عزوجل في تقريبه على من اراده واعتمدت فيه على علم اهل المدينة وسلكت فيه مسلك مذهب الامام ابي عبدالله مالك بن انس رحمه الله(۱)

یعنی مجھ سے میرے ایک ایسے بھائی نے جسے اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کا شوق تھا۔ کہا کہ میں فقہی مسائل پر ایک ایسی کتاب لکھوں جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ بنیادی حیثیت کی حامل ہو اور احکام کو سمجھنے کے سلسلہ میں مفید ہو۔ جامع اور ترتیب کے لحاظ سے عمدہ ہو تاکہ پڑھنے والا اسے بآسانی اور خوشی پڑھ سکے اور اسے لمبی اور ضخیم کتب کے مطالعہ کی حاجت نہ رہے۔ چنانچہ میں نے اس کے کہنے پر یہ کام شروع کیا۔ اس کتاب کی تالیف کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور طلبہ کو علمی فائدہ پہنچانا ہے۔

(۱) ابن عبدالبر، الكافي في فقه اهل المدينة، ۱۳۷/۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے اس میں علمائے مدینہ کے علم پر اعتماد کیا ہے اور امام مالک کے مسلک کو اختیار کیا ہے۔

کتاب پہلے نایاب تھی۔ ڈاکٹر محمد احمد المور یتانی نے اس کے اصل نسخہ (مخطوطہ) کے حصول میں بڑی محنت کی۔ اسے مرتب کیا اور اس پر تحقیق، تقدیم اور تعلیق کی۔ مکتبۃ الریاض الحدیثہ نے بہت خوبصورت شکل میں اسے چھاپ دیا ہے۔

۷۔ بهجة المجالس وانس المجالس:

حافظ ابن عبدالبر اعلیٰ درجہ کے محدث، فقیہہ و مورخ اور مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ ادب اور شعر و شاعری میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ کی کتاب "بهجة المجالس" ادباء اور شعراء حضرات کے ہاں بڑی مقبول ہے اور قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو ادب سے کتنی دلچسپی اور کلام پر کتنا عبور حاصل تھا۔ کشف الظنون میں اس کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے:

بهجة المجالس وانس المجالس للحافظ ابن عبدالبر، وهو في مجلد من الكتب المعتبرة في المحاضرات. مرتب على مائة واربعة و عشرين بابا(۱)

یعنی بهجہ حافظ ابن عبدالبر کی تالیف ہے اس کا شمار ادب کی معتبر کتابوں میں ہوتا ہے ایک سو چوبیس ابواب پر مشتمل ہے۔

عام طور پر آپ کی صرف ایک کتاب بهجۃ المجالس کے نام سے معروف ہے لیکن کشف الظنون میں اس موضوع پر آپ کی دو کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے، "ایک بهجۃ المجالس وانس المجالس" اور دوسری "بهجۃ المجالس وانس الجالس"۔ آخرالذکر کے بارے میں لکھا گیا ہے:

مجلد في نصف حجم السابق مرتب على ستين بابا(۲)

(۱) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۱/۲۰۸

(۲) ابن عبدالبر، مقدمه التحقيق على التمهيد، ۱/۱۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی یہ کتاب ساٹھ ابواب پر مشتمل ہے اور حجم کے لحاظ سے اول الذکر کے آدھے کے برابر ہے۔

تلامذہ:

ابن عبدالبر سے استفادہ کرنے والوں کی بہت طویل فہرست ہے۔ چند نامور تلامذہ کا ذکر درج ذیل ہے:

۱۔ ابن حزم (۴۵۶ھ) ظاہری مذہب کے بانی ہیں۔ ان کی تفصیلی حالات پہلے باب کے اندر گزر چکے ہیں۔

۲۔ ابوعبداللہ محمد بن ابی نصر الحمیدی، ان کے تفصیلی حالات اس باب میں آرہے ہیں۔

۳۔ علی الغسانی (۴۹۸ھ) بہت بڑے محدث اور حدیث کے حافظ تھے۔ ان کے تفصیلی حالات بھی آرہے ہیں۔

۴۔ ابوالحسن طاہر بن مسعود (۴۸۴ھ) ابن عبدالبر سے کثرت سے روایت کرنے والوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

۵۔ ابوسفیان بن العاص (۵۲۰ھ)

وفات:

ابن عبدالبر نے شاطبہ میں ۴۶۳ ہجری میں وفات پائی۔

امام الذھبی ان کی وفات کے بارے میں لکھتے ہیں:

جلا عن وطنه و منشئه قرطبه ، كان في المغرب مدة، ثم تحول إلى شرق الاندلس، وسكن دانية، بلنسيه وشاطبه وبها توفي (۱)

اپنے وطن اور مسکن قرطبہ کو چھوڑا اور ایک عرصے تک غربی اندلس میں رہے پھر شرقی اندلس میں منتقل ہو گئے، دانیہ، بلنسیہ، شاطبہ میں رہے اور شاطبہ ہی میں انتقال فرمایا۔

(۱) الذھبی، تاریخ الاسلام، ۱۴۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالولید الباجی

نام ونسب:

اندلس کے مشہور قاضی، فقیہ، محدث اور عالم قاضی ابوالولید سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب بن وارث التجیبی الباجی، ۳ ذی القعدہ ۴۰۳ ہجری کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد خلف بن سعد کا بطلیوس (۱) کے ممتاز علما میں شمار ہوتا ہے۔ آپ کے والد نے بطیلوس کو خیر باد کہا (۲) اور باجہ (Bega) میں آ کر آباد ہو گئے۔ یہ وہ دور ہے جب اشبیلیہ میں بنوعباد کی حکومت تھی اور باجہ کا علاقہ انہی کے زیر اثر تھا اسی شہر کی مناسبت سے ابوالولید الباجی (۴۳۵ھ) کے نام سے مشہور ہیں۔

ابتدائی حالات زندگی:

آپ کے بتدائی حالات اور تعلیم کے بارے میں تذکرہ نگار خاموش ہیں۔ ۲۳ سال کی عمر میں آپ نے تحصیل علم کے لیے مشرق کا رُخ کیا۔ یہ سفر آپ نے ۴۲۶ ہجری میں کیا۔ سب سے پہلے آپ مصر تشریف لے گئے اور وہاں سے مکہ مکرمہ پہنچے۔ آپ نے مشہور عالم ابوذر احمد بن محمد بن عبداللہ بن عفیر الانصاری (۴۳۴ھ) سے استفادہ کیا۔ ان سے احادیث کی سماعت کی۔ ابوذر ابن سماک کے لقب سے مشہور ہیں۔ عبدالغافر

---

(۱) بطلیوس مغربی اسپین کا شہر ہے اور یہ صوبہ بھی ہے۔ اس کا موجودہ نام بیڈاجوز یا بڑاہوس (Badajoz) ہے۔ (عنایت اللہ، اندلس کا تاریخی جغرافیہ، ۱۵۸)

(۲) باجہ (Beja) آج کل یہ شہر صوبہ المتیجو کا صدر مقام ہے اور پرتگال کے دارالحکومت لزبن (Lisbon) کے جنوب مشرق میں پچانوے میل کے فاصلے پر آباد ہے۔ (حوالہ بالا، ۱۴۱)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ نیشاپوری میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

کان ابو ذر زاهدا ورعا عالما سخيا لايد خرشيأ و صار كبير مشيخة الحرم مشار اليه في التصوف خرج على الصحيح تخريجاً حسناً و كان حافظاً كثير الشيوخ توفي (۱) سنة ٤٣٥ وقال أبو ابن سكرة توفي عقب شوال سنة ٤٣٤ و قال الخطيب في ذى القعده من سنة اربع و ثلاثين رحمه الله تعالىٰ واكثر نسخ البخارى الصحيحة بالمغرب إما من رواية الباجي عن أبي ذر عبد بن أحمد الهروى (۲) المذكور وإما من رواية أبي على الصدفي (۳)

ابوذر زاہد، پرہیزگار سخی تھے۔وہ کچھ بچا کر نہیں رکھتے تھے وہ حرم کے بڑے شیوخ میں شمار کیے جاتے تھے۔تصوف میں بلند مقام رکھتے تھے۔انہوں نے صحیح بخاری کی بہترین تخریج کی۔وہ حدیث کے حافظ اور بہت سارے شیوخ سے حدیث روایت کرنے والوں میں سے تھے۔۴۳۵ ہجری میں وفات پائی۔ابوعلی ابن سکرۃ کہتے ہیں کہ انہوں نے شوال ۴۳۴ ہجری میں انتقال فرمایا اور خطیب

---

(۱) المقری، نفح الطیب، ۲/۷۰

(۲) المقری لکھتے ہیں کہ الھروی کی نسبت ہرات کے مشہور شہر کی طرف نہیں ہے جو کہ ماوراالنہر میں ہے بلکہ یہ ہرات بنی شیمانہ کی طرف نسبت ہے جو کہ حجاز میں واقع ہے اور ابوذر کا تعلق بھی اسی علاقے سے تھا لیکن مقری کے علاوہ کسی اور تاریخ نویس یا جغرافیہ نویس نے ذکر نہیں کیا کہ حجاز میں بھی ہرات نام کی کوئی جگہ ہے۔بنو شیمانہ کا ذکر بھی نہیں ملتا۔یاقوت الحموی نے ''شبابۃ'' کے مادہ کے تحت براۃ بنی شبابۃ کا ذکر کیا ہے جو کہ مکہ مکرمہ کے مضافات میں ہے اور اسی کی طرف ابوجمع عیسی بن الحافظ ابی ذر عبداللہ الھروی الشبابی منسوب ہیں۔(المقری، نفح الطیب، ۲/۷۱)

(۳) المقری، نفح الطیب ۲/۷۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغدادی لکھتے ہیں کہ انہوں نے ذی القعدہ ۴۳۴ ہجری میں انتقال فرمایا۔ مغرب میں زیادہ تر بخاری کے نسخے باجی عن اُبی ذرعبد بن احمد الھروی کے واسطے سے روایت کیے گئے ہیں یا ابوعلی الصدفی کے واسطے سے روایت کیے گئے ہیں۔

مکہ مکرمہ سے آپ بغداد تشریف لے گئے اور یہ عباسی خلیفہ ابوجعفر قائم بامراللہ (۴۶۷ھ) کا دور تھا۔ وہاں علماء کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی۔ قیام مشرق کے دوران آپ نے اہل مشرق کو اپنی صلاحیتوں سے متعارف کروایا۔ بغداد میں آپ کی ملاقات مشہور عالم حافظ ابوبکر الخطیب سے بھی ہوئی علامہ مقری اس ملاقات کو اہم قرار دیتے ہیں وہ لکھتے ہیں:

ومما يفتخربه أنه روى عنه حافظا المغرب والمشرق ابوعمر ابن عبدالبر والخطيب ابوبكر ابن ثابت البغدادى وناهيك بهما وهما أسن منه واكبر (۱)

ابوالولید الباجی کے لیے یہ امر قابل فخر ہے کہ مغرب اور مشرق کے دو بڑے حافظ حدیث ان سے روایت کرتے ہیں۔ مغرب کے حافظ حدیث ابوعمر ابن عبدالبر ہیں اور مشرق کے حافظ حدیث ابوبکر ابن ثابت البغدادی ہیں اور یہ دونوں ان سے بڑے اور سن رسیدہ تھے۔

ابوالولید الباجی اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

إذا كنت أعلم علم اليقين بأن جميع حياتي كساعة
فلم لا أكون ضنيناً بها وأجعلها في صلاح و طاعة

جب میں یہ جانتا ہوں کہ میری ساری زندگی صرف ایک ساعت ہے تو میں کیوں نہ اسے احتیاط سے گزاروں اور اسے نیکی واطاعت میں صرف کروں۔

ابوالولید الباجی بغداد میں تین سال ٹھہرے اس عرصے میں آپ نہ صرف مختلف الخیال لوگوں سے ملے بلکہ آپ نے دیگر فقہی مسالک شوافع اور ظاہریہ کا بھی تقابلی مطالعہ کیا۔

(۱) ایضاً حوالہ بالا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام بغداد کے دوران آپ نے درس وتدریس اور حدیث کے حصول کے لیے کافی وقت نکالا۔

مکہ، موصل، بغداد، دمشق اور دیگر مقامات میں آپ کے قیام کا عرصہ تیرہ سال رہا۔ ۴۳۹ ہجری میں وطن واپس پہنچے۔ وطن واپس پہنچنے سے پہلے آپ کا تعارف اندلس کے علمی حلقوں میں ہو چکا تھا۔ ابوالولید جس زمانے میں اندلس واپس آئے اس وقت سیاسی صورتحال بہت ابتر ہو چکی تھی۔ بنوامیہ کا اقتدار ختم ہونے کو تھا اور طوائف الملوکی کا آغاز تھا۔ ابوالولید نے ملکی استحکام کے لیے اور مختلف امراء اور روساء کے درمیان اختلافات کو ختم کرنے کے لیے جدوجہد کی اور کسی حد تک کامیاب بھی رہے۔

اندلس کی عدالتوں میں مالکی فقہ کے مطابق فیصلے ہوتے تھے اور عوام میں بھی اس مذہب کا بہت چرچا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ابن حزم کی قدآور شخصیت کی وجہ سے ظاہری مذہب بھی بہت مقبول ہو رہا تھا۔ ابوالولید نے مالکی فقہاء کی حمایت کے لیے ابن حزم سے کئی مناظرے بھی کیے۔

تصانیف:

ابوالولید الباجی کی تصنیفات کی فہرست علامہ مقری نے دی ہے۔ ان تصانیف کے موضوعات کو دیکھ کر ابوالولید الباجی کے مقام ومرتبے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(۱) التصدير إلى معرفة التوحيد
(۲) السراج في الخلاف
(۳) التبيين لمسائل المهتدين في اختصار فرق الفقها
(۴) ترتيب الحجاج
(۵) شرح المنهاج
(۶) سنن المنهاج
(۷) احكام الفصول في احكام الاصول
(۸) الاشارة في اصول الفقه
(۹) تفسير القرآن الحكيم
(۱۰) التعديل والتجريح لمن خرج عنه البخاری في الصحيح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۱) شرح المؤطا

(۱۲) المعانی فی شرح المؤطا

(۱۳) کتاب الایماء

(۱۴) اختلاف المؤطات

(۱۵) کتاب الحدود

(۱۶) سنن الصالحین

(۱۷) مختصر المختصر فی مسائل المدونة

ابوالولید الباجی ممتاز عالم اور قاضی ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے ادیب اور شاعر بھی تھے۔

ابوالولید الباجی کی ایک نظم کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

مضی زمن المکارم والکرام — سقاه الله من صوب الغمام
وکان البر فعلاً دون قولٍ — فصار بعد نطقا بالکلام
وزال النطق حتی لست تلقی — فتی بسخو بردٍ للسلام
وزاد الامر حتی لیس إلا — سخی بالاذی أو بالملام

اچھائیوں اور اچھے لوگوں کا زمانہ گزر گیا
اللہ تعالیٰ اس زمانے کو بادل سے سیراب کرے
گزشتہ زمانے میں زبانی کلام کے بجائے عملاً نیکی تھی
پس اب وہ بھی محض زبانی جمع خرچ بن کر رہ گئی
نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ کسی کو سلام دینے کا روادار نہیں پاؤ گے
معاملہ اس حد سے بھی آگے بڑھ گیا ہے اب اذیت اور ملامت کے سوا کچھ نہیں پاؤ گے۔

وفات:

ابوالولید الباجی نے ۱۹ رجب ۴۷۴ ہجری کو فوت ہوئے[1]۔

[1] المقری، نفح الطیب، ۲/۶۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن ابی نصر الحمیدی (۴۸۸ھ)

نام ونسب:

ابوعبداللہ محمد بن ابی نصر فتوح بن عبداللہ بن فتوح بن حمید بن یصل الازدی، الحمیدی الاندلسی، حدیث کے حافظ، محدثین کے امام، نامور مورخ اور ابن حزم کے نامور تلامذہ میں سے تھے۔ آپ ۴۲۰ ہجری کے لگ بھگ میورقہ (Mayorca) ① میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت:

حمیدی نے محمد علی بن احمد سے استفادہ کیا۔ ابن عبدالبر سے کسب فیض کیا۔ اس کے بعد حمیدی نے رخت سفر باندھا۔ مصر میں قاضی ابوعبداللہ القضاعی، محمد بن احمد قزوینی، ابواسحٰق الحبال سے استفادہ کیا۔ دمشق میں ابوقاسم الحنائی، حافظ ابوبکر خطیب، عبدالعزیز الکتانی سے حدیث کی سماعت کی۔ مکہ مکرمہ میں کریمہ مروزیہ ② سے احادیث کی سماعت کی۔

---

① میورقہ (Mayorca) یہ ان جزیروں میں سے بڑا جزیرہ ہے جن کا نام آج کل جزائر بلارک (Balearic Islands) ہے اور جن کو اہل عرب جزائر شرق الاندلس یا الجزیرہ کہتے تھے۔ میورقہ (Mayorca)، اندلس کے مشرقی ساحل سے مشرق کی سمت میں تقریباً سوا سو میل کے فاصلہ پر بحر متوسط میں واقع ہے اس کے ساتھ اور دو مشہور جزیرے منورقہ (Minorca) اور یابسہ (Ivica) یا (Iviza) ہیں مگر میورقہ ان سب سے بڑا ہے۔

(عنایت اللہ، اندلس کا تاریخی جغرافیہ، ۱۹۸)

② کریمہ بنت احمد بن محمد بن حاتم مروزیہ، صحیح بخاری کی راویہ ہیں۔ مکہ مکرمہ میں مقیم تھیں ۴۶۵ ہجری میں انتقال فرمایا۔ (الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۲۳۴/۱۸)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء کے اقوال:

ابن خلکان ان کے بارے میں کہتے ہیں:

وكان موصوفاً بالنباهة والمعرفة والاتقان والدين والورع وكان له نغمة حسنة في قراءة الحديث (۱)

حمیدی بڑے بیدار مغز، معرفت اور اتقان کے حامل دیندار، متقی انسان تھے۔ حدیث کی قرأت بڑی دلنشیں آواز میں کرتے تھے۔

ولم أر مثله في عفة و نزاعة و ورعه وتشاغله بالعلم و سمعت أبا بكر بن الخاضبة يقول ماسمعت الحميدي ذكر الدنيا قط (۲)

میں نے عفت و پاک دامنی، تقوی اور علم کے ساتھ مشغولیت میں ان جیسا کوئی نہیں دیکھا اور میں نے ابوبکر بن الخاضبہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے کبھی بھی حمیدی کو دنیا کا تذکرہ کرتے ہوئے نہیں سنا۔

ذہبی (۷۴۸ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

وكان ظاهري المذهب، دؤوباً على طلب العلم، كثير الاطلاع ذكيا فطنا ورعا إخباريا متفننا كثير التصانيف (۳)

حمیدی ظاہری مذہب کے پیرو، حصول علم کے لیے ہر وقت کوشاں اور کثرت معلومات سے بہرور تھے۔ آپ بہت ذہین و فطین، مؤرخ مختلف علوم وفنون کے ماہر اور بہت ساری کتابوں کے مؤلف تھے۔

علامہ مقری ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

كان ورعا ثقة إماماً في علم الحديث وعلله و معرفة

---

(۱) ابن خلکان، وفیات الاعیان، ۴۲۱/۳

(۲) الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۲۳/۱۹

(۳) ایضاً حوالہ بالا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متونه ورواته محققا في علم الاصول على مذهب
أصحاب الحديث، متبحرا في علم الأدب والعربية①

آپ متقی، علم حدیث کے امام، اس کی علل، متون اور راویوں کے بارے میں باخبر اور محدثین کے اسلوب تحقیق اور اصول حدیث سے شناسا تھے۔ ادب اور عربی زبان کے اندر گہری دسترس رکھتے تھے۔

حمیدی (۴۸۸ھ) مورخ اور محدث ہونے کے علاوہ بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ ان کی شاعری اخلاقی، بامقصد اور تعمیری تھی۔ دنیاداری سے کنارہ کشی اور زہد کے بارے میں ان کے دو اشعار درج ہیں:

لقاء الناس ليس يفيد شيأ سوى الهذيان من قيل و قال
فأقلل من لقاء الناس إلا لأخذ العلم او اصلاح حال ②

لوگوں سے میل جول چنداں مفید نہیں سوائے یاوہ گوئی اور قیل وقال کے کیا حاصل ہے۔ لوگوں سے ملنا جلنا کم رکھو۔ سوائے علم حاصل کرنے کے لیے یا اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے لیے۔

تالیفات:

حمیدی (۴۸۸ھ) نے بہت ساری کتب تصنیف کیں لیکن ان میں اکثر ضائع ہوگئیں یا ہوسکتا ہے چند ایک کتب ابھی بھی کسی کتب خانے میں مخطوطات کی شکل میں موجود ہوں۔ مختلف تذکرہ نگاروں نے حمیدی (۴۸۸ھ) کی جن مؤلفات کا تذکرہ کیا ہے ان کی فہرست درج ذیل ہے:

(۱) الجمع بين الصحيحين
(۲) جذوة المقتبس
(۳) تسهيل السبيل إلى علم الترسيل
(۴) الذهب المسبوك في وعظ الملوك

---

① المقری، نفح الطیب، ۱۱۳/۲

② المقری، نفح الطیب، ۱۱۴/۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) مخاطبات الأصدقاء فی المکاتبات واللقاء
(۶) المتشاکة فی اسماء الفواکه
(۷) نوادر الاطباء
(۸) تفسیر غریب مافی الصحیحین
(۹) تذکرہ الحمیدی
(۱۰) تاریخ الاسلام
(۱۱) کتاب ماجاء من النصوص والآخبار فی حفظ الجار
(۱۲) کتاب ذم النمیمة
(۱۳) کتا ب الأمانی الصادقة
(۱۴) کتاب الرسل
(۱۵) من ادعی الامان من اهل الایمان
(۱۶) الفوائد المنتقاة
(۱۷) مسند الحمیدی عن سفیان بن عینیه

اس کتاب میں سے بعض کا مختصر تعارف درج ذیل ہے

(۱) الجمع بین الصحیحین:

یہ کتاب برلن، قاہرہ، دمشق اور موصل کے کتب خانوں میں مخطوطات کی شکل میں موجود ہے ابھی تک مطبوع نہیں ہوئی لیکن بعض علماء نے اس کتاب کو دیکھا ہے اور اس پر تبصرہ اور تعلیق بھی لکھی ہے۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں:

إن الحمیدی رتب الحدیث علی حسب فضل الصحابی الراوی فقدم أحادیث ابی بکر وباقی الخلفاء الاربعة ثم تمام العشرة [۱]

حمیدی نے اس کتاب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات کو ان کی فضیلت کے اعتبار سے مرتب کیا ہے۔ پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرویات کو پھر باقی خلفاء راشدین کی مرویات اور

[۱] حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۱/۸۹۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح عشرۃ مبشرہ کی مرویات کو ذکر کیا ہے۔

جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے حمیدی (۴۸۸ھ) نے اس میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو جمع کیا ہے۔ احادیث جمع کرنے میں دیگر کتب جو بخاری اور مسلم کی مستدرکات (۱) ہیں یا مستخرجات (۲) ہیں ان کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔ جیسا کہ اسماعیلی اور برقانی کی کتب ہیں۔ پہلے بخاری کی روایت کو لاتے ہیں اس کے بعد بتاتے ہیں کہ یہاں بخاری کی روایت ختم ہوگئی ہے اس کے بعد روایت کے اندر اگر کوئی الفاظ رہ گئے ہوں تو ان کا ذکر کرتے ہیں۔ مشکل الفاظ کی تشریح کرتے ہیں اور یہ واضح کرتے ہیں کہ یہ اضافہ فلاں کتاب میں سے ہے تاکہ التباس پیدا نہ ہو اور قاری اصل متن اور اضافے کے اندر واضح فرق محسوس کر سکے۔

---

(۱) مستدرک سے مراد وہ کتاب ہے جس میں مؤلف نے کسی دوسری کتاب کی ترک کردہ ان احادیث کو جمع کیا ہو جو اس کی رائے میں پہلی کتاب کے مصنف کی شرط کے مطابق تھیں مگر اس نے ذکر نہیں کیں۔ استدراک کی شرط یہ ہے کہ ان احادیث کے رجال اسناد وہی ہوں جن سے اصل کتاب کا مولف روایت کرتا ہے۔ اس فن کی مشہور کتاب امام حاکم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ النیشاپوری (۴۰۵ھ) کی المستدرک علی الصحیحین ہے۔
(سہیل حسن، معجم اصطلاحات حدیث، ۳۳۷)

(۲) مستخرج سے مراد وہ کتاب ہے جس میں کسی مؤلف نے دوسرے محدث کی احادیث کو اپنی اسانید سے روایت کیا ہو۔ اس میں دوسرے مصنف کی اسانید پہلے سے مختلف ہوتی ہیں مثلاً کوئی مؤلف صحیح بخاری یا صحیح مسلم کی احادیث اپنی اسانید سے بیان کرے لیکن بخاری اور مسلم کی سند کے علاوہ اس امکان کے ساتھ کہ یہ مولف بخاری یا مسلم کے استاذ، یا اس سے اوپر کی کسی بھی کڑی میں جا ملے، مستخرج سے روایت کرتے ہوئے اصل کتاب کا حوالہ نہیں دیا جاتا بلکہ مستخرج کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ چند مشہور مستخرجات یہ ہیں: مستخرج علی الصحیحین، ابوبکر احمد بن محمد الخوارزی (۴۲۰ھ)، مستخرج علی الصحیحین ابوعوانہ، یعقوب بن اسحق الاسفرائینی (۳۱۶ھ)، المستخرج علی صحیح مسلم، قاسم بن اصبغ (۳۴۰ھ)، المستخرج علی سنن ابی داؤد۔ (ایضاً حوالہ بالا، ۳۳۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کی کئی ایک شروح بھی لکھی گئیں ہیں۔ ان شروح میں سب سے مشہور ابن ھبیرہ حنبلی (۵۶۰ھ) کی ہے۔ انہوں نے اس کتاب کا نام ''الافصاح عن معانی الصحاح'' رکھا ہے، یہ کتاب کئی جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

(۲) تفسیر غریب مافی الصحیحین:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مشکل الفاظ کی تشریح و توضیح کے لیے یہ کتاب مرتب کی۔ یہ کتاب مخطوطے کی شکل میں دمشق کے مکتبہ احمد تیمور میں موجود ہے (۱)۔

(۳) الذھب المسبوک فی وعظ الملوک:

یہ کتاب بادشاہوں اور حکمرانوں کے لیے مفید مشوروں اور نصیحتوں پر مشتمل ہے۔ حمیدی (۴۸۸ھ) نے اس کتاب کے اندر بعض اندلسی اور بعض مشرقی شیوخ سے مرویات کو جمع کیا ہے۔ اس کتاب کے دو نسخے پائے جاتے ہیں۔ ایک نسخہ دارالکتب المصریہ میں ہے اور دوسرا مکتبہ تیموریہ میں ہے (۲)۔

(۴) تذکرۃ الحمیدی:

اس کتاب کے اندر حمیدی (۴۸۸ھ) نے اپنے دوستوں، ملنے والوں اور اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ دارالکتب المصریۃ میں موجود ہے۔

وفات:

آپ ۱۷ ذی الحجہ ۴۸۸ ہجری کو فوت ہوئے۔ ابواسحٰق شیرازی کے مزار کے پاس دفن ہوئے۔ ابوبکر محمد بن احمد الشاشی (۵۰۷ھ) (۳) نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ ۴۹۱ ہجری میں مشہور صوفی بشر بن الحارث (۴) الحافی (۲۲۷ھ) کی قبر کے پاس منتقل کر دیے گئے۔

---

(۱) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۵۹۹/۱

(۲) الاشبیلی، فھرس ابن خلیفۃ، ۳۸۵

(۳) ابوبکر محمد بن احمد بن الحسین بن عمر الشاشی الترکی میافارقین میں ۴۲۹ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حلیۃ العلماء فی معرفۃ مذاھب الفقھایا المستظھری کے مؤلف ہیں۔ امام غزالی کے بعد نظامیہ میں تدریس شروع کی۔ ۵۰۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ (الزرکلی، الاعلام، ۳۱۶/۵)

(۴) ابونصر ابن عبدالرحمٰن بن عطاء مشہور صوفی، محدث اور عالم تھے۔ ۱۵۲ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ ۲۲۷ ہجری کو وفات پائی۔ (ایضاً حوالہ بالا، ۵۴/۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسین بن محمد الغسانی

نام ونسب:

ابوعلی حسین بن محمد بن الغسانی حدیث کے حافظ اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے محدث تھے۔

ابتدائی حالات وزندگی:

ابوعلی کو جیانی بھی کہا جاتا ہے حالانکہ وہ جیان (Jaen)[1] میں پیدا نہیں ہوئے۔ ان کے والد فتنہ بربر کے زمانے میں جیان منتقل ہو گئے۔ ان کے آباء واجداد مدینۃ الزہراء[2] کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد ابوعبداللہ محمد بن احمد کا شمار انتہائی متقی

---

(۱) جیان: جیان (Jaen) وسطی اندلس کے جنوبی حصہ میں آج کل ایک صوبہ کا نام ہے اور اس صوبہ کے صدر شہر کا نام بھی جیان (Jaen) ہے۔ صوبہ جیان (Jaen) کا حدود اربعہ یہ ہے شمال میں سیوداد ریال (Ciudad Real) کا صوبہ جس کو پرانے زمانہ کا علاقہ قلعہ رباح (Calatrava) سمجھنا چاہیے، مغرب میں صوبہ قرطبہ (Cardova) جنوب میں صوبہ غرناطہ (Granada) مشرق میں صوبہ مرسیہ (Murcia) ہے۔

[(عنایت اللہ، اندلس کا تاریخی جغرافیہ، ۲۰۵)]

(۲) مدینۃ الزہراء: یہ ایک چھوٹا سا مگر عظیم الشان شہر خاص خلفائے قرطبہ اور ان کے متعلقین کی سکونت کے لیے تھا جس کو خلیفہ عبدالرحمن الناصر نے ۳۲۵ ہجری میں ایک وسیع میدان میں بنوانا شروع کیا جو شہر قرطبہ (Cardova) سے باہر شمال کی سمت میں تین یا چار میل کے =

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں میں ہوتا تھا۔ قرطبہ کی جامع مسجد میں مغرب کی نماز کے لیے گئے اور اچانک ان کا انتقال ہو گیا۔ غسانی کے چھوٹے بھائی محمد بن محمد غرناطہ میں ۴۷۷ ہجری میں فوت ہو گئے۔ ان سے حدیث کی روایت ثابت نہیں ہے۔

بچپن سے علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے لیکن تحصیل علم کے لیے اندلس سے باہر نہیں گئے بلکہ اندلس کی شیوخ، علماء اور محدثین سے استفادہ کیا۔ غسانی اپنے کتاب کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ میں نے ابوزید محمد بن احمد المروزی کی روایت کردہ صحیح بخاری ابوالقاسم حاتم بن محمد بن عبدالرحمٰن التمیمی (جو کہ ابن طرابلسی کے لقب سے مشہور ہیں) سے ۴۴۴ ہجری میں سنی۔ اس وقت میری عمر سترہ سال تھی (۱)۔

جب غسانی کو سند عالی کی اہمیت کا احساس ہوا انہوں نے اسکندریہ میں اپنے شیخ ابوالخطاب الکرمانی سے خط و کتابت (مکاتبت) (۲) کی۔ غسانی نے صحیحین اور حدیث کی دیگر کتب کے نسخے جمع کیے۔ غسانی اس امر کا اہتمام کرتے تھے کہ وہ کبھی کتاب کو اس شیخ سے پڑھیں جس کی روایت مؤلف کے ساتھ سند متصل کے ذریعے ثابت ہو۔ ثابت بن قاسم کی کتاب 'الدلائل' ابومروان عبدالملک بن سراج سے پڑھی۔

= فاصلے پر ایک پہاڑ کے نیچے واقع تھا۔ الناصر کی زندگی میں پچیس برس تک اس شہر کی تعمیر جاری رہی۔ بہت ساری عمارتیں الناصر کے بعد خلیفہ الحکم ثانی کے زمانے میں پندرہ برس مزید تعمیر ہوتی ہیں۔ چالیس برس میں یہ مکمل ہوا۔ مدینۃ الزہراء حقیقت میں معمولی معنوں میں کوئی شہر نہیں تھا بلکہ قرطبہ کے ساتھ اس کا تعلق ایسا ہی تھا جیسے دہلی کے شہر کا تعلق لال قلعہ سے تھا جو محض بادشاہوں، امراء دولت اور ملازمین شاہی کی رہائش کے لیے تھا۔ فن تعمیر کی دنیا میں اپنی نظیر آپ تھا۔ (ایضاً حوالہ بالا، ۴۴۷)

(۱) الاشبیلی، فہرست، ۱۴۵

(۲) مکاتبت تحمل حدیث کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے، جس میں محدث لکھ کر حدیث یا احادیث طالب علم کو دے دے۔ خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر دے یا لکھوا کر اس پر اپنی مہر لگا دے یا کوئی اور با اعتماد شخص لکھ کر اس پر شیخ سے دستخط کرا دے یا مہر لگوا دے اس طریقہ کار میں شرط یہ ہے کہ شیخ طالب حدیث کو احادیث روایت کرنے کی اجازت صراحتاً دے دے۔

(سہیل حسن، معجم اصطلاحات حدیث، ۴۷۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ اور شیوخ:

غسانی نے حکم بن محمد الجذامی سے حدیث کی روایت کی۔ اس کے علاوہ حاتم بن محمد طرابلسی، ابوعمر بن عبدالبر، ابوعبداللہ محمد بن عتاب ابوعمر بن الحذاء ابوشاکر عبدالواحد القبری، سراج بن عبداللہ قاضی، ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی، ابوالعباس احمد بن عمر بن دلہات اور دیگر شیوخ سے استفادہ کیا۔

علماء کے اقوال

ابوزید السھیلی (۵۸۱ھ)(۱) ''الروض الانف'' میں لکھتے ہیں:

حدثنا ابوبكر بن طاهر عن ابی علی الغسانی، أن ابا عمر بن عبدالبر قال له: أمانة الله فی عنقک، متی عثرت علی اسم من أسماء الصحابة لم أذكره، إلا الحقته فی کتابی یعنی الاستیعاب(۲)

ہمیں ابوبکر بن طاہر نے ابوعلی غسانی کے واسطے سے بتایا کہ ابن عبدالبر نے انہیں (غسانی) کہا کہ تمہارے ذمے یہ امانت میں سپرد کرتا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں میں سے جس صحابی کے بارے میں تمہیں پتہ چلے کہ اس کا ذکر میری کتاب میں نہیں ہے اسے میری کتاب ''الاستیعاب'' میں شامل کر دینا۔'' ابن عبدالبر کے اس قول سے غسانی کے علمی مرتبے کا اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں یہ ذمہ داری تفویض کی جاتی ہے کہ وہ ان کی کتاب کے اندر اضافہ کر سکتے ہیں۔

---

(۱) السھیلی، عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد بن اصبغ السھیلی الاندلسی المالکی مورخ اور محدث ہیں۔ الروض الانف کے علاوہ ''التعریف والاعلام فیما ابھم فی القرآن من الاسماء والأعلام'' اور نتائج الفکر کے مولف ہیں مراکش میں ۵۸۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ (الزرکلی، الاعلام، ۳/۳۱۳)

(۲) الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۹/۱۴۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن بشکوال ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

سمعت ابا الحسن بن مغیث قال کان ابوعلی الجیانی من اکمل من رایت علما بالحدیث و معرفة بطرقه و حفظالرجاله عانی کتاب اللغة، واکثر من روایة الاشعار و جمع من سعة الروایة مالم یجمعه أحد ادرکناه، و صحح من الکتب مالم یصححه غیره من الحفاظ، فکتبه حجة بالغة، جمع کتابا فی رجال الصحیحین سماه "تقیید المهمل و تمییز المشکل"، وهو کتاب حسن مفید(۱)

میں نے ابوالحسن بن مغیث کو کہتے ہوئے سنا، جن لوگوں کو میں جانتا ہوں ان میں حدیث کے میدان میں کامل ترین ابوعلی غسانی ہیں جو حدیث کی مختلف اسناد کے ماہر، رجال کے حافظ تھے۔ لغت کی کتابوں پر بھی ان کی اچھی نظر تھی۔ شعروشاعری کی روایت کا شغف بھی رکھتے تھے۔ جن لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے ان میں سب سے زیادہ روایت کے بارے میں معلومات رکھتے تھے۔ بہت ساری کتب کی تصحیح کی۔ ان کے علمی مقام و مرتبے کے اندازے کے لیے ان کی کتابیں واضح ثبوت ہیں۔ صحیحین کے رجال کے بارے میں انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام "تقیید المهمل و تمییز المشکل" رکھا۔ یہ کتاب بہت خوبصورت اور مفید ہے۔

تالیفات:

غسانی کی تالیفات میں درج ذیل کتب کا تذکرہ تراجم کی کتابوں میں ملتا ہے:

(۱) ابن بشکوال، الصلة، ۱/۱۴۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) تقیید المہمل و تمییز المشکل:

غسانی کی کتابوں میں سب سے اہم اور مفید ترین کتاب ہے۔ اس کتاب میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مختلف نسخوں کو سامنے رکھ کر غسانی نے تحقیق کی ہے۔ عربی زبان میں اعراب اور متشابہ الفاظ کی کثرت نے اسے کسی قدر مشکل بنا دیا ہے۔ زیر وزبر کی تبدیلی سے مفہوم کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے اس کے علاوہ بہت سارے کلمات محض نقطوں کی تبدیلی سے بدل جاتے ہیں۔ اس صورتحال میں اصل نصوص تک رسائی حاصل کرنا عامۃ الناس کے لیے بہت مشکل ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس مضمون یا فن کے بہت سارے ماہرین بھی خطا کا شکار ہو جاتے ہیں۔

غسانی نے اس مشکل میدان کو اپنے لیے منتخب کیا اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مطالعے کے لیے ایک جامع انسائیکلوپیڈیا تیار کیا۔ حدیث کے میدان میں رجال اور سند کی اہمیت مسلم ہے لیکن بہت سارے نام ملتے جلتے ہوتے ہیں بعض راوی محض کنیت کو ذکر کرتے ہیں، بعض صرف نام کو ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح رجال کے اندر بھی التباس پیدا ہو جاتا ہے۔ غسانی نے اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے مذکورہ کتاب مرتب کی۔ تقیید المہمل: دس اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس میں متشابہ اسماء کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ پہلے تین اجزاء میں متشابہ نسبتوں، اسماء اور کنیتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ چوتھے جز میں ان رجال کا ذکر ہے جن کے نام ملتے جلتے ہیں لیکن اعراب کے اختلاف یا ایک آدھ حرف کی کمی بیشی کی وجہ سے وہ درحقیقت مختلف افراد کے نام ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سارے رجال ایک جیسی کنیت کے حامل ہیں لیکن ان میں سے اکثر اس کنیت کے ساتھ معروف نہیں ہیں۔ باقی چار اجزاء میں غسانی نے ان اعتراضات کو بیان کیا ہے جو مختلف راوی امام بخاری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری کو ان رجال میں غلطی لگ گئی ہے لیکن درحقیقت وہ خود ''وھم'' کا شکار ہو گئے ہیں۔ امام بخاری کی بیان کردہ اسناد درست ہیں (۱)۔

(۱) وھم سے مراد حدیث کے بیان میں کسی غلط فہمی کا ہونا ہے جسے راوی صحیح سمجھتے ہوئے روایت کرتا رہتا ہے۔ یہ وھم پیدا ہو جائے تو وہ حدیث معلول قرار دی جاتی ہے اور اس کا حکم ضعیف حدیث کا ہے جو شخص کثرت اوہام کا شکار ہو جائے، اس کی حدیث رد کر دی جاتی ہے۔
(سہیل حسن، معجم اصطلاحات حدیث، ۳۹۷)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غسانی نے اس کتاب کے اندر ''علل''① کو بیان کیا ہے۔ غسانی کتاب کے مقدمے میں اپنے اسلوب تحقیق کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اما بعد یرحمک الله، فإنک سالتنی أن اجمع لک ما اشتبه علیک مما یاتلف خطه و یختلف لفظه من اسماء الرواة و کناهم وانسابهم من الصحابة والتابعین ومن بعد هم من الخالفین ممن ذکر فی الکتابین الصحیحین فی السنن المسندة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم تصنیف الامامین ابی عبدالله محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی، وابی الحسین مسلم بن الحجاج النیشابوری ثم القشیری رحمه الله علیهما، واقید ماالتبس علیک فی هذه الاسماء و الکنی والانساب بتقیید یحفظه من الاشکال فی الخط ویخرجه عن الاهمال بالتشکیل والنقط، وأن امیزبین من تتفق اسماء هم وأسماء آبائهم أو کناهم مع تقارب أعصارهم من خرج عنه فیهما'' ②

① معلل سے مراد وہ حدیث ہے جس میں ایسی کوئی مخفی علت پائی جاتی جو اس کے صحیح ہونے پر اثر انداز ہوئی ہو جبکہ وہ ظاہری طور پر بے عیب معلوم ہوتی ہو۔ حدیث کی یہ قسم نہایت نازک اور تحقیق طلب ہے اور وہی اہل علم اسے پہچان سکتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نکتہ شناس ذہن اور باریک بین نظر دی ہے۔ حدیث کی علت پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کے تمام طرق جمع کیے جائیں اور پھر راویوں کے اختلاف ان کے حفظ اور ضبط کا مطالعہ کیا جائے۔ امام حاکم نے علت کی دس اقسام ذکر کی ہیں۔ اس فن میں بہت کم اہل علم نے قدم رکھا ہے۔ اس فن کے مشہور علماء میں امام احمد، علی بن المدینی، امام بخاری، ابوحاتم، ابوزرعہ رازی اور امام دارقطنی ہیں۔ اس باب میں سب سے جامع اور وسیع کتاب امام دارقطنی کی کتاب العلل ہے۔ (ایضاً حوالہ بالا، ۳۵۶)

② فرحت ہاشمی، الغسانی، احد اعلام القرطبه، الدراسات الاسلامیہ، ۳۹۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمد و ثناء کے بعد! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ ایک ایسی کتاب مرتب کروں جس میں ان متشابہ کلمات کو جمع کیا گیا ہو جس کے الفاظ رسم الخط میں ایک جیسے ہیں لیکن حقیقت میں وہ مختلف ہیں۔ ایسے تمام راویوں کے نام، ان کے انساب جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور صحیحین میں مذکور ہیں، کی وضاحت کروں۔ ان اسماء کے بارے میں جو التباس پیدا ہوتا ہے اس کو دور کرنے کے لیے اعراب اور نقطوں کی مدد سے ممیّز کروں۔ اس کے علاوہ جن راویوں کے نام، ان کے آباء واجداد کے نام اور ان کی کنیتیں یکساں ہیں ان کی تفصیل بیان کروں۔"

غسانی نے تقیید کے اندر عمومی اسلوب یہ اختیار کیا ہے کہ وہ پہلے راوی کا ذکر کرتے ہیں پھر اس کے الفاظ یا اعراب کے اندر جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کو ذکر کرتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ تراجم اور سوانح کی مشہور کتب سے استفادہ کرتے ہیں اور مذکورہ راوی کا اصل نام، کنیت، اس کی قرأت اور رسم الخط بیان کرتے ہیں۔ ایک راوی کے بارے میں جب مصادر میں اختلاف پایا جاتا ہے تو کسی قول کو ترجیح دیتے وقت اپنے دلائل بھی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

کبار علما اور رواۃ پر غسانی بڑی جرأت کے ساتھ تنقید کرتے ہیں اور ان کے اوہام کو بڑی خوش اسلوبی اور محققانہ انداز میں بیان کرتے ہیں۔ اس کی مثالیں تقیید کے اندر جا بجا ملتی ہیں۔

تقیید کی علمی حیثیت:

غسانی کی زندگی ہی میں ان کی اس تصنیف کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیل گئی۔ ان کے بہت سارے تلامذہ نے اس کتاب کی سماعت کی اور مشرق میں بھی ان کے ذریعے سے یہ کتاب متعارف ہوئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عطیہ نے غسانی سے یہ کتاب پڑھی وہ اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

وقرأت عليه رحمه الله كتابه الذى ألفه على الصحيحين و سماه تقييد المهمل و تمييز المشكل فى أصله المجزأة على عشره أجزاء ولم يسبقه احد إلى مثله①

میں نے غسانی کے سامنے ان کی کتاب جو انہوں نے صحیحین کے بارے میں لکھی، پڑھی اس کتاب کا نام انہوں نے تقیید المھمل تمییز المشکل رکھا، یہ کتاب دس اجزاء پر مشتمل ہے۔ غسانی سے پہلے کسی نے اس نوعیت کی کتاب نہیں لکھی۔ اندلس میں قاضی عیاض (۵۴۴ھ)② نے بھی اس کتاب کی روایت کی۔

وفات:

ابوعلی غسانی، ۱۲ شعبان ۴۹۸ ہجری کو فوت ہوئے اور غرناطہ میں مقبرہ الربض میں دفن ہوئے۔

---

① ابن عطیہ، فہرست، ۶۱

② ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض الیحصبی ۴۷۶ ہجری میں سبتہ کے مضافات میں پیدا ہوئے۔ حدیث کے امام، علم الکلام کے ماہر، لغت اور تاریخ پر گہری دسترس رکھنے والے تھے۔ ان کی تالیفات میں سب سے مشہور "الشفاء بتعريف حقوق المصطفى" ہے یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ اس کے علاوہ کتاب المستنطبہ، ترتيب المدارك و تقريبه المسالك لمعرفة اعلام مذهب مالك، علوم الحدیث میں الالماع فى ضبط الرواية و تقييد السماع، اكمال المعلم فى شرح مسلم ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ مراکش میں ۵۵۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ (الزرکلی، الاعلام ۵/۹۹)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتائج تحقیق

اندلس پر طارق بن زیاد نے پہلی صدی ہجری کی آخری دہائی میں حملہ کیا اور اس کے بعد رفتہ رفتہ دیگر علاقوں پر مسلمان قابض ہوتے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں صرف ایک صحابی منیذ رافریقی کے بارے میں علامہ مقری (۱۰۴۱ھ) نے نفح الطیب میں لکھا ہے کہ وہ اندلس آئے تھے لیکن دیگر ذرائع سے اس کی تصدیق نہیں ہوسکی۔ علامہ مقری (۱۰۴۱ھ) نے بھی اپنی معلومات کا ذریعہ بیان نہیں کیا۔ تابعین میں دس، گیارہ تابعین اندلس آئے۔ عالم اسلام کے مرکز اور دارالخلافہ سے دور ہونے کی وجہ سے اندلس کے اندر علمی تحریک بھی فطری طور پر تاخیر سے شروع ہوئی۔ اس لیے حدیث کے ابتدائی مراکز اور امہات الکتب کے مؤلفین بلاد مشرق کے رہنے والے تھے تاہم اسلامی سلطنت میں تاخیر سے شامل ہونے اور مرکز سے دور ہونے کے باوجود جو علمی ترقی اور علوم فنون کو فروغ اندلس میں ملا وہ حیرت انگیز ہے۔

اندلس میں حدیث کے تعارف اور اشاعت کو دو مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

پہلا مرحلہ حدیث کے تعارف اور اوائل محدثین کا ہے۔ جس میں اولین محدث یا اکادکا علماء کے درس و تدریس کے حلقے قائم ہوئے جنہوں نے حدیث کا تعارف اس علاقے میں کروایا۔ اولین محدث کے حوالے سے صعصعہ بن سلام شامی (۱۹۹ھ) اور معاویہ بن صالح (۱۵۸ھ) کا نام آتا ہے۔ یہ مرحلہ دوسری صدی ہجری کے نصف ثانی سے شروع ہوتا ہے۔ حدیث کی اشاعت کا دوسرا مرحلہ بقی بن مخلد (۲۷۶ھ) اور ابن وضاح (۲۸۷ھ) کا زمانہ ہے جو کہ تیسری صدی ہجری کا ابتدائی زمانہ ہے اس زمانے میں حدیث کی اشاعت کثرت سے ہوتی ہے بہت سارے محدثین علم کے حصول کے لیے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر، افریقہ، حجاز اور دیگر علمی مراکز کی طرف سفر کرتے ہیں۔ اس زمانے میں اندلس کے علماء پندرہ بیس سال تک اپنے اہل خانہ سے دور اور عالم اسلام کے بڑے بڑے علمی مراکز میں اپنی علمی پیاس بجھاتے نظر آتے ہیں۔

اندلس کے علماء نے تمام علوم وفنون میں جس مہارت کا ثبوت دیا ہے اور جس کثرت کے ساتھ کتب تالیف کی ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اکثر علماء تفسیر، حدیث، تاریخ، لغت اور ادب کے ماہر تھے ان کی تالیفات کے اندر تنوع پایا جاتا ہے۔ اندلسی علماء میں سے بہت سارے علماء حیرت انگیز طور پر مشرق کے علماء کے مشابہ ہیں۔ ان شخصیات کا تقابلی مطالعہ بہت دلچسپی کا حامل ہے مثلاً امام ابو یوسف کی جو حیثیت مشرق اور حنفی مسلک میں ہے وہی حیثیت یحییٰ بن یحییٰ اللیثی (۲۳۴ھ) کی اندلس میں اور مالکی مذہب میں ہے۔ امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ) کی شخصیت کا عکس بقی بن مخلد (۲۷۶ھ) میں نظر آتا ہے۔ اندلس میں ابن عبدالبر (۴۶۳ھ) کو بخاری مغرب کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس طرح کی اور بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ اندلسی محدثین کے تفردات میں کثرت تالیف وتصانیف اور موضوعات کا تنوع شامل ہے۔ اس کے علاوہ سند عالی کے حصول کے لیے ان کے ہاں بہت زیادہ اہتمام پایا جاتا ہے۔

تحمل حدیث کے تمام تر معروف اسالیب اور مناہج اندلس کے محدثین کے ہاں پائے جاتے ہیں۔ تصنیف وتالیف میں ان کے ہاں تقلید اور جدت دونوں پہلو نظر آتے ہیں۔ جدت اور ابتکار کی مثال ابن عبدالبر کی تالیفات ہیں جن میں انہوں نے ایک منفرد انداز میں مؤطا مالک کی شروح اور دیگر کتب لکھی ہیں۔

اندلس میں علم حدیث کی تاریخ کا اگر جائزہ لیا جائے اور حدیث کے میدان میں لکھی گئی تالیفات کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آغاز میں یحییٰ بن یحییٰ اللیثی کے ذریعے مؤطا مالک ترویج پاتی ہے۔ روایت حدیث کے استحکام اور سند عالی کے اہتمام کے ساتھ ساتھ حدیث کی شروح اور معاون علوم پر مشتمل کتب تحریر کی گئیں۔ اس ارتقائی سفر کا اختتام حسین بن محمد غسانی (۴۹۸ھ) کی تقیید المہمل پر ہوتا ہے جس میں مختلف نسخوں کا تقابلی مطالعہ اور ان کے تجزیے کا التزام کیا گیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندلس میں علم حدیث کا ارتقاء

فقہی مسالک کے تعارف اور فروغ کی تاریخ بھی حدیث کے مطالعے کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ اندلس میں سب سے پہلے اوزاعی مذہب متعارف ہوا جس کا سبب صعصعہ بن سلام شامی (۱۹۲ھ) بنے جو قرطبہ میں قضا اور افتاء کے منصب پر فائز رہے۔ امام اوزاعی (۱۵۷ ہجری) بھی شام کے رہنے والے تھے۔ اس کے علاوہ عرب فاتحین کے لشکر میں شامی عربوں کی اہمیت مسلم تھی۔ چالیس سال تک اوزاعی مذہب متداول رہا اس کے بعد تیسرے اموی خلیفہ حکم بن ہشام کے زمانے میں مالکی مذہب نے فروغ پایا۔ مالکی مذہب کے تعارف میں عبدالملک بن حبیب (۲۳۸ھ) اور زیاد بن عبدالرحمٰن اللخمی (۱۹۹ھ) سبب بنے۔ مالکی مذہب نے اندلس میں بہت قبولیت حاصل کی۔ مالکی فقہاء اندلس کی سیاسی تاریخ میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہشام بن عبدالرحمٰن کے زمانے میں امور سلطنت میں مالکی فقہاء کی مداخلت عروج پر پہنچ گئی۔

مالکی مذہب کے اثر ورسوخ اور غلبے کی وجہ سے دیگر مسالک اور مذاہب کو ایک طویل عرصے تک پنپنے کا موقع نہ ملا جس کی مثبت اور منفی دونوں طرح کے اثرات مرتب ہوئے۔ فرقہ واریت اور مذہبی منافرت جس کا شکار مشرقی بلاد اسلامیہ رہے اس سے اندلس کی سرزمین محفوظ رہی۔

مالکی مذہب کی مقبولیت کے اسباب میں سب سے بڑا سبب یحییٰ بن یحییٰ اللیثی (۲۳۴ھ) کی شخصیت ہے۔ ہشام نے انہیں قضاء کا منصب پیش کیا لیکن انہوں نے قاضی بننے سے انکار کر دیا لیکن اندلس کے اندر تمام قاضی ان کے مشورے اور منظوری کے بعد متعین کیے جاتے تھے اور وہ صرف مالکی فقہاء کو قضا کے منصب کے لیے منتخب کرتے تھے۔

اہل اندلس پر بدویت غالب تھی وہ اہل عراق کی طرح تہذیب وتمدن سے آشنا نہیں تھے اس لیے وہ اہل عراق سے زیادہ اہل حجاز سے فطری لگاؤ رکھتے تھے۔

اندلس میں مالکی مذہب کے فروغ کا اہم سبب حج ہے۔ اندلس کے علماء فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے جاتے اور امام مالک (۱۷۹ھ) اور ان کے شاگردوں سے براہ راست استفادے کا انہیں موقع ملتا اور ان کی آراء اور افکار سے متاثر ہو کر وہ وطن واپس آتے۔

فقہ مالکی کے بعد ظاہری مذہب کو بھی اندلس میں فروغ ملا۔ اندلس میں عبداللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن محمد بن قاسم بن ہلال (۲۹۲ھ) نے اس مذہب کو متعارف کروایا۔ اس کے علاوہ منذر بن سعید البلوطی (۳۵۵ھ) نے بھی اس مذہب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ ظاہری مذہب کو بڑے پیمانے پر پھیلانے اور متعارف کروانے میں ابن حزم (۴۵۶ھ) نے اہم کردار ادا کیا۔ ان کی شخصیت اور علمی مقام و مرتبے کی وجہ سے یہ مذہب اندلس میں بڑی تیزی سے پھیلا۔ ابن حزم (۴۵۶ھ) کی تالیفات اور ان کا طرز استدلال ایسا تھا جو اپنے اندر بڑی مقبولیت اور کشش رکھتا تھا۔ نوجوان طبقے نے اس مذہب میں بڑی کشش محسوس کی اور انہوں نے اس کی اشاعت کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔

اندلس میں فقہ کی ترویج اور اشاعت کو دو مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

پہلا مرحلہ یا پہلا دور تقلید محض کا ہے جس میں اندلس کے علماء نے فقہ مالکی کو اپنے پیش نظر رکھا اور اپنی تحقیق اور اجتہاد کے لیے فقہ مالکی کے اصولوں سے انحراف نہیں کیا۔ اس مرحلے میں مؤطا کی تعلیقات، شروح اور حواشی کثرت سے لکھے گئے۔ فقہ کے ارتقاء کا دوسرا دور الفقہ المقارن یا تقابلی مطالعے کا ہے اس دور میں تقلید کی روش کو چھوڑ کر دیگر مسالک اور مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا گیا۔ ان کے اصول و ضوابط اور ان کے دلائل پر بحث کی گئی۔ اس مرحلے میں قاضی ابوالولید بن رشد کا فقہی کام قابل ذکر ہے جو انہوں نے اپنی گراں قدر تالیف ''بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد'' کی صورت میں انجام دیا۔ اس کے علاوہ اسی اسلوب پر ابن حزم (۴۵۶ھ) نے اپنی کتاب المحلی تالیف کی۔

ان سارے مذاہب اور مسالک میں سنت سے استدلال اور اس کی حجیت پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے جس کی وجہ سے حدیث و سنت کے میدان میں اندلسی علماء نے بے پناہ خدمات سرانجام دیں اور کثرت کے ساتھ کتب، شروح اور حواشی لکھے۔

اندلس کی علمی تاریخ میں طبقات نگاری کو بہت اہمیت حاصل ہے اور حدیث کے میدان میں اسماء الرجال کا فن اور اس کی خصوصیات طبقات نگاری کے فن میں نظر آتی ہیں۔ اندلس کے علماء نے طبقات نگاری اور تاریخ پر جو کتب لکھیں وہ کسی اور خطے میں اس کثرت اور اہتمام کے ساتھ نہیں لکھی گئیں۔

زیر نظر مقالہ فتح اندلس سے پانچویں صدی ہجری کے مطالعے پر محیط ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں صدی ہجری علم حدیث کے عروج کی صدی ہے۔ اس کے بعد کے ادوار کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اندلس کے اندر مختلف علمی مراکز قائم ہوئے جن میں قرطبہ، اشبیلیہ، غرناطہ، مالقہ، طلیطلہ اور البیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان کے محدثین کی تاریخ مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ اندلس کے محدثین نے طلب حدیث کے جو سفر کیے ان کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ کتب حدیث میں سے امہات الکتب کی تاریخ ترویج اور ان پر ہونے والے کام کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

مختلف محدثین کے مناہج اور ان کے طرز تالیف کا اسلوب تحقیق کا موضوع بن سکتا ہے۔ مؤطا مالک پر سب سے زیادہ کام علمائے مغرب (اندلس، افریقہ بشمول مراکش) نے کیا اس کام کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ علم حدیث کے مختلف فنون مثلاً مصطلح الحدیث، اسماء الرجال، المختلف والموتلف، ناسخ ومنسوخ اور لغات حدیث پر الگ الگ کام ہوسکتا ہے۔

ہسپانوی زبان میں بھی محدثین پر کام ہوا ہے اس کا مطالعہ اس موضوع پر تحقیق کا ایک اہم گوشہ ہے اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہارس

فہرست آیات قرآنی

فہرست احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فہرست اعلام

فہرست الاماکن والبلدان

فہرست مصطلحات الحدیث

فہرست مصادر ومراجع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات واحادیث

آیت	سورۃ	آیت	صفحہ
اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	الاحزاب	۷۲	۱۶۱
يٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِىْ جَنْۢبِ اللّٰهِ	الزمر	۵۶	۱۹۱

حدیث	صفحہ
لاتقوم الساعة حتى ينزل الروم بالاعماق	۲۸
لتفتحن القسطنطينيه فلنعم الامير اميرها	۳۰
من قال رضيت بالله ربا	۳۷
ماذا كان يعمل رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيته	۸۹
سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول عند انقضاء الطعام...	۹۰
فقدموا قريشا ولا تقدموها	۱۳۶
اهل رسول الله صلى الله عليه وسلم بالحج	۱۵۴
لايكلم احد في سبيل الله	۱۸۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلام

......آ......

آرنلڈ: ۵۰، ۶۵، ۶۶، ۶۸، ۷۰۔

......ا......

ابن اثیر: ۳۱، ۳۳، ۴۵، ۱۳۷۔

ابن الابار: ۳۶، ۶۲، ۱۸۵۔

ابراہیم بن عذرا: ۵۹۔

احمد بن حنبل: ۳۰، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۳۵، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۴۳، ۱۶۰، ۲۳۶۔

احمد بن خالد: ۱۱۴، ۱۳۲، ۱۵۱، ۱۵۸، ۱۶۳، ۱۶۵، ۲۰۲۔

ازابیلا فائرو: ۸۷، ۱۵۱، ۱۵۵، ۱۵۶۔

اصطخری: ۲۳۔

اکرم ضیاء العمری: ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۳۱، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۴۰۔

اوزاعی: ۷۲، ۸۶، ۹۷، ۲۳۷۔

......ب......

بغوی: ۱۹۲، ۲۰۱۔

بقی بن مخلد: ۸۱، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۶۵، ۱۶۷، ۲۳۵، ۲۳۶۔

بنوسعید: ۳۶۔

ابن بیطار: ۱۲۔

بیہقی: ۸۷، ۱۹۹۔

ابوالولید الباجی: ۸۲، ۱۶۸، ۲۰۲، ۲۱۶، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰۔

بخاری: ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۸۹، ۱۱۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۵، ۲۲۵۔

بروکلمان: ۱۳۔

ابن بشکوال: ۳۶، ۳۷، ۳۹، ۴۰، ۱۰۶، ۱۱۵، ۱۸۲، ۱۸۹، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۷، ۲۰۲، ۲۳۰۔

......ت......

ترمذی: ۳۷۔

......ج......

جابر بن عبداللہ: ۱۱۰۔

ابن جبیر: ۱۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن الجوزی: ۱۳۵، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۸، ۱۴۹۔

......ح......

حاکم: ۱۳۹، ۱۴۰۔

ابن حبان: ۲۱۰۔

حبیب: ۱۰۷۔

حجاری: ۳۶۔

حابوس: ۵۸۔

الحافی، بشر بن الحارث: ۱۷۵۔

خشنی، محمد بن عبدالسلام: ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۵، ۱۶۷۔

ابن الحارث الخشنی: ۹۱، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۱۰۰، ۱۱۴

ابن حجر عسقلانی: ۹۲، ۹۳، ۱۰۴، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۸، ۱۵۵، ۲۱۰، ۲۱۱۔

ابن حزم: ۵۳، ۷۷، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۳۱، ۱۴۰، ۱۴۶، ۴۵، ۱۶۸، ۲۰۱، ۲۱۵، ۲۱۹، ۲۱۱، ۲۳۸۔

حسدے بن شبروت: ۵۷۔

حسن بصری: ۷۲، ۱۷۳۔

حکم ثانی: ۶۳۔

حمیدی: ۴۰، ۱۰۴، ۱۸۲، ۱۳۳، ۱۴۳، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۷۲، ۱۷۵، ۱۸۷، ۱۹۳، ۲۰۱، ۱۰۹، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۶۶۔

حنش صنعانی: ۳۷۔

ابو حنیفہ: ۷۴، ۷۷، ۷۹، ۱۱۲۔

......خ......

ابن خطیب: ۶۲۔

ابن خلدون: ۳۳، ۷۵۔

خلف بن قاسم: ۱۷۴۔

ابن خلکان: ۷۲، ۱۹۷، ۲۰۴، ۲۱۱، ۲۲۲، ۱۹۸، ۲۲۲۔

خلیفہ بن الخیاط: ۱۲۳۔

خالد بن سعد: ۱۶۶، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۸۵۔

خالد بن معدان: ۹۱۔

......د......

دار قطنی: ۲۳۲۔

الدانی ابو عمرو: ۱۷۴، ۱۸۹، ۱۹۲، ۱۹۴، ۱۹۵۔

ابوداؤد امام: ۱۶۷۔

داؤد بن علی اصفہانی: ۷۶۔

داؤد بن یعیش ۵۹۔

ابن الدباغ: ۱۷۵۔

......ذ......

ذہبی: ۷۲، ۹۸، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۲۲، ۱۲۷، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۸، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۵، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۸، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۳۶، ۱۷۴، ۱۹۰، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۱۰، ۲۱۱، ۱۹۸، ۲۱۵، ۲۲۲، ۲۲۹، ۸۹، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

......ز......

ابوزرعہ: ۹۳، ۱۳۸، ۱۳۹۔

زیاد بن عبدالرحمٰن لخمی: ۷۳، ۷۴، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۱۳۔

ابوزہرہ: ۸۰، ۹۵۔

زہری: ۱۷۳۔

......ر......

رازی: ۱۱۳، ۱۵۹۔

رشاطی: ۳۶۔

ابن رشد: ۲۰۹۔

رئیس الدین: ۱۳۔

رابرٹ بریفالٹ: ۵۲۔

راڈرک: ۷۰۔

......س......

سلمان ابن زاچبل: ۵۸۔

سفیان ثوری: ۱۳۹، ۱۵۵۔

سفیان بن عیینہ: ۱۱۱۔

ابن سینا: ۵۹۔

سہیلی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ: ۲۲۹۔

......ش......

شریح قاضی: ۱۲۶، ۱۷۵۔

شارلمین: ۶۹۔

شاطبی: ۱۰، ۵۲۔

امام شافعی: ۷۶، ۷۷، ۱۳۸، ۱۴۹، ۱۸۵، ۱۶۰، ۲۰۱، ۲۱۲۔

......ص......

صعصعہ بن سلام: ۷۲، ۸۶، ۸۸، ۸۹، ۱۰۴، ۲۲۴، ۲۲۷۔

......ط......

طارق بن زیاد: ۲۷، ۳۲، ۳۳، ۴۵، ۲۳۵

طبری: ۲۷، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۱، ۱۳۳۔

طریف بن مالک نخعی: ۹۱۔

ابن طفیل: ۱۰۔

طلمنکی: ۱۹۰، ۱۸۰، ۱۸۹۔

طیالسی، جعفر: ۹۲۔

......ع......

عائشہ: ۹۰۔

ابن عبدالبر: ۱۷۵، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۳۶، ۱۶۷، ۱۶۵، ۱۶۸، ۱۷۴، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۲، ۱۸۵، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۵، ۲۱۸، ۲۲۱، ۲۲۹، ۲۳۶۔

عبدالرحمٰن بن زبیر:۔

عبدالرحمٰن بن عوف: ۳۹۔

عبدالرحمٰن بن معاویہ: ۳۵، ۸۶، ۹۱، ۹۷، ۱۵۱۔

عیاض قاضی: ۱۸۹، ۲۰۱، ۲۰۷، ۹۷، ۹۸، ۱۰۷، ۱۰۲، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۵۔

عیسیٰ بن دینار: ۷۵، ۱۰۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن بن مہدی: ۹۲، ۹۵
عبدالرحمٰن ثانی: ۱۲۱۔
عبدالرحمٰن ناصر: ۴۷۔
عبداللہ بن عمیر: ۱۰۱۔
عبداللہ بن نافع بن حصین: ۲۸، ۳۱۔
عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس: ۲۸، ۳۱۔
عبدالملک بن ایمن: ۹۴۔
عبدالملک بن حبیب: ۳۶، ۷۴، ۸۲، ۸۶، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۹۹، ۲۳۷۔
عثمان بن عفان: ۲۷، ۲۸، ۳۱۔
عیسیٰ بن مریم: ۳۰۔
عجلی: ۹۳۔
ابن عربی: ۱۰۔
ابن عساکر: ۳۸، ۸۸۔
عقبہ بن حجاج:
عقبہ بن نافع: ۳۲۔
علی بن مدینی: ۹۲۔
عمرؓ: ۱۳۹۔
عمر بن عبدالعزیز: ۳۱، ۳۹، ۹۸، ۱۶۵۔
عنایت اللہ:

......غ......

غازی بن قیس: ۹۷، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۴۔
غافقی عبدالرحمٰن: ۳۵۔
غزالی: ۲۲۶۔

غسانی: ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۶۔

......ف......

فاطمہ: ۶۲۔
ابن الفرضی: ۳۸، ۷۶، ۸۱، ۸۶، ۹۷، ۹۸، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۵، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۵، ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷۔

......ک......

ابن کثیر: ۷۲، ۱۳۵۔
کریمہ مروزیہ: ۲۲۱۔
کعب بن مالک: ۱۳۹۔

......ق......

قاسم بن سیار: ۸۱۔
قرطبی: ۱۵۷۔
ابن القوطیہ: ۷۲، ۷۳۔
قاسم بن اصبغ: ۱۵۱، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۹۹، ۲۰۰۔

......ل......

شاہ لوئی: ۶۹۔
لیث بن سعد: ۹۱، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۱۱، ۱۱۷، ۱۵۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

......م......

امام مسلم: ۲۹، ۲۸، ۸۹، ۱۳۸، ۱۴۵۔

مسلمہ بن عبدالملک: ۳۱۔

مصعب بن عمران: ۱۰۲۔

معاویہ: ۲۳، ۹۶۔

معاویہ بن صالح: ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۸، ۱۰۰، ۲۳۵۔

ابن مفرج: ۱۷۱۔

مقری: ۱۸، ۲۰، ۳۵، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۵۳، ۵۴، ۵۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۵، ۱۴۰، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۲۰، ۲۲۳، ۲۲۲، ۲۳۵۔

مکحول شامی: ۹۱۔

ابن المکوی: ۱۷۹، ۲۰۰۔

منصور: ۷۵۔

امام مالک: ۲، ۷۴، ۷۷، ۷۹، ۸۲، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۳۶، ۱۵۲، ۱۶۵، ۱۷۵، ۲۰۴، ۲۱۴، ۲۳۷۔

مبرد: ۶۳۔

متوکل: ۱۲۵۔

محمد بن عیسیٰ المعافری: ۲۳، ۶۱۔

مراکشی: ۲۱۔

مریم بنت یعقوب: ۶۳۔

مستنصر باللہ: ۱۷۰، ۱۷۹، ۱۸۵۔

ولادہ بنت مستکفی: ۶۳۔

منذر بن سعید البلوطی: ۶، ۷۶، ۲۳۸۔

منیذر افریقی: ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۲۳۵۔

موسیٰ بن نصیر: ۲۷، ۳۳، ۳۶، ۳۹، ۴۰۔

......ن......

نافع: ۳۲، ۹۷، ۹۸۔

نسائی، امام: ۹۳۔

نوح علیہ السلام: ۱۸۔

......ف......

ابن فطیس: ۱۸۰۔

فہری، یوسف بن عبدالرحمن: ۳۵۔

......و......

واثق باللہ: ۱۲۵، ۱۲۶۔

ابن وضاح: ۳۸، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۱۰۶، ۱۱۷، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۶۲، ۱۶۵، ۱۶۷، ۲۳۵۔

ولید بن عبدالملک: ۱۵۷۔

......ہ......

ہارون بن نصر: ۸۱۔

ابن ہبیرہ: ۲۲۶۔

ابوہریرہ: ۳۹، ۴۰، ۱۴۱۔

ہشام: ۱۰۰، ۲۳۷۔

ابن ہشام: ۷۲، ۶۳۔

ابن ہود: ۶۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

......ی......

یاقوت حموی: ۱۷، ۲۰، ۱۳۱۔
یحییٰ بن سعید: ۹۱، ۹۲، ۹۵، ۱۱۷۔
یحییٰ بن معمر: ۱۱۱۔
یحییٰ بن معین: ۹۳، ۹۴، ۱۲۴، ۱۵۱، ۱۷۰۔
یحییٰ بن یحییٰ: ۱۵، ۱۳۱، ۱۱۷، ۱۱۶، ۲۳۷، ۱۰۵، ۷۳، ۷۵، ۹۵، ۱۰۰، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۲۳۶۔
ابن یوسف: ۱۱۲۔
ابن یونس: ۳۸، ۸۸، ۹۶، ۱۶۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اماکن

......آ......

آبنائے طارق:۲۲۔

......ا......

البیرہ:۱۰۵، ۲۳۹۔

اٹلی:۲۴۔

اعماق:۲۹۔

اشبیلیہ:۲۳، ۳۴، ۵۲، ۹۱، ۲۱۶، ۲۳۹۔

افریقہ:۲۳، ۳۵، ۱۲۴، ۱۳۱، ۲۳۶، ۲۳۹۔

......ب......

باجہ:۶۹، ۲۱۶۔

بحر اعظم:۲۳۔

بحر ظلمات:۲۲۔

بحر متوسط:۲۰۔

بحر محیط:۲۰۔

برلن:۱۳۷، ۲۲۴۔

بصرہ:۱۲۲، ۱۲۳، ۱۵۵، ۱۶۱۔

بطلیوس:۲۱۶۔

بغداد:۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۳۱، ۲۱۹۔

بلنسیہ:۲۱۵۔

......ت......

ترکی:۱۳۷۔

سکندریہ:۲۲۸۔

......ج......

جبل الطارق:۳۴۔

جیان:۲۲۷۔

......ح......

حجاز:۱۹، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۸، ۱۳۱، ۱۷۱، ۲۳۶۔

حمص:۸۹، ۹۲۔

......خ......

خراسان:۱۲۳۔

......د......

دابق:۲۹۔

دانیہ:۲۱۵۔

دمشق:۱۷۴، ۲۱۹، ۲۲۱، ۲۲۴، ۲۲۶۔

......ر......

روم:۲۴۔

......ز......

الزہرہ:۲۲، ۳۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

......س......
سبتہ:۱۸،۲۳۴۔
سرقسطہ:۳۵۔
سسلی:۵۲،۵۹۔
......ش......
شاطبہ:۲۱۵۔
شام:۳۸،۷۲،۹۵،۱۲۳،۱۴۶،۱۷۱،۱۹۹،
۲۳۷۔
......ص......
صنعاء:۳۸۔
......ع......
عدن:۱۲۳۔
عراق:۹۴،۱۲۱،۱۲۳،۱۹۹،۲۱۶۔
......غ......
غرناطہ:۲۰،۵۲،۵۶،۲۲۸،۲۳۴،۲۳۹۔
......ف......
فاس:۲۱،۱۸۔
فرانس:۲۰،۲۳،۲۴،۲۵۔
......ک......
کوفہ:۱۲۲،۱۲۳،۱۶۷۔
......ق......
قاہرہ:۲۲۴۔
قرطبہ: ۳۴، ۳۵،۳۹، ۴۷، ۵۶، ۵۸،
۷۲،۹۷،۱۰۴،۱۰۵،۱۱۱،۱۲۲،۱۲۳، ۱۲۷،
۱۶۰، ۱۸۶، ۱۸۰، ۱۸۲، ۱۸۶، ۱۸۸،
۱۹۷،۱۹۸،۲۳۷،۲۳۹۔
قسطنطنیہ:۲۸،۳۰،۳۱۔
قیروان:۱۲۳،۱۸۴،۱۹۴۔
......ل......
وادی لکہ:۳۴۔
......م......
مارده:۳۵۔
مالقہ:۵۶،۵۸،۲۳۹۔
مدینہ منورہ:۲۹،۱۱۱،۱۲۱،۱۳۸،۲۲۷۔
مراکش:۷۲،۲۳۸۔
مصر: ۱۱۱،۱۲۱،۱۲۳، ۱۳۱، ۱۴۹، ۱۶۱،۱۸۲،
۱۹۴،۱۹۹،۲۲۱،۲۳۶۔
مکہ مکرمہ:۱۱۱،۱۷۴،۱۸۲،۲۱۶،۲۱۸،۲۱۹،
۲۲۱۔
منورقہ:۲۱،۲۲۱۔
موصل:۲۱۹۔
......ن......
ناربون:۴۳۔
......و......
واسط:۱۲۳۔
......ہ......
ہمدان:۱۲۲،۱۲۳۔
......ی......
یمن:۳۸،۱۲۲،۱۲۳،۱۷۱۔
یونان:۲۴۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مصطلحات الحدیث

الاجازه	۸۹
التصحیف	۱۲۶
شواهد	۱۶۶
متابعات	۱۶۶
معلل	۱۸۸
المناوله	۱۴۷
الوهم	۱۸۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مصادر و مراجع

۱۔ القرآن الکریم

۲۔ ابن الأبار، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، التکملة لکتاب الصلة، عزت العطار الحسنی، قاہرہ، ۱۹۵۶

۳۔ ابن اثیر، ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم، الکامل فی التاریخ، دار صادر، بیروت، ۱۳۸۵ھ

۳۔ احمد امین، ظہر الاسلام، مکتبہ النہضة المصریة، قاہرہ، ۱۹۶۲ء

۴۔ الاصطخری، ابواسحق ابراہیم بن الفارسی، مسالک الممالک، مطبع بریل، لائیڈن، ۱۹۳۷ء

۵۔ اشبیلی، ابوبکر محمد بن خیر، فہرست الاشبیلی، مؤسسة الخانجی، القاہرة، ۱۳۸۲ھ

۶۔ ابن بشکوال، ابوالقاسم خلف بن عبدالملک، الصلة، دارالفکر، بیروت، ۱۹۸۱

۷۔ الباجی، ابوالولید سلیمان بن خلف، المنتقیٰ، دارالکتاب العربی، لبنان

۸۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، دارالفکر، بیروت، ۱۹۸۱

۹۔ بلاذری، احمد بن یحیٰی، الانساب الاشراف، دارالمعارف، مصر، ۱۹۵۹

۱۰۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، دارالسلام، الریاض

۱۱۔ حجاری، ابومحمد، المغرب فی حلی المغرب، دارالمعارف، مصر

۱۲۔ حسن محمود، قیام دولة المرابطین، مکتبہ النہضة المصریة، القاہرہ، ۱۹۵۷

۱۳۔ حموی، ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، دارالکتاب العربی، بیروت

۱۴۔ حمیدی، ابوعبداللہ محمد بن ابی نصر فتوح بن عبداللہ، جذوة المقتبس فی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر ولاۃ الاندلس، الدار المصریۃ للتالیف والترجمہ ۱۹۶۶ء

۱۵۔ ابن حیان، ابومروان حیان بن خلف، المقتبس من انباء اهل الاندلس، لجنۃ احیاء التراث الاسلامی، قاہرہ ۱۹۷۱

۱۶۔ الخشنی، ابوعبداللہ محمد بن حارث القیروانی، قضاۃ قرطبہ، الدار المصریۃ للتالیف والترجمہ، ۱۹۶۶

۱۷۔ ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، منشورات مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت

۱۸۔ ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان، تحقیق احسان عباس، دار صادر، بیروت ۱۳۹۷ھ

۱۹۔ حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون، دار الفکر، بیروت، ۱۰۴۲ھ

۲۰۔ ذہبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار احیاء الکتب العربیۃ، ۱۹۶۳

۲۱۔ ذہبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان، تذکرۃ الحفاظ، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد

۲۲۔ ذہبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد عثمان، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الحادیۃ عشرۃ، ۱۴۲۲ھ

۲۳۔ سیوطی، جلال الدین، تدریب الراوی، دار نشر الکتب الاسلامیہ، بیروت

۲۴۔ شکیب ارسلان، الحلل السندسیہ فی اخبار الاندلسیہ، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۷ھ

۲۵۔ الضبی، احمد بن یحییٰ بن احمد، بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اهل الاندلس، دار الکتاب العربی، القاهرۃ، ۱۹۶۷

۲۶۔ طبری، ابن جریر، تاریخ الامم والملوک، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۸۷

۲۷۔ ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد، الاستذکار، دار قتیبہ، بیروت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸۔ ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، الطباعة المنیریة، حلب ۱۳۴۷ھ
۲۹۔ ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد، التمهید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید، داراحیاء والتراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ھ
۳۰۔ عسقلانی، ابوالفضل احمد بن علی ابن حجر، تهذیب التهذیب، دائرة المعارف النظامیہ، حیدرآباد، ۱۳۳۵ھ
۳۱۔ ابن العماد، ابوالفلاح عبدالحیٔ، شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، مکتبہ القدسی، القاہرہ ۱۳۵۰ھ
۳۲۔ العمری اکرم ضیاء، بقی بن مخلد ومقدمة مسنده، بیروت ۱۹۸۴
۳۳۔ عیاض، القاضی عیاض بن موسیٰ، ترتیب المدارک، مکتبہ الملکیة، الرباط، ۱۹۶۵
۳۴۔ ابن الفرضی، ابوالولید عبداللہ بن محمد، تاریخ العلماء والرواة للعلم بالاندلس، مطابع سجل العرب، القاہرہ، ۱۹۶۶
۳۵۔ ابن القوطیہ، محمد بن عمر بن عبدالعزیز، تاریخ فتح الاندلس، المطبعة الحمودیة، القاہرہ،
۳۶۔ الکتانی، محمد بن جعفر، الرسالة المستطرفه، مطبع نورمحمد، کراچی
۳۷۔ مراکشی، عبدالواحد بن علی، المعجب فی تلخیص اخبار المغرب، مطبعة السعادة، مصر
۳۸۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، دارالتراث احیاء العربی، بیروت، ۱۹۵۴
۳۹۔ المقری، احمد بن محمد، نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب، دارصادر، بیروت، ۱۹۶۸
۴۰۔ النیشاپوری، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، معرفة علوم الحدیث، داراحیاء العلوم، بیروت، الطبعة الاولیٰ، ۱۴۱۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ENGLISH S0URCES

1. Ameer Ali, *A short history of the Sacracens*, London, 1955
2. Arnold, *The Preaching of Islam*, Sheikh M. Ashraf, Lahore, 1961
3. Dozi, Reinhart, *Spanish Islam*, Frankcass, London, 1972
4. Jayyusi, Salma Khadra, *The Legacy of Muslim Spain*, E.J. Brill Leiden, 1994.
5. Jouynball, *Muslim Tradition*, Cambridge, University Press, 1985
6. Mark R.Cohen, *Under Cresent and Cross*, The Jews in the *Middle ages*, New Jersey, University, Press, 1994
7. Mc, Cabe, *Splendour of Moorish in Spain*, London, 1935
8. Raisuddin ANM, *Spanish Contribution to the Study of Hadith Literature*, Royal Book Company, Karachi, 1993

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اردو کتب:

۱۔ برق، غلام جیلانی، یورپ پر اسلام کے احسان، غلام علی اینڈ سنز، لاہور 1981

۲۔ ریاست علی ندوی، تاریخ اندلس، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد

۳۔ سہیل حسن، ڈاکٹر، معجم اصطلاحات حدیث، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۲۰۰۳

۴۔ عنایت اللہ، اندلس کا تاریخی جغرافیہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۶ء

رسائل ومجلّات

۱۔ الدراسات الاسلامیۃ، عدد خاص حول الاسلام فی الاندلس، مجمع البحوث الاسلامیۃ، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء

۲۔ فکر ونظر، اندلس کی اسلامی میراث (خاص نمبر)، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

3. Isabel Fiero, The Introduction of Hadith in Spain, Der Islam, Band 66, 1989

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری دیگر کتابیں

اسلام پیغمبر اسلام اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر	ڈاکٹر سید عبد القادر جیلانی
پیغمبر اسلام اور معجزات (ایوارڈ یافتہ)	حکیم محمود احمد ظفر
پیغمبر اسلام اور فصاحت و بلاغت	حکیم محمود احمد ظفر
پیغمبر اسلام اور اہل بیت	حکیم محمود احمد ظفر
حیات مسیح اور ختم نبوت	نور محمد قریشی ایڈووکیٹ
حیات سرور کائناتؐ	ملا واحدی دہلوی
دروس سیرت (فقہ السیرۃ)	ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی
سیرت رحمت عالمؐ	ڈاکٹر اکرم ضیا العمری
علوم اسلامیہ اور مستشرقین	ڈاکٹر محمد ثناء اللہ ندوی
عہد نبویؐ کا تمدن	پروفیسر ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی
عہد بنو امیہ میں محدثین کی خدمات	ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری

کتاب سرائے

پبلشرز' ڈسٹری بیوٹرز' مشیران کتب خانہ جات

الحمد مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اردو بازار' لاہور۔ پاکستان

فون: 042-37320318 فیکس: 042-37239884

فضلی بک سپر مارکیٹ

اردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔

فون: 021-32212991, 32633887